



# کتاب الشفاعة

از

کتاب مذهب حسن

مجمع البحرين و فناء و فناوی و فناء و فناوی



و عینی شرح

مؤلف و مترجم اونس بیل سید محمود  
پیرسٹن ایٹا لاجعل ظله ممد و د  
الی الابد به تمام احقر العباد خواجہ  
مصلح الدین احمد غفر له  
الاحد فی یوم التثاء  
س ۹۶

inked  
987

مطبع مصلح المصالح واقع در ہلے میں جلیع کو

## کتاب الشفہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(۱) وہی تملیک البقعة جبلاً بماتام علی مشتری بالشركة او الجوار۔ (۱) بیب شرکت ایجا کے جبراً کسی عایدہ پر اوسی قدر قن دلا رجو مشتری پر لازم ہوا ہے، مالک کرینہ نام شفہ ہے۔

(۲) وہی مشتقة من الشفہ وهو الضم انما سمیت بهما لانیها من ضم المشتراة الى عقار الشفہ (۲) شفہ شفق سے ماخوذ ہے جو انقال کے معنی میں شفق کے شفہ اس واسطے کہتے ہیں کہ اوس میں ہی خریدی ہوئی شفق کے ملک کے ساتھ لگائی ہے۔ (۳) ونجب للخلیط اسی تثبت الشفعة الشریک فی المبیع۔ (۳) سب سے پہلے حق شفہ اور شمس کو ثابت ہوتا ہے جو بیع کے اور شریک ہے۔

(۴) وهذا مقدم علی غيره بلا خلاف لانه اقوی لتعلق الشریکة باجزاء الملك۔ (۴) شریک نے البیع کو بالاتفاق اور ان پر تقدم ہے کیونکہ سبب اور شریکوں کے اوس کو قوت ہو اس لئے کہ بیع کے ساتھ بیع شریک کا تعلق ہے۔

(۵) وفي البتین الشریک فی البناء ہذا ون الارض لا یكون خلیطاً فی المبیع۔ (۵) حمید بن حبان کیا کہ اگر ایک شخص مرگن مکان کے عمارت میں شریک ہو اور زمین کے اندر شریک نہیں ہو تو وہ شریک فی المبیع کا حکم نہیں ہے۔

(۶) ثم فی حقہ یعنی اذا سلم الخلیط فی المبیع الشفعة یجب للخلیط فی حق۔ (۶) اگر شریک فی المبیع نے حق شفہ جو مزد با تو اب حق شفہ شریک فی حق المبیع کو ثابت ہو گا کیونکہ شریک

المبيع لانه شريك في مرافق الملك ملك بين شريك ہے۔

(۷) ثم لو كان الخليط في المبيع غائباً يقضى بالشفعة للخليط في حقه اذا طلب لان الغائب يحتمل ان لا يطلب فلا يؤخر حق المحاضر بالشك۔  
(۸) ثم اذا حضر وطلب الشفعة قضى له بها۔

(۹) وبعد القضاء له لو ترك شفعت له ليس للخليط في حقه ان يأخذها لانه بالقضاء للشريك انقطع حقه وبطل۔  
(۱۰) وللم يطلب الخليط في حقه حين غيبة الشريك فاذا حضرو سلم ليس للخليط ان يأخذها كذا في التقنية۔

(۱۱) كالشرب والطريق الخاص۔  
(۱۲) قيد به لانها اذا كانت عامين لم يتحقق بهما الشفعة۔  
(۱۳) الشرب الخاص نهر لا يجري فيه السفن۔

(۱۴) وقيل ما نفذ ماؤا الاخر الاسرا من المسقية منه۔  
(۱۵) وعن ابی يوسف ما سبق منه قراحان او ثلثة او بستانان

(۱۱) حق المبيع بين شريك هو ان يسهل من مرفق بين يسهل شرب فاس اور طريق خاص۔

(۱۲) شرب عام اور طريق عام من شفعہ کا استحقاق نہیں ہوتا۔  
(۱۳) شرب خاص اتنی چری نہر کو کہ نہر کے ہیں جس میں ناؤ نہ چل سکے۔

(۱۴) یعنی نہر کے شرب خاص اتنی چری نہر اور جو نہر کے شرب عام کے لئے چری طور پر آپ پانی کو کافی ہو سکے۔  
(۱۵) ابو یوسف ۲۰ فرساتے ہیں جس سے مرفق وہ زمین کہیں یا دو زمین باغ کو پانی دے سکیں وہ بہ



او ثلثة وما زاد على ذلك فهو عام  
كذا في النهاية

وہ نر یا مال اب شرب خاص ہے ورنہ وہ شرب عام  
میں داخل ہے۔

(۱۶) والطریق الخاص ما یکون  
غیر نافذ۔

(۱۶) طریق خاص سے وہ راستہ مراد ہے جو  
سرستہ ہو۔

(۱۷) ثم نثبتها لجماع الملازم۔

(۱۷) شریکینے البیع اور شریک فی حق البیع کے بیچ توغیر کے نزدیک ہوا تو غیر

(۱۸) خلافا للشافعی۔

(۱۸) امام شافعی کے نزدیک پاس والے کو حق شفعہ نہیں ہے۔

(۱۹) وفي الحقائق كذا الخلاف في  
الجوار المقابل في السكة الغير  
النافذة۔

(۱۹) کوچہ سرستہ میں سامنے کے پاس والے کو شفعہ  
کے نزدیک حق شفعہ ہے امام شافعی رحمہ اللہ کے  
نزدیک نہیں ہے۔

(۲۰) اما الجوار المقابل في السكة  
النافذة لا شفعة له اتفاقا۔

(۲۰) اگر کوچہ نافذ ہو تو سامنے کے پاس والے کو  
بالا اتفاق حق شفعہ نہیں ہے۔

(۲۱) واذا قسمت الدار وحددت  
فلا شفعة۔

(۲۱) ایک مکان میں دو شخص شریک تھے اور وہ مکان  
اونہیں تقسیم ہو گیا تو اب کوئی کسی کا شفعہ نہیں ہو سکتا۔

(۲۲) ولنا قوله عليه السلام الجار  
احق بشفعته۔

(۲۲) پاس والے کو حق شفعہ ثابت ہے نہ چڑھیک یہ دلیل ہے کہ اگر غرض  
مسئلہ اور چھوٹے لے لیا ہو پاس والا اپنے شفعہ کا مستحق ہو۔

(۲۳) ولو ذميتا اى وان كان الشفع  
ذميتا۔

(۲۳) جبر علیہ مسلمان کو حق شفعہ حاصل ہوتا ہو علیہ ذمی کو  
بھی حاصل ہوتا ہے۔

(۲۴) قيد به لان ابن ابي لیلی  
قال لا شفعة للذمی كذا في  
الكفاية۔

(۲۴) کفایہ میں بیان کیا ہے کہ ابن ابی لیلے کے  
نزدیک ذمی کو حق شفعہ نہیں ہے۔ اس واسطے بیان  
ذمی کا ذکر کر دیا گیا۔

(۲۵) كذا لو كان ما ذونا او مكانا  
لانها شرعت للدفع الضرر والكل  
في ذلك سواء۔

(۲۵) ظاہر ماذون اور مكانا کو بھی حق شفعہ حاصل  
ہوتا ہے اس لئے کہ شفعہ دفع ضرر کے لئے مقرر کیا گیا ہے  
اور اس بات میں سب لوگ برابر ہیں۔

(۲۶) وحکم الجار مع الخلیط فی الطلب  
کحکم الخلیط مع الشریک۔

(۲۶) شفعہ کے طلب کو شریک میں سے لے کر شریکینے حق البیع کے ساتھ  
وہی حکم ہوتا ہے جو شریک فی حق البیع کا شریک فی البیع کے ساتھ ہے۔

(۲۶) ونقسمها على الرؤس لا سهام یعنی الشفعة مثبت عندنا على قدر رؤس الشفعاء۔  
(۲۷) حنفیہ کے نزدیک شفعاء کے اوپر شفعہ علی قدر الرؤس تقسیم کیا جاتا ہے اس سے یہ مراد ہے کہ تین شفعی ہونگے ہر ایک پر ایک شفعہ کے مستحق ہوں گے۔

(۲۸) وعند الشافعی علی قدر سهامہم (۲۹) مثلاً اذا كان داسر بدين ثلثة لاحدہم نصفہا وللآخر ثلثا والاخر سدسہا فباع صاحب النصف نصیبہ قضی بالشفعة بدين الاخرين اثلاثا عندنا علی قدر مملکھما ونصفین عندنا علی قدر رؤسہما وان باع صاحب الثلث نصیبہ یکون الشفعة بينهما ارباعا عندنا وان باع صاحب السدس نصیبہ یکون الشفعة بينهما اخصاسا لصاحب الثلث خمسها ولصاحب النصف ثلثة اخصاس کذا فی المصنفی۔

(۳۰) له ان الشفعة من مرافق الملك فیثبت بقدره لا كالربح والكسب ولنا ان بينهما انصال الملك وتقليل الملك کثیرا ولهذا لو تفرد صاحب القليل فله كل الشفعة بخلاف الربح والكسب لانهما من نتائج الملك فیکونان بقدره۔

(۳۱) اعلم ان كلامنا من الشفعاء قبل الفقهاء بالشفعة لهم مستحق مجموع

(۳۲) امام شافعی رحمہ کی یہ دلیل ہے کہ شفعہ ملک کی ایک شفعہ ہے لہذا نفع اور کسب کی طرح بقدر شفعہ شفعہ حاصل ہوگا اور ہماری دلیل ہے کہ اون دونوں میں ملک کا انصال پایا جاتا ہے اور اس میں ملک کا شفعہ زیادہ یا کم ہونا ہر ایک کے لئے ہوتا ہے لہذا اگر صرف شفعہ حصہ الا شریک ہو تا تو بالافاق او کو کل میں شفعہ کا حق حاصل ہوتا ہے لہذا نفع اور کسب کے لئے کہ یہ دونوں ملک کے خارج ہیں داخل ہیں۔ لہذا ملک کے حساب سے اون کا اندازہ کیا جائے گا۔

(۳۳) معلوم ہے کہ جب تک قاضی شفعہ کے لئے شفعہ کا حکم نہ دے تو شفعہ شفعی کو پورے مکان شفعہ میں شفعہ کا استحقاق ہے مگر صرف قاضی کے

خیال ہے اور میں باہم حق شفعہ تقسیم کیا مگر ہمارا ہر شفعہ کو پورے کا پورے شفعہ کی ضرورت کرنی چاہئے تاکہ اگر کوئی شفعہ مکان ایک حصہ میں شفعہ پارہ یا گاتوا مقررہ کے نزدیک اور اس کا شفعہ باطل ہو جائیگا پناہ بخیر آئندہ آتا ہے۔

الدائر المشفوعة والقسمه بينهم للمزاحمة  
فيلبني ان يطلب كذا لك حتى لو طلب  
واحد منهم بعضها بطل شفعتها  
عند محمد لما سيجي۔

(۳۳۲) حق شفعہ اس حق صحیح کے بعد ثابت ہوتا ہے جس میں باطل کو اختیار باقی نہ ہو کہ اگر اس کو واپس لینے کا اختیار باقی ہو تو وہ بیع کو اپنے ملک میں روک سکتا ہو بشرطیکہ اس طرح ملک نہیں ہو سکتا اور بیع قائم کرنے کے شفعہ ثابت نہیں ہوتا کیونکہ وہ بیع صحیح کے قابل ہے اور شفعہ کے ثابت کرنے میں اس کے فساد کا قائل نہ کرنا ہے۔

(۳۳۲) وتجب الشفعة بعد البيع  
الصحيح قيد به لان الفاسد مستحق  
للفسخ فلا يثبت فيه الشفعة ودفعاً  
لتقرير فساد له الخالي عن خيار البائع  
لانه يمنع خروج المبيع عن ملك  
البائع فلا يمكن الشفعه التملك۔

(۳۳۳) اگر بیع میں باطل کو اختیار نہیں ہے مگر مشتری کو اختیار ہے تو بالافتقار حق شفعہ ثابت ہو جاتا ہے صاحبین کے نزدیک تو اس لئے کہ خریدنے کے وقت مشتری بیع کا ایک ہو گیا اور امام صاحب کے نزدیک اس لئے کہ اس کو حق کلیت حاصل ہو گیا اور شفعہ ثابت ہونے کے لئے اس قدر کافی ہے جس طرح مکاتب نے لے شفعہ ہاڑ ہے۔

(۳۳۳) قيد بخيار البائع لانه لو كان  
للمشتري فله الشفعة اتفاقاً  
امعند هما فلكونه مالاً  
للمبيع وقت الشراء وامعند الا  
فلثبوت حق التملك له وهذا  
كافٍ لثبوت الشفعة كما جاز  
للمكاتب الشفعة۔

(۳۳۴) اختیار عیب اور خیار ردیت کے صورت میں ہی شفعہ ثابت ہو جاتا ہے۔

(۳۳۴) وكذا لك خيار العيب والردية  
لا يمتنعان من الشفعة۔

(۳۳۵) جس طرح بیع سے حق شفعہ ثابت ہوتا ہے اس طرح جس خریدن سبب مال مال مال کے لئے پائے جاتے ہیں مثلاً مال دیکر سبک کرنا یا کسی چیز کے عوض میں ہبہ کرنا۔

(۳۳۵) وما في معناه يعني تجب  
الشفعة بعد وجود ما في معنى البيع  
كالصلم على مال والهبة لبعض۔

(۳۳۶) جس صورت میں بان کو بیع کا اختیار حاصل ہوا ہو وہ اختیار ہوتا ہے تو بہرہ ہر صورت سے شفعہ ثابت ہو جاتا ہے۔

(۳۳۶) وللبسقوط الخيار يعني يثبت  
الشفعة بعد سقوط الخيار عن  
البائع۔

(۳۷) والشفعة فی الفاسد ای بسقوط  
الفسخ فی البیع الفاسد لان حق الفسخ  
فیه کان للشرع فاذا اقلق به حق  
المشتري بالبناء او الغرس سقط  
الفسخ ونزال المانع عن الشفعة۔  
(۳۸) قال المصنف فی شرحه وانما  
قال وجب بعد البیع لانه لو قال  
بالبیع لکان موهما ان البیع  
سبب ولیس کذا لک بل البیع شرط  
والسبب الشرکة بنوعه ای حق  
المبیع ونفسه او الجار اقول علی  
هذا ان ینبغی ان یقول او سقوط  
الخیار بل دباء عطفنا علی البیع اذ  
بالباء یوهم ان سقوط الخیار سبب

(۳۹) وتستقر بالاشهاد لان الشفعة  
حق ضعیف لا یلزم طلب المواثبة  
لیثبت سرغبته فی الشفعة ومن  
الاشهاد علی الطلب  
لیکن اثبات طلبه عند القاضی  
(۴۰) ویملک ای الدار المشفوعة  
بالاخذ اذ اسلمت الیه ای سلمها  
المشتري الی الشفیع لان المالك  
ثابت للمشتري حتی لو اجبره یطیب  
له الاجرة فینقل بوضاه  
(۴۱) او حکم له وهو بالمرعوف علی الاخذ

(۳۷) اگر بیع فاسد میں کسی وجہ سے اختیار فسخ باقی رہے  
تو شفعہ ثابت ہو جاتا ہے کیونکہ بیع فاسد میں شرع سے حق فسخ  
ہوتا ہے نیز بیع میں کسی سبب سے مکان بنا لینے یا باغ  
لگانے کے مشتری کا حق منقطع ہو گیا تو اب فسخ کا اختیار باقی  
نہ رہا اور شفعہ کا مانع ہاتا رہا۔

(۳۸) معلوم کرو کہ شفعہ بیع کے بعد ثابت ہوتا ہے  
بیع کے سبب سے نہیں ثابت ہوتا ہے کیونکہ بیع شرط ہے  
سبب ہے اور اس کا سبب شرکاء  
یا جوار ہے اس واسطے مصنف نے یہ کہا ہے کہ  
بیع کے بعد ثابت ہوتا ہے یہ نہیں کہا کہ بیع کے  
سبب سے ثابت ہوتا ہے اس طرح جامع کے  
اختیار سابقہ ہونے کے بعد شفعہ ثابت ہوتا  
ہے سابقہ ہونے کے سبب سے نہیں  
ثابت ہوتا۔

(۳۹) شفعہ ثابت ہونے کے لئے شرط ہے کہ شفعہ شفعہ کرو  
نوراً طلب کرے اس لئے کہ شفعہ حق ضعیف ہے نوراً اس کے  
طلب ہونی چاہیے تاکہ اس طلب شفعہ کی رغبت ثابت ہو۔  
اور اس کو طلب کرنے پر گواہ کرنا چاہیے کہ عند القاضی  
اس طلب کو ثابت کرے۔

(۴۰) شفعہ مکان مشفوعہ کا اس وقت تک ہوتا ہے  
کہ مشتری اس مکان کو شفعہ کے قبضہ میں دیر ہی اور وہ  
اس کو ملے اس لئے کہ ملک مشتری کو ثابت ہو بیان ملک کے  
اگر وہ اس مکان کو کرایہ پر دے تو شفعہ کے لئے اس کا کرایہ  
شرعاً مال مال ہو گا لہذا اس کی ضمانت ملک منتقل ہو جائیگی۔

(۴۱) اگر مشتری نے وہ مکان

یعنی یملک الشفیع باحد الامرین  
اما بالاختیار بالتراضی او بحکم  
الحاکم للشفیع بھامی بالشفعة۔

(۴۴)، وفائدہ ہذا میں ان الشفیع  
اذا مات بعد الطلبین قبل الاخذ  
او الحکم لم یورث عنه الداسر  
الشفوعة ولو باعھا لا یجوز۔

(۴۵)، ولا یمجب الشفعة فی غیر العقار  
لقولہ علیہ السلام لا شفعة الا فی  
ربع او حائط حتی لو بیع الغل وحدا  
او المبناء وحده فلا شفعة لانھما  
لا تدار بہما بدون العرصۃ فکان  
فی معنی المنقول۔

(۴۶)، بخلاف العلوحد یستحب  
الشفعة فی سفلی لجوارہ اذ المر  
لیکن طرفیھما مشترک لان لہ حق  
القرار فالحق باللعقار۔

(۴۷)، وفی البیاریۃ لو باع العقار  
مع العبد والدواب ینبئ فی کل  
تبعاً للعقار۔

(۴۸)، وفی التجرید لا شفعة فی الوقت  
ولا لجوارہ۔

(۴۹)، نثبتھا ذمھا لا یتحدھما کالمیرو  
الروحی و الحما۔

(۵۰)، وقال الشافعی لا یشیت الشفعة

شفیع کے قبضہ میں رہنا سند ہی سے نہیں دیا۔ مگر قاضی نے  
شفیع کے لیے شفعہ کا حکم دیا تا تب ہی شفعہ اوس کا  
مالک ہو جاوے گا۔

(۴۴)، اسکا نتیجہ یہ ہے کہ اگر شفعی طلب اشہار اور طلب  
مواہبت کے بعد اور مکان پر قبضہ کرنے یا حکم قاضی سے  
پہلے مر گیا تو اوس کے وارثوں کو وہ مکان نہ ملیگا اور اگر اوسکو  
بیع کیا تو اوسکی بیع ناجائز ہوگی۔

(۴۵)، شفعہ صرف عقار یعنی غیر منقولات میں ثابت  
ہوتا ہے اس لئے کہ آنحضرت مسلم نے فرمایا جو کہ شفعہ نہیں  
ہونا مگر مکان میں یا باغ میں اسس تقدیر اگر  
کوئی شخص صرف باغ کے درختوں یا مکان کے دیوار کو  
بغیر زمین کے بیع کرے تو وہ زمین شفعہ نہیں جو اس کے زمین کے بغیر  
تو یہ زمین ہمیں پس وہ منقولات میں داخل ہیں

(۴۶)، اور ہر کے مکان والے کو نیچے کے مکان میں حق شفعہ ہے۔ اور اگر  
کہ اگر دیوں کا راستہ مشترک نہیں ہو تو ہر کے سب سے حق شفعہ  
ثابت ہو گا کیونکہ اوپر کے مکان کو نیچے کے مکان پر حق قرار  
ہو لہذا اوسکو غیر منقول کا حکم دیا جاوے گا۔

(۴۷)، کتاب بدر میں بیان کیا ہے کہ اگر باہر کو دو مغل ملے  
اور وہ کسی کے ایک شخص نے فروخت کیا۔ تو ہر سب چیزوں میں  
بہادار کے تابع بھی باہرین کی اور سب میں حق شفعہ ثابت ہو گا۔

(۴۸)، کتاب تبرک میں ہے کہ وقت میں شفعہ نہیں ہوتا اور اس کے  
جوار سے شفعہ ثابت ہوتا ہے۔

(۴۹)، حنفیہ کے نزدیک جن چیزوں کی تقسیم نہیں ہو سکتی  
شفعہ ثابت ہوتا ہے جیسے کنواں، پتلی، حمام۔

(۵۰)، امام شافعی رحمہ کے نزدیک جو چیزیں قابل تقسیم نہیں

ہیں اور من شفعہ ثابت نہیں ہوتا۔ اس اختلاف کا نشانہ  
یہ ہے کہ امام شافعی رحمہ کے نزدیک شفعہ اس لئے مقرر  
کیا گیا ہے کہ تقسیم کرنے کی دقت نہ ادا ہائی نہ پڑے اور  
حنفیہ کے ہیں کہ ہمیشہ کے لئے ضرر جو اسے امن ہو جائے۔

(۴۹) وہ سائبان جسکی کڑیاں ایک جانب سے فروخت  
شدہ مکان کی دیوار پر اور دوسری طرف ہمار کی دیوار  
پر رکے ہوئے ہیں حنفیہ کے نزدیک وہ سائبان  
بیع میں داخل ہوگا اور شفعہ اس کو نہ لے سکیگا  
مگر جس صورت میں جائے کل حقوق کی تصریح کر دے  
اور صاحبین کے نزدیک وہ بلا تصریح بیع میں داخل ہوگا  
اور سائبان سے وہ سائبان مراد ہے جسکا راستہ  
اوس مکان کی طرف ہو کیونکہ اگر دوسری طرف کو جو  
تو بالاتفاق داخل نہ ہوگا۔

(۵۰) صاحبین کی یہ دلیل ہے کہ سائبان مکان کے  
تابع ہوتا ہے جس سے مالک مکان نفع اڑھا سکتا ہو  
مثل باغخانہ وغیرہ کے جو مکان سے باہر ہو۔ اور امام  
صاحب کی یہ دلیل ہے کہ من مبروہ مکان کے تابع ہوا ورنہ جب  
اوس سے الگ ہو کیونکہ اوس کا قیام صرف اسی مکان پر نہیں ہے  
بلکہ دوسرے مکان پر بھی ہو لہذا اگر جائے کل حقوق کا لفظ  
کہا کہ گاتر تھے وہ سائبان داخل ہوگا ورنہ نہیں۔ بخلاف مطلق  
کہے کہ اوسین دوسرے کی ملک سے اتصال نہیں پایا جاتا۔

(۵۱) اگر ایک شخص بیعت کسی مال کے ایک مکان کا  
مالک ہو تو شفعہ ثابت ہو جاتا ہے۔

(۵۲) اگر ایک شخص بلا عوض مالک ہو اس طرح پر مطلقہ  
اور صدقہ میں تو شفعہ ثابت نہ ہوگا۔

فیہا وهذا الخلاف مبنى على ان  
الشفعة لا تقع ضمن القسمة عند  
و لا تقع ضمن الجوار على الدوام  
عندنا۔

(۴۹) والظلة وهي التي احده طرفي  
خندقها على حائط الدار المبيعة  
وطرفها الاخر على حائط الجار  
لا تدخل عندنا فلا ياخذها  
الشفيع حتى يقول بكل حق هو لها  
وقال لا يدخل اراد بالظلة ما  
يكون مفتوحة في الدار المبيعة  
لانها لو كانت مفتوحة الى غيرها  
لا يدخل اتفاقا۔

(۵۰) لهما ان الظلة من مرفق  
الدار ينقسم بها صاحبها كالكتيف  
المشروع الى خارج الدار وله  
انها تبع للدار من وجه فاصل  
من وجه لان قرارها بها وبغيرها  
فان قال بكل حق لها دخلت والا  
فلا تجوز المقيس عليه لانه  
لا اتصال له بملك الغير۔

(۵۱) واذا ملك العقار بعوض وهو  
مال وجبت اى ثبت الشفعة۔

(۵۲) فان ملكها بلا عوض كالهبية  
المطلقة والمصدق لا يثبت۔

(۵۴)، وکن اذا امسکها بعوض ليس جمال وعليه ينفرع قوله۔

(۵۴)، فلا تنبتا ای الشفعة فی دار یتزوج علیها ای یکون مهوراً للمناکحة وان قال جعلها بمهرک ففيها الشفعة لانها عوض عن المهر۔

(۵۵)، او یجاء بها اولیست اجر بها یعنی اذا اجر داره واخذ لاجرتها من المستأجر داراً فلا شفعة لہا لانہ بدل المنفعة لا مبادل المال۔

(۵۶)، او یباع بها عن دم عمداً ویعتق عابداً۔

(۵۷)، وقال الشافعی یشیت الشفعة فیہا۔

(۵۸)، لان هذه الاشياء متقومة فی الشرع فیکون الدار قيمة للمقوم ولنا ان قيمة الشئ ما یقوم مقامه لا اتحادهما فی المقصود ولا اتحادین

المال وهذه الاشياء فیہ فلا یکون المال قيمة لها الا ان المثار جعل للضعف قيمة فی الشکاح نفعاً وسرّاً تعظیماً

فقدما لا یصح بیانہ فی الشکاح والامانة قيمة فی الجہاد لا لعمد وسرّاً۔

الناس الیہا۔ للدم قيمة لضرورة

(۵۸)، امام شافعی رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ شرع کے اندر غلے اور خون وغیرہ مقوم چیزیں ہیں پس مکان مقوم چیز کے بدلہ پایا گیا اور ہمارے دلیل یہ ہے کہ قیمت اوس چیز کو کہ زمین جب سبب اتحاد مقصود کے ایک شے کو قائم مقام سمجھ سکے اور ال میں اور ان چیزوں میں اتحاد فی المقصود نہیں ہے پس مال کی قیمت نہیں ہو سکتا مگر شارع نے صرف شرافت انسانی کا لحاظ کر کے شے کا بدلہ نہ نقص میں قیمت مقرر کیا ہے اور اجارہ میں نہ ملتا نہ حق

تاریخ یہ کہ جو کوئی کو کوئی اور کی ضرورت پیش آئے، چاہے جو اس طرح ضرورت انسانی کاں غلے یا خون کی قیمت مقرر کیا ہے تاکہ ان کی کیا کما حقہ ہو اور جو چیز کی ضرورت مقرر کیا اتنی جو وہ ضرورت اوس کی ضرورت

مبیاتہ عن الہدار وما ثبت بالضرر ہرقہ اندر ضرر یعنی جو پس حق شفعہ میں یہ چیزیں مشغوم نہ تھیں باذن  
لا یبعدی عن موضعها فلا یكون گی اور باقی رہا آزاد کرنا تو مال کی سی طرح اوس کے  
مقومة فی حق الشفعة والاعتاق قائم مقام نہیں ہو سکتا کیونکہ آزاد کرنا اصل میں  
ازالة المالیة فکیف یقوم المال مالیت کا زائل کرنا ہے نہ مال کا مال سے  
مقامہ بدلنا۔

۵۹) فلو تزوجها علی داران ترد ۵۹) اگر ایک عورت سے بیوہ ایک مکان کے اس شرط  
الیہ الفابیعی اذا تزوج امرأۃ پر نکاح کیا کہ اگر وہ عورت ہزار روپیہ اس شخص کو دے  
وامهرها دارا علی ان ترد الیہ تو یہ شخص وہ مکان عورت کو دے کہ  
الف درہم فالشفعة غیر ثابتہ رحمہ اللہ کے نزدیک اوس مکان میں بالکل حق شفعہ  
عندہ مطلقا اسی فی حصۃ الالف ہو گا نہ ہزار کے  
وفی حصۃ الصداق حصے میں۔

۶۰) و او جباہا فی حصۃ الالف لانہ ۶۰) صورت مذکورہ بالاعین صاحبین رحمہم اللہ کے نزدیک لایا  
مباد لہ مال ہمال۔ قدر سے میں جو ہزار کے بدل میں آئے گا حق شفعہ ثابت ہو گا۔

۶۱) اقول لو قال فالشفعة غیر ثابتہ ۶۱) شایع رحمہ اللہ کہتے ہیں اگر مانتے کہ نہ ہزار کے  
فی حصۃ الالف لکان اخضر واولی حصے میں شفعہ ثابت نہ ہو تو بہتر اور مختصر ہوتا اور  
لانہ لم یجئ الی قوله مطلقا و او جباہا مطلقا آؤ جباہا کہنے کی ضرورت نہ تھی  
و عدم الشفعة فی حصۃ الصداق اور ہر کے حصے میں شفعہ کا ثابت نہ ہونا  
قد کان عرف فی المسئلة پہلے سلسلہ سے معلوم ہو چکا تھا۔ پس دوبارہ  
السابقہ اوس کے ذکر کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

۶۲) وله ان البیع مشروط فی ۶۲) امام صاحب رحمہ کی دلیل یہ ہو کہ اس نکاح  
النکاح والمشرط اتباع فیکون مبنی بیع کی شرط لگائی گئی ہے اور بشرط شرط کے تابع  
المعاوضۃ تبعاً للصداق واذا لم ہو اگر فی ہر ہذا معاوضہ کے بغیر ہر کے تابع ہوے اور  
یثبت الشفعة فی الاصل لایبث جب اصل میں شفعہ ثابت نہیں ہو اوس کے  
فی تبعہ تابع میں بھی ثابت ہو گا۔

۶۳) و بعض المشائخ ۶۳) بعض مشائخ رحمہم اللہ اس سلسلہ کو کہنا بالفاظ میں



یہ ایک ایسا شخص ہے کہ کتاب الشفعہ میں اور اس کتاب میں دونوں مقام پر اس کو بیان کیا ہے اس میں اگرچہ کچھ حرج نہیں ہے مگر اختصار کی منافی ہے۔

۴۴، ایک شخص نے دوسرے کے مکان کا دعویٰ کیا اور مالک مکان نے انکار کیا یا سکوت کیا اور ہر کچھ مال دیکر اس شخص سے اس نے صلح کر لی تو اس مکان میں شفعہ نہیں ہے انکار کی صورت میں تو اس لئے کہ مالک مکان کے نزدیک وہ مکان اس کا ملک تھا اور سکوت کی صورت میں اس لئے کہ اس نے جو مال دیا ہے اپنے نزدیک قسم کے عوض میں دیا ہے لہذا مبادلہ مالہ نہیں پایا گیا۔

۴۵، ایک شخص نے دوسرے کے مکان کا دعویٰ کیا اور اس نے اقرار کر لیا اور کچھ مال دیکر مدعی سے صلح کر لی تو شفعہ ثابت ہو جائے گا کیونکہ اقرار کے بعد صلح مبادلہ ہے۔

۴۶، اگر ایک شخص نے ایک مکان پر دعویٰ کیا اور مالک مکان نے اس سے انکار یا اقرار یا سکوت کیا اور ایک مکان دیکر صلح کر لی تو شفعہ ثابت ہو گا کیونکہ مدعی نے اپنے نزدیک عوض اپنے حق کے لئے مکان کو لیا ہے پس اس کے زعم کے موافق اس سے مواخذہ کیا جائے گا۔

۴۷، بذریعہ وراثت یا وصیت کے اگر کسی شخص کو ایک مکان ملے تو اس میں شفعہ نہیں ثابت ہوتا اس لئے کہ یہاں مبادلہ مالہ نہیں ہے۔

المستعمل فی کتاب الفکاح وبعضہم فی کتاب الشفعة والمصنف اور دہانی علیہما لکن ینافی ایجاز الکتاب۔

۴۸، ولو صالح عنہا بانکار او سکوت لم تجب یعنی من ادعی دار سراجہل واکثر صاحبہا او سکوت ثم صالح عن ملک الدار علی مال لا شفعة فیہا اما فی صورۃ الانکار فتلان نزعہ ان الدار لم تنزل عن ملکہ واما فی السکوت فلزعمہ ان ما اعطاه افتداء لمینہ فلم یثبت المبادلۃ المالیه۔

۴۹، ولو باقرار یعنی لو صالح عنہا بعد اقرارہ بقاء ثبت الشفعة لان الصلح بعد الاعتراف یکون مبادلۃ مال۔

۵۰، او علیہا امی لو صالح عن دعویٰ خصمہ علی دار مطلقا امی سواء کان الصلح باقرار او سکوت او انکار وجبت الشفعة لان نزع عم المدعی لہ اخذہا عوضا عن حقہ فیواخذ بزعمہ۔

۵۱، ولا یجب الشفعة بالارث والوصیۃ لان الملك الحاصل بکل منهما حاصل بغیر عوض۔

(۶۸) وطردوا ذلک اى عدم ثبوت (۶۸) اگر ایک شخص کسی کو ایک مکان میں بیہ کیا اور وہ یہ کہ  
الشفعة فی الہیة اذا عوض عنها لان اوس کے عوض میں کہہ ال یہ کنندہ کو دیا تو ہمارے نزدیک  
التعویض عنها تبرع ولا شفعة فی اوس میں شفعتین ہیں اس لئے کہ یہ کہ عوض دینا تبرعات میں  
التبرعات۔ داخل ہے اور تبرعات میں شفعتین نہیں ہوتا۔

(۶۹) الا بعوض مشروط یعنی اذا (۶۹) اگر ایک شخص کسی کو ایک مکان میں بیہ کیا اور اس کے  
شرط العوض فی الہیة یشبث الشفعة عوض میں کہہ مال بشرط کر لیا تو خفیہ کے نزدیک نہیں  
فیہا عندنا لان العوض یکون ولجبا شفعت ثابت ہو گا کیونکہ یہ عوض وہ یہ کہ پر واجب  
علیہ ویكون بیعاً انتہاء۔ ہو جاوے گا اور انتہاء یہ بیع صحیح ہو جائے گا۔

(۷۰) وقال مالک یشبث الشفعة (۷۰) امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک اگر پہلے ہمارے  
فی الہیة متى عوض عنها وان لم عوض دیا جاوے تو شفعت ثابت ہو جاتا ہے اگرچہ عوض کی  
لیکن العوض مشروط فیہا لانا یصلی شرط نہ ہو کہ وہ ہنزلہ بیع کے ہر تہائی دلیل ہے بلکہ یہ بیع  
بمنزلة البیع ولانا ہا ہب من المجانبین نہیں ہو بلکہ بائعین سے یہ ہر اس لئے کہ عقد کے اندر  
لانہ لم یشترط فی العقد عوض ولا عوض کی شرط نہیں ہے اور جب یہ ہب غیر انوار میں  
شفعة فی الہیة بخلاف ما اذا شرط شفعت ہو گا بخلاف اوس صورت کے کہ یہ میں عوض  
العوض حیث صارت معاوضة شرط ہو کہ وہ ان مبا ولہ پایا جاتا ہے۔ معلوم کرو  
اعلم ان الفقہاء قول مالک من الممن کہ متن سے بظاہر امام مالک رحمہ اللہ کا قول  
فیہ نوع خفاء لعلہ بالتامل۔ سمجھ میں نہیں آتا۔

(۷۱) وفي المحيط الشفعة فی الہیة (۷۱) محیط میں بیان کیا ہے کہ بشرط عوض میں شفعت  
المشروطة بعوض انما تثبت اذا تقابلا اوس کی تہ ثابت ہوتا ہے کہ جب دونوں کا قبضہ بدلین ہو جاتا  
فان قبض احدہما دون الآخر اور اگر صرف ایک نے قبضہ کیا ہو تو دوسرے نے نہیں  
فلا شفعة۔ کیا ہے تو اوس میں شفعت نہیں ہے۔

(۷۲) خلافا للزفر وهذا بناء علی (۷۲) اور یہ کہ صورت میں امام زفر کا اختلاف ہے  
ان الہیة المشروطة بعوض نیعتقد اوس کی تہ ہے کہ اون کے نزدیک یہ بشرط  
معاوضة ابتدا عند لا وعندنا بعوض شروع سے ہر معاوضہ ہوتا ہے اور  
نیعتقد تبرعا ابتداء ویتم معاوضة خفیہ کی تہ شروع میں تبرعا۔ میں کے قبضہ کر کے کہ بعد

اذا اقتضیٰ-

مداولہ تصور کیا جاتا ہے۔

(۳۷)، ولا تثبت ای الشفعة للجار باقلم  
الشراء العتار لان فی القسمة معنی  
الافراز لامبادلة المال بالمال  
ولهذا یجری فیها الجبر علی القسمة  
اذا كانت فی المثلیات بطلب احد  
الشراء والشفعة لم تثبت الا فی الملكة  
المطلقة-

(۳۷)، اگر خرید و فروش ایک مکان کو یا تقسیم کر کے یا رکن  
از میں مجال شفعہ زمین کو کہید کہ تقسیم زمین بشمار چھ حصہ کو ایک  
کرتا ہو اور از میں مبادلت میں ہوتا وہاں اگر مثلیات میں شرکت  
پائی جائے اور ایک شرکت تقسیم کر کے دو حصہ کو دو شرکت  
راضی ہوں یا نمونہ اس شریعت میں تقسیم ہو، یہاں ہو سکتی ہے  
الحاصل تقسیم میں یا یا نہیں ہوتا، اور شفعہ معاہدہ مبادلت میں  
ثابت ہوتا ہے۔

(۳۸)، ولا یرد المشتري ای لا تثبت  
الشفعة للجار اذا رد المشتري  
بشرط او برؤية او عیب ای بسبب  
خيار الشرط او خيار الرؤية او خيار  
العيب یقضاء ای یقضاء القاضی هذا  
قید للرد بالعيب سواء یكون الرد  
بعد القبض او قبله بعد التسليم ای  
لتسليم الجار الشفعة وقت الشراء لان  
الرد فخر من الاصل-

(۳۸)، اگر بسبب خیار شرط یا حاروت یا سبب  
بشرط او برؤية او عیب ای بسبب  
خيار الشرط او خيار الرؤية او خيار  
العيب یقضاء ای یقضاء القاضی هذا  
قید للرد بالعيب سواء یكون الرد  
بعد القبض او قبله بعد التسليم ای  
لتسليم الجار الشفعة وقت الشراء لان  
الرد فخر من الاصل-

(۳۹)، فان رده بعيب بعد القبض  
بغير قضاء او تقایلا البیع وجبت  
الشفعة لان ذلک انهم فی حقها وعقد  
جدید فی حق الشفیع اذ لا دایة  
لها علی غیرهما فیكون معاوضة  
مالیة فی حق قید بقوله بعد  
القبض لان الرد بالعيب قبل القبض  
فسخر من الاصل-

(۳۹)، اگر مشتری نے خیار العیب ماسل ہو کر رجوع کر کے کر لیا  
بغیر مکر قاضی کے بیع کو واپس کیا یا بائع مشتری نے بائع کا  
اقالہ کر لیا تو شفعہ ثابت ہو جاوے گا کیونکہ ان دونوں میں  
بیع کا بیع ہو کر شفعہ کے حق میں وہ از سر نو دوسری بیع ہو اس لئے  
کیا بیع مشتری کو بیع ذات کا اختیار ہو کر شفعہ براؤ کر کے دلائی  
نہیں ہو پس شفعہ کے حق میں ہو گا۔ البتہ جو مبادلت ہو گا بعد از بیع  
قبل اس کے لگائی ہو کر تھکے ہوئے۔ پہلے بیع کا عیب کی وجہ سے  
وہیں کر دینا اصل میں فسخ کرنا ہے۔

(۷۷)، ولو استثنی ذمرا عامایلیہ ای من الجانب الذی یبلی الشفیع امتنعت الشفعة لانعدام اتصال الملك۔

(۷۶)، ایک شخص نے ایک زمین فروخت کی اور جس طرف شفعی کے زمین سے، جس کو اتصال کا ایک گوزمین کہتے ہیں نہ داخل کیا تو شفعہ ثابت ہو گا کیونکہ اتصال ملکیت زمین پایا گیا۔

(۷۸)، ولو ابتاع سہما من العقار قتلیا بشن کثیر بحیث لا یرغب الیہ الجار اصلا ثم ابتاع البانی تثبت الشفعة للجاری فی الاول ای فی السلم الاول دون بیع الباقی لان المشتري فی سہم صار شرکاء للبائع فی الباقی والشفیع جاز لہ فیہ والشریک مقدم علیہ۔

(۷۷)، اگر ایک شخص نے زمین کا کچھ حصہ جو شفعی کے زمین سے ملا ہوا تھا شریک کو بیچ دیا تو شفعہ ثابت ہو گا کیونکہ حصہ جو شفعی کے زمین سے ملا ہوا ہے زیاہ قیمت سے فروخت کیا جا کہ شفعی اس کے خریدنے کا قصد کرے اور یہ باقی کو بی فروخت کر دیا تو مرنے والی حصہ میں شفعہ ثابت ہو گا باقی میں ثابت ہو گا اس واسطے کہ جس نے باع سے وہ حصہ خریدا ہے وہ شخص بائع کا باقی میں شریک ہو گیا اور وہ شفعی صرف جاز ہے اور شریک کو جاز پر تقدم ہے۔

(۷۹)، وھذا الحیلۃ لدفع الجار عن الشفعة۔

(۷۸)، صور مذکورہ بالا کے حیلہ سے جارا کا شفعہ باطل ہو جاتا ہے۔

(۸۰)، او یمن ای لو ابتاع العقار الذی قمتہ مائۃ مثلا یمن غاۃ کالغرض عوضہ عنہ ای المشتري البایع عن ذلک الالف بثوب قمتہ مائۃ تثبت الشفعة بالقرن لانہ هو الغرض عن العقار والغرض بالتوب عقد اخر وھذا حیلۃ لدفع الجار والشریک الا ان فیما اضراراً للبائع عند الاستحقاق لاند باع التوب من البائع بالغرض وقع۔

(۸۰)، اگر ایک جاہل یا دکان قیمت سے سو روپیہ خریدے اور اس نے اس کو سو روپیہ سے فروخت کیا پھر شریک نے اس کو ہزار کے عوض میں بائع کو ایک کپڑا دیا جس کی قیمت سو روپیہ ہو تو شفعی ہزار روپیہ دیکر اس جاہل کو لے سکتا ہے ورنہ نہیں لے سکتا کیونکہ اس جاہل کو عوض ہزار روپیہ قرار پانے لگتا ہے اور باقی رہا عوض ہزار روپیہ کے اس کپڑے کا لیتا ہے دوسرا عقد ہے ایسا حیلہ جس سے جارا اور شریک دونوں کا شفعہ باطل ہو سکتا ہے مگر جس صورت میں جاہل کے اندر کسی کا حق برآمد ہوا تو زمین بائع کو ضرر ہو گا کیونکہ شریک اس کپڑے کو اس بائع کے ہاتھ میں عوض ہزار روپیہ کے جبکہ وہ اس کو لے کر ہزار

المقاصبة بينهما فاذا اسحق العتار  
بطل غنمه لكن بقي المشتري على  
البائع فمن الثوب وهو الف لان  
بيع الثوب صحيح۔

وے لیا چہ فروخت کر چکا۔ پس اگر وہ بایدا کسی شخص کی مکمل  
تراوی کا حق باطل ہو جاوے گا مگر کپڑے کی قیمت جو ہزار روپیہ ہو گا  
زمن قرار پایا و مشتری کے اس بائع پر لازم ہو جائیگا کیونکہ  
کپڑے کی بیع صحیح ہے۔

(۸۱)، فاذا ولی ان یباع بالدرهم  
الغنم دنانیر بقدر قيمة العتار  
فیكون مبررا بما فی ذمتہ۔

(۸۱)، اور اگر اس طرح پر حلیہ کیا جاوے کہ جو عرض ہزار روپیہ  
درغن کے کچھ اشرفیان بقدر قیمت بایدا دے کے  
مشتری بائع کو دے تو بیچ منہ ہوا دیگا اور بائع کا کچھ منہ ہو گا۔

(۸۲)، فاذا اسحق العتار وتبين ان  
لا دين على المشتري يبطل المصرف  
للافتراق قبل القبض فيجبر الدنانير  
لا غير فلا يتصور بها البائع۔

(۸۲)، حلیہ کو روہ بالاسکے بعد اگر اس بایدا حلیہ کسی کا حق  
برآہ ہو اور یہ بات ظاہر ہو گئی کہ مشتری پر زغن لازم نہیں ہو تو وہ  
بے مقصد بل تشفیٰ خرق پائیے سے باطل ہو جائیگا اور بائع کو منہ  
اور نہ مشتریوں کا داپس کرنا پڑے گا جس کو اسکو کچھ منہ ہو گا۔

(۸۳)، وكذا بعد الحيلة في اسقاطها  
وقال لا يكره۔

(۸۳)، امام محمد رحمہ کے نزدیک اسقاط شفعہ کے لئے حلیہ کرنا  
مکروہ ہے اور صاحبین کے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔

(۸۴)، له ان ثبوتها لدفع الضرر  
فاذا ايجت الحيلة في اسقاطها يكون  
ابقاء للضرر الحار فيكون حراما

(۸۴)، امام محمد کی دلیل ہے کہ شفعہ دفع ضرر کے لئے قرار گئی  
ہو پس اگر اس کے ابطال کے لئے حلیہ کرنا جائز ہو تو بعد بقاء  
ضرر اراق رہتا ہو پس خود بخود حلیہ کرنا انوکھا۔

(۸۵)، لهما ان هذا امتناع  
عن اثبات الحق وهو مشرع۔

(۸۵)، صاحبین کی دلیل ہے کہ حلیہ کرنے میں اثبات حق  
غیر سے بچنا ہے اور یہ ناجائز نہیں ہے۔

(۸۶)، قيد بقوله في اسقاطها  
لان الحيلة في ابطالها مكروهة

(۸۶)، حلیہ میں اسقاط شفعہ کی قید اس لئے ہے کہ ابطال  
شفعہ کے لئے حلیہ کرنا بالافتاق مکروہ ہے جس طرح مشتری شفعہ  
اس کا حق ثابت ہو جائے کہ بعد کے کہ جتنی قیمت کو میں نے یہ  
سکان لیا جو اسی قیمت کو میں نے یہ بے فروخت کرنا ہوا  
اور وہ کہہ دے کہ اچھا تو شفعہ اس وقت میں باطل  
ہو جاوے گا۔

(۸۶)، لكن قال شمس الاثمه لا باس  
الشفعة لذاني النهاية۔

(۸۶)، شمس الاثمہ نے بیان کیا ہے ابطال حق شفعہ کے لئے  
بے اثر ہے۔

اگر کوئی شخص میلہ کرے تو کوئی منافق نہیں بشرطیکہ اس کو اپنی ذات سے ضرر کا دور کرنا مقصود ہو اس واسطے کہ بغیر اسکی رضائے کو اس کا گھر لینے میں اس کے لئے ضرر ہے اور غیر کو اگر ضرر پہنچا تو، و منہا ہی۔

(۸۸) بیان سے شفعہ کے طلب کرنے اور

اوس میں خاصیت کرنے کا بیان کیا جاتا ہے

(۸۹) جسوقت شفعہ کا دعویٰ کا علم ہو تو اسکو لازم ہو کہ کسی مجلس میں طلب شفعہ کر سیکے گا کہ دے اور اس طلب کو طلب سوائے کئے میں شفعہ کے لئے یہ طلب خواہ ہذا ضروری ہے اگرچہ اوسوقت کوئی گواہ موجود نہ ہو کہ فیما بینہ وہیں اٹھتا ہے اس کا حق ساقط ہو جائے کہ یہ مکمل رسول خدا صلی علیہ وسلم نے فرمایا ہے شفعہ اوس شخص کے لئے ہے جو خدا اور اس کے طلب کرے۔ اور تاکہ حاجت کرنے کے موقع پر وہ حاجت کر سکے۔

(۹۰) امام رحمہ اللہ کے نزدیک طلب سوائے اوسوقت واجب ہوتا ہے جبکہ دو مرد متبادل یا ایک مرد عادل فتنیہ کو بیچ کی خبر دے۔

(۹۱) صاحبین رحمہ کے نزدیک طلب سوائے اوسوقت واجب ہوتا ہے کہ ایک شخص خبر دے خواہ حربہ یا غلام بالغ ہو یا نا بالغ بشرطیکہ وہ خبر صحیح ہو۔

(۹۲) اگر شفعہ کے خواہج کی خبر دی تو شفعہ پر ہر مرد، شفعہ کے طلب واجب ہی خواہ وہ شفعہ کی کیا سازد اس واسطے کہ اس شفعہ میں شفعہ کی خواہج کی خاصیت ہو اور شفعہ میں عدالت شرط نہیں

بالحیلة لا یصل حق الشفعة اذا کان قصدا لا الدفع عن نفس لا فی اخذ دارہ بغیر رضاه ضرر اعلیہ واضرار الغیر بہ ضمنی فلا یتبر۔

(۸۸) فصل فی طلب الشفعة والخصومة ینہا۔

(۸۹) واذا علم الشفع بالبیع واشتہد فی مجلس علمہ علی الطلب سہی ہذا طلب الموائیة لا بد للشفیع منه وان لم یکن یحضرہ من یشہد لا کیلا یسقط حقہ فیما بینہ وبين اللہ تعالیٰ لقولہ علیہ السلام الشفعة لمن واثبہا ى طلبها علی المسارعة ویمکنہ الحلف اذا استعطف۔

(۹۰) ثم ہذا الطلب انما یجب علیہ اذا اخبرہ سرجلان او سرجل عدل عندہ۔

(۹۱) وعندہما یجب اذا اخبرہ واحد حر اکان او عبدا صغیرا کان او کبیرا اذا کان الخبر حقا۔

(۹۲) ولو اخبرہ المشتري بنفسہ یجب علیہ الطلب اتفاقا کیف ما کان لانه خصم فیہ والعدالة خایر مع تبرئة فی الخصومة کذا فی

البتین۔



(۱۰۰) شیخ الاسلام نے بیان کیا ہے کہ اگر ان ینون میں سے کسی جگہ شفعین کو بیع کا حال معلوم ہو اور اس جگہ اس نے کسی کو گواہ کر دیا تو اس قدر اثبات شفعین اس کے لیے کافی ہے اور یہاں طلب اشہاد کے حاجت نہیں ہے اور طلب کر نیچے مدعی اس سے کہہ رہا ہے جس میں وہ ان ینون میں سے کسی جگہ عبا کر گواہ کر سکے۔

(۱۰۱) اگر ان ینون میں سے شفعی نے قریب کو چھوڑ کر بعد کو مدعی کو طلب کیا تو شفعہ باطل ہو جاوے گا اگر جس صورت میں کہ یہ سب ایک شفعہ میں ہوں۔

(۱۰۲) امام محمد سے طلب اشہاد کے متعلق فرم فرمائی ہیں۔

(۱۰۳) امام شافعی سے مروی ہے کہ شفعی کو تمام طلب اشہاد کرنے کا اختیار ہے۔

(۱۰۴) طلب اشہاد کے بعد اگر خصوصیت میں دیر ہو جائے تو امام صاحب کے نزدیک شفعہ نہیں ساقط ہوتا کیونکہ جب کوئی حق ثابت ہو جائے تو جب تک وہ دونوں شخص انہی زبان سے اس کو ساقط نہ کریں وہ ساقط نہیں ہو سکتا تا حقوق کو ایسی حال ہی اسی قول چوتھی ہے اور اس صورت کو طلب ملک کہتے ہیں۔

(۱۰۵) امام ابو یوسف کے نزدیک اگر شفعی باوجود قدرت کے قاضی کی طرف چلا ہوئی نہ کرے تو حق شفعہ ساقط ہو جاتا ہے اس لیے کہ طلب نہ کرنا میں کرنے تسلیم کر لیا کیلئے جو سطرچ پط دونوں طلبوین تاخیر کرنے سے شفعہ ساقط ہو جاتا ہے۔

(۱۰۰) قال شیخ الاسلام لو علم الشفع ابیع عند احد هذه الثلاثة فطلب واشهد عليه يكفيه فلا حاجة الى طلب الاشهاد ثانيا ومدة هذا الطلب مقدرة بالتمكن من الاشهاد مع القدرة على احد هذه الثلاثة۔

(۱۰۱) فان ترك الاقرب من هؤلاء وطلب الابعد في مكان اخر بطل شفعته الا ان يكونوا في مصر

(۱۰۲) وعن محمد انها مقدرة بثلاثة ايام۔

(۱۰۳) وعن الشافعي ان له الطلب في جميع عمره۔

(۱۰۴) وتأخير الخصومة وتسمى طلب التملك بعد الاشهاد لا يسقطها أي الشفعة عند أبي حنيفة لان الحق متى تقرر لم يسقط الا باسقاط صاحبه بلسانه كافي سائر الحقوق وعليه الفتوى۔

(۱۰۵) ويسقطها أي ابو يوسف شفعته بترك الحاكمة یعنی المرافعة الى القاضي مع القدرة على ذلك لانه دلسل الاعراض والتسليم كافي تاخير الطلبين الاولين۔



(۱۰۶)، وقد رآه ای محمد بن مان ثری  
الحاکمة لبهر لان الشهدا دسے  
الأحبال ومادونه عاجل کما سیجی  
فی الأیمان من غیر عذر۔  
(۱۰۷)، قید به لانه لو کان یعذر  
کرمه وسفر او عدم قاض یری  
الشفعة بالجوار فی بلد لا یسقط  
ایقاقات۔

(۱۰۸)، فی الجامع الخانی الفتوی  
الیوم علی قول محمد لتقید احوال  
الناس فی قصد الادوار۔  
(۱۰۹)، واذا ادعی الشراء ای اذا  
ادعی الشفیع ان المشتري اشتري  
الدار المشفوعة وطلب الشفعة سأل  
القاضي المشتري بان يقول الدار  
التي لیشفع بها الشفیع هل هی المملکة  
وانما احتیج الی هذا السؤال لانه یجوز  
کونها فی بلد لا یسقط الشفعة وان  
اعتزت بمملکة الذي لیشفع به ثبت کونه  
خصما باعترافه۔

(۱۰۸)، جامع خانی میں جو کچھ کل امام محمد کے قول پر  
فتوا ہوا اس لیے کہ ضرر رسائی میں لوگوں کا حال متغیر  
ہو گیا ہے۔

(۱۰۹)، جو وقت شفیع ہوے کرے کہ فلان شخص نے  
فلان مکان میں میرا شفعہ ہے خرید کیا ہوا اور میں بھیجنا  
شفعہ پاتا ہوں اس وقت قاضی کو مشتری سے سوال  
کرنا چاہیے کہ میں شفیع غنہ کرتا ہوں وہ مکان شفیع  
کی ملک ہے یا نہیں اور اس سوال کے ایلے حاجت ہو  
کہ صرف شفیع کے قبضہ سے اس کو حق شفعہ ثابت  
نہوگا اگر مشتری فی اس مکان کے شفیع کی ملک ہوئے کا اقرار کر لیا  
تو اس کے اقرار ہی سے ثابت ہو گیا کہ وہ شفیع کا تمام  
۴۔

(۱۱۰)، والألفاظ النبیه ای ان لم یبایع  
به کام القاضی الشفیع یا قامه البیئة  
علی انه مالک بما یشفع به۔  
(۱۱۱)، وقال زفر یكون خصما بلا بیئة  
لان فضايرة البید دلیل المملک

(۱۱۰)، اگر قاضی نے مشتری سے اس مکان کی ملکیت کا  
سوال کیا اور مشتری نے ملکیت کا اقرار دیا تو قاضی کو شفیع  
کے ساتھ یہ کہ اپنے شفعہ پر گواہ سنا ہے۔  
(۱۱۱)، امام زفر نے نزدیک شفیع کو خاص میں گواہ کو ضرورت  
نہیں ہے کیونکہ شفیع کا گناہ ہی قبضہ میں ملکیت کا کافی ہے۔

(۱۱۲) دلایلا يجوز للشهود ان يشهدوا با ملكك  
بمجاهدة اليد ولنا ان ظاهر الملك  
يصلح لدفع دعوى الغير لا الاستحقاق  
به

(۱۱۳) فان عجز عن الشفعه عن اقامة  
البينة اسقطت المشتري ما يلزم به  
اي يملك بان يقول بالله ما اعلم  
ان الشفعه ما لك لما يشفع به

(۱۱۴) مروت کو سینا اگر شفعہ گراہ نہ لاسکا تو قاضی  
کو شتر سے اس بات کا حلف لینا چاہئے  
کہ جو نہ خریدے ملکیت یہ یہ شفعہ کے خدا کی قسم معلوم  
ہیں سب

(۱۱۵) اگر شتر سے اس قسم شتر سے اس کے لیے لیا جاتی ہو  
کہ وہ اس کے حلف پر قسم ہے

(۱۱۶) اگر شتر سے اس قسم شتر سے اس کے لیے لیا جاتی ہو  
کہ وہ اس کے حلف پر قسم ہے

(۱۱۷) اگر شتر سے اس قسم شتر سے اس کے لیے لیا جاتی ہو  
کہ وہ اس کے حلف پر قسم ہے

(۱۱۸) اگر شتر سے اس قسم شتر سے اس کے لیے لیا جاتی ہو  
کہ وہ اس کے حلف پر قسم ہے

(۱۱۹) فان عجز عن الشفعه عن اقامة  
البينة اسقطت المشتري ما يلزم به  
اي يملك بان يقول بالله ما اعلم  
ان الشفعه ما لك لما يشفع به

(۱۲۰) وانما يستحق على نفي التماس  
لأنها يمين على فعل الغير

(۱۲۱) هذا اذا قاتل المشتري ما لم  
واما لو قاتل اعلم انه غير ملزم للذميه

(۱۲۲) فان تكل اى المشتري اليمين  
او يوجب الشفعه اى اقام بینه على  
مدعاہ سأل القاضى المشتري

(۱۲۳) عن الشفعه ثبت كونها ضمنا عنده  
فانما يصح دعوى الشفعه ان يكون له  
المشتري الشرا طولب الشفعه باليمين شران لا نه ليد

(۱۲۴) فان عجز اسقطت المشتري  
ان طلب الشفعه لان اليمين حقه  
فلا يلزمه القاضى بدون طلبه

(۱۲۵) ما ابتاع اى يقول فى حلفه بالله  
ما اشترت الدار المشفوعة وهذا  
يمين على سبب وهو قول ابى يوسف

جب شفعی ہی حلف لیتا ہے اس لئے کہ حلف لیتا حق  
اوی کو کہ بغیر اس کے درخواست کے قاضی شتر سے حلف نہیں  
کے سکتا ہے اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہ کے نزہ  
اس صورت میں شتر سے یہ حلف لینا چاہئے کہ خدا کی قسم  
میرے اوپر شفعی اس شخص کا استحقاق نہیں ہے اور یہ  
حاصل شتر لینا ہے ان دونوں کی دلیل یہ ہے کہ  
کہ سبب پر حلف لینے میں عرفی علیہ پر مقرر کا احتمال ہو  
اور ممکن ہے کہ بیع و شرائع ہو کر اس کا نسخ ہو گیا ہو اور مائل  
ہو حلف لینے میں کسی حق تلفی نہیں ہے بلکہ دونوں کی  
رہایت ہے۔

۱۱۸، اگر شفعی نے اپنا مقدمہ ایسے قاضی کے روبرو  
دائر کیا ہے بفعہ بالا اور کہ تجویز میں نہ لیتا تو وہ ان بالاتفاق  
سبب پر حلف چاہئے کہ اگر وہ ان ہی حاصل ہو حلف کیا  
اور قاضی نے اپنے اعتقاد کے موافق اس کی تصدیق کرے  
تو وہی کا حق حلف ہو جائے گا۔

۱۱۹، اگر شتر سے حلف سے انکار کیا تو شفعی کے لئے شفعہ  
کا حکم یا ہوا ہے۔

۱۲۰، علوم کرو کہ اس کتاب میں اور متن کنز میں  
یہ مسئلہ مذکور ہے کہ قاضی اولاً مدعی علیہ سے شفعی کی ملکیت کا  
سوال کرے مالاکھ یہ بات ٹھیک نہیں ہے بلکہ اولاً قاضی کو  
پتہ ہے اس مکان کا پتہ اور اس کے حدود و ریافت  
کہ فی چاہئیں اس لئے کہ وہ اس مکان سے چاہئیں  
بیان کرتا ہو لہذا اس مکان کا تعین مفروضہ ہے بیع کرنا  
شخص مکان کی ملکیت کا دعویٰ کرے تو اس شخص سے  
حدود اور پتہ دریافت کیا جاتا ہے اور جب شفعی

لان المدعی ادعی اصل الشراء فینبی  
ان یستحلف علی فقیہ لان الیمن اما  
یجب بحسب المدعی وما یستحق علیہ  
هذه الشفعة ای یقول فی حلفہ باللہ  
ما یستحق الشفعہ هذه الشفعة علی  
وهذا الیمن علی الحاصل وهو قول  
ومحمد لان فی الاستحلاف علی  
السبب اضداد المدعی علیہ لجواز  
ان یکون قد منخ العقد واذ استحلف  
علی الحاصل یکون رعایة لمحکمہ  
۱۱۸، الا ان یدعی الشفعة علی من لا  
یؤاہا بالجواز ویستحلف علی السبب  
لانه لو حلف فی علی الحاصل یصدق  
فی مبیئہ فی اعتقادہ فبفوت النظر فی  
حق المدعی۔

۱۱۹، فان نکل ای المشتري قضی بیہا  
ای بالشفعة

۱۲۰، اعلم انه ذکر فی هذا الكتاب  
ومتن الكنفزان القاضي یسأل المدعی  
علیه عن ملك الشفعہ او لا ولیس كذلك  
بل یسأل القاضي اولاً المدعی عن  
موضع الدار وحدها لان المدعی ادعی  
فیہا حق فلا بد ان تکرر ان معلومہ کیا  
لو ادعی رقبہا فاذا بین الشفعہ ذلک  
سأله هل قبض المشتري الدار لانه

لولا قبضتها لایعزم دعوا علی المشتري  
 حتی یحضر البائع فاذا ابین ذلک  
 سأله عن سبب شفعتها لاحتمال  
 ان یزعم ما للیس بسبب سببا ویكون  
 هو محجوباً بغیره فاذا ابین سبباً صالحاً  
 وانه غیر محجوب بغیره سأله انه متى  
 علم وكيف صنع حين علم لانها تیطل  
 بطول الزمان ویمایدل علی الاعراض  
 فاذا ابین ذلک سأله عن طلب التقویہ  
 وكيف کان وعند من اشهد وهل  
 کان الذی اشهد عند اقرب من  
 نمیره علی ما بیننا فاذا ابین ذلک  
 کله اقبل علی المدعی علیه وسأله  
 من ملئت الشفعین الی آخر ما ذکرکنا  
 فی التبتین۔

۱۲۱) ولا یلزم الشفعین احضار الثمن  
 الی مجلس القاضی وقت خصومتہ  
 الا بعد القضاء علیہا ای بالشفعة لان  
 الثمن لا یجب علیہ قبل القضاء بالشفعة  
 ولا یجب احضارہ۔

۱۲۲) والزمہ ای محمد الشفعین بہ  
 نسألہ ای باحضار الثمن قبل القضاء  
 فلا یقضي القاضی بها اذا لم یحضرہ  
 لاحتمال ان یکون الشفعین مغلساً  
 ویقوی مال المشتري۔

چنا وغیرہ دریافت کر لے تو قاضی اس سے دریافت کرے کہ  
 مشتری سے اس مکان پر قبضہ کر لیا ہو یا نہیں اس کے اگر قبضہ  
 نہیں کیا ہو تو مشتری پر شفعہ کا دعویٰ جب تک بائن حاضر ہو مجھ کو کاتب  
 شفعہ اس بات کو بیان کر دے تو اس سے شفعہ کرنے کا سبب دریافت  
 کرنا چاہیے مگر کچھ کرنا تو غیر سیدھے اپنی دانست میں سبب سمجھا دیا  
 اس کے کسی پر کوئی دوسرا شفعہ مقدم ہو جب شفعہ ٹھیک ہو ایک ان  
 بات کو بیان کر دے تو اس سے یہ دریافت کرنا چاہیے کہ تجربہ  
 سے کاکلم کب ہوا اور جب کلم ہو علم بالبیع ہوا تو نے کیا کیا اس کے  
 کہ تاخیر کرتے یا کسی ایسی چیز کے باعث ہائے جس سے اعراض کیا  
 جاوے شفعہ ساقط ہو جاتا ہو جب شفعہ یہ ہی بیان کرے تو اس سے  
 طلب تقویہ کا سوال کرے کہ سطح اس سے طلب کیا اور کس پاس لگا لگا رہا  
 کیونکہ غیبت دوسرے کے قریب تھا یا نہیں غرض جس طرح بیان کرے کچھ بیان  
 اس سے یہ اس سے سوال کئے جاویں کہ جب شفعہ ان سے ہوا تو کاجواب یہ  
 جواب قاضی کو دی ملکیت پر متوجہ ہونا چاہیے اور اس سے شفعہ کی  
 ملکیت وغیرہ اور اس کے استقلال سب باتیں دریافت کرنی چاہئیں  
 ۱۲۱) شفعہ کو ضرور جنین ہو کہ قاضی کے پاس اس مکان  
 کی قیمت خصوصت کے وقت لا کر موجود کرے بلکہ اس وقت موجود  
 کرنا ضروری ہو کہ جب قاضی اس کے لئے شفعہ کا حکم دیدے  
 کیونکہ قبل از حکم قاضی زرضن شفعہ پر واجب نہیں ہوتا  
 اور نہ اس کا موجود کرنا اور ضروری ہو۔

۱۲۲) امام رحمہ کے نزدیک قبل از حکم قاضی  
 شفعہ پر زرضن کا موجود کر دینا ضروری ہے بلکہ  
 زرضن موجود نہ ہو گا قاضی شفعہ کا حکم دے گا  
 کیونکہ اگر شفعہ مغلس نکلا تو مشتری کا مال تلف  
 ہو جاوے گا۔

۱۲۳۱، وهو رواية اى قول محمد بن واية  
عن ح-

۱۲۴۱، ولو حكم القاضى قبل احياء  
الغن فلم يشترى ان يجلس العقار  
حق يد فم الغن اليه  
لانها بمنزلة الدائنة والمشتري

۱۲۵۱، واذا كان المبيع في يد البائى  
لم يسمع البينة اى القاضى بينة  
الشفيع ولم يقض له بالشفعة حتى  
يؤمر المشتري لان البائى لم يملك  
المشتري ملكا فلا بد من ايقاعها  
ولو قضى لها قبل حضوره يكون نصاء  
على الغائب وان لا يجوز

۱۲۶۱، بخلافه لو كان الغن في يد  
لا يشترط حضور البائى لان البائى  
قد اتى بالتسليم اى اشتهر به  
البائى اجابها اذ يقره فسمع بمضرة اى  
بمضرة المشتري بغير دفعه بها اى  
بالشفعة-

۱۲۷۱، ويطلب بالمهدة اى ضمان الغن  
عند الاستحقاق على ذى الشفع  
اذا اخذ الشفع ان اراد ان يملك  
لانه اذا احذها استنفذ العقد  
الذى به يبيع بغيره اى ان المشتري  
في يد المشتري

۱۲۲۱، انك روايت عن امام صاحب سنن  
که قبل از حکم قاضی شفع پرورشن کا موجد و ترنا ضروری ہو۔  
۱۲۳۱، اگر قاضی نے غن میں موجد ہوئے سے شفع کو شفع  
حکم دید یا تو مشتری کو اس بات کا اختیار ہو کہ جو ملک و سکوریشن  
نہ ملے بیع کر دے کہ کہ مکر وہ دونوں بمنزلة باع  
و مشتری کے ہیں۔

۱۲۵۱، جب کہ بیع باع کے قبضہ میں ہوتا ہے  
شفع کے گواہ نہ دے گا اور شفع کا حکم نہ دے گا جو ملک  
بہ مشتری موجود نہ ہو کچھ کہ قبضہ باع اور ملک  
بہ مشتری کی ہے اور اس کے دوران میں بیع  
اور اگر مشتری کہ نہ ہو نہ بیع باع نہ ہو  
وید یا تو فروقت یا باع الغائب ہر سہ صورتوں میں نافذ  
نہ ہوگا۔

۱۲۶۱، اگر شفع کی قبضہ ہونے کے بعد بائع کی مضرت  
و نہ ہو، بائع اس کے قبضہ سے بیع ہم پہنچی  
اور باع انہی کے قبضہ میں نہ ہو شفع بائع  
نہ ہو کہ ہیں بیع نسو ہو بائع سے کی اور شفع کا  
حکم دے یا بائع سے کہ اگرچہ بائع اور بائع  
موجود نہ ہو۔

۱۲۷۱، اگر شفع نے وہ مکان بائع کے قبضہ میں سے  
لے لیا اور اب اس میں کسی کا حق برآمد ہوا تو بائع اس کے  
پرورشن کا ضمان ہوگا اس لئے کہ جب شفع خود بائع سے  
شفع کو لے لیا تو بائع اور مشتری کے اس میں بقدرہ شفع ہوا ہے نہ  
اور بائع کی طرف سے شفع کو ملک حاصل ہوگی۔ یہی حکم بائع  
کہ وہ شفع نے اس مکان کو خریدنا چاہا اسی سے ہوا

منه فيكون العهد عليه لا على المشتري  
 ۱۳۸۰ ای قال الشافعي العهد  
 على المشتري سواء اخذها من الهائمه  
 او اشتري لان العقد لا ينفسخ  
 ويكون متمكنا على المشتري فيكون له العهد  
 عليه كما لو اخذها منه۔  
 اور مشتری سے کچھ واسطہ نہ ہوگا  
 ۱۳۸۰، امام شافعیؒ کے نزدیک ہر صورت مشتری نہیں  
 کاؤسہ۔ ہوتا ہے خواہ شفعی نے اس مکان کو بائع کے پاس  
 لیا ہو یا مشتری کے پاس اس لیے کہ بائع اور مشتری میں جو عقد  
 ہوا ہے وہ نسخ ہوگا اور شفعی کو یہ ملکیت ہر حال مشتری کے طریقے  
 حاصل ہوگی پس وہی دوسرا ہوگا۔

۱۳۹۱، ویرد الشفيع الدار المشفوعة  
 بخيار الروية والعيب لان الاخذ بالشفعة  
 بمنزلة الشراء لان معاودة المال بالمال  
 شرط المشتري للبرء عن خيار العيب عقد  
 لان الخيارات للشفيع فلا يسقط باسقاط المشتري  
 ۱۳۹۰، ومن اشترى لغيرة كان خصماً  
 للشفيع لان الاخذ بالشفعة من حقوق  
 العقد فيتوجه الى الوكيل لانه  
 هو العاقد۔  
 اگر مشتری نے خریدنے کے وقت خیار عیب  
 قید کیا ہے تو اس وقت میں بھی شفعی کو اختیار ہے کہ سبب  
 خیار عیب یا خیار رد ہوتے کے اس مکان کو واپس کرے کیونکہ  
 خیار عیب شفعی کا حق ہے مشتری کے ساقط کر دینے سے وہ  
 ساقط نہیں ہوتا۔

۱۳۹۰، اگر ایک شخص دوسرے کے لئے ایک مکان خریدتا تو  
 یہ شخص شفعی کا مد مقابل سمجھا جائے گا اس لئے کہ شفعہ عقد کے  
 متعلق ہے پس جس نے عقد کیا ہے اس سے ہی شفعہ کا سوا نہ  
 کیا جاسکے گا۔

۱۳۹۱، اگر وکیل نے اپنے موکل کے لئے مکان خرید لیا تو  
 وہ یا تو اس شفعی کو اس وکیل سے خدمت کا استحقاق ہوگا  
 بلکہ موکل سے نصرت کرنا چاہی اس لئے کہ وکیل  
 نہ قابض ہے نہ مالک۔

۱۳۹۲، ولو قال المشتري  
 لوكيل الشفيع قد سلم موكلت  
 الشفعة يا مراجو يوسف رح  
 بنا حذر القضاء حتى يحضر الموكل  
 فيخلف على انه لم يسلمها لانه لو قضى  
 بهما في الحال ثم حضر الشفيع  
 ۱۳۹۲، امام ابو یوسف رحمہ فرماتے ہیں اگر مشتری نے  
 شفعی کے وکیل سے کہا کہ تیرے موکل نے حق شفعہ ترک  
 کر دیا ہے تو قاضی کو حکم دینے میں موکل کے حاضر ہونے  
 اور اس کے پاس بات پر طعن کرنے تک کہ میں نے شفعہ کو  
 ترک نہیں کیا تاخیر کرنا چاہئے اس لئے کہ اگر موکل کے  
 حاضر ہونے سے پہلے شفعہ کا حکم دیدیا تو وہ موکل نے

ونكل عن المدين لزم نقض  
القضاء فيجب تأخير الصيانة له عن  
النقض۔

عدم شفعہ پر ملنے سے انکار کیا تو قاضی کو اپنے پہلے  
حکم کا نسخہ کرنا پڑے گا اس صلت سے اوکو دیر  
کرتی چاہئے۔

(۱۳۳)، وامر به ای محمد بقضاء الشفعة  
للحال لان الحق لما ثبت عند  
القاضي وجب عليه الحكم  
بما ظهر عند لا فلا يؤخر ولا موهوم  
فان الشفعه يحتمل ان لا يحضر  
اصلا فان حضر وكل رد الدار  
على المشتري۔

(۱۳۳)، امام محمد رحم فرماتے ہیں کہ صورت مذکورہ بالا  
میں قاضی کو حکم دینے میں انتظار نہ کرنا چاہئے بلکہ فی الفور  
حکم دینا چاہئے اس لئے کہ جب خدا القاضی ایک حق ثابت  
ہو چکا تو قاضی بہادری سے اس کے متعلق حکم دینا فرض ہو گیا صرف  
امر موهوم کی وجہ سے اوس میں تاخیر نہیں کر سکتا ممکن ہے  
کہ شفعہ حاضر نہ ہو اور اگر حاضر ہی ہو اور ملنے سے انکار  
کیا تو قاضی اس مکان کو مشتری کے طرف واپس کر دے گا۔

(۱۳۴)، ولو باع او وهب يعني من  
اشترى دارا مباعها من غيره او وهبها  
له ثم غاب فادعى الشفعه على الحاضر اى  
على المشتري الثانى او على الموهوب له فانكر  
الحاضر فاراد الشفعه اقامة البينة يجعله  
اى ابو يوسف الحاضر خصما فيقبل  
بنيته۔

(۱۳۴)، ایک شخص نے مکان خرید بعد ازاں دوسرے  
کے ہاتھ اوکو بیچ یا ہبہ کر دیا بعد ازاں وہ غائب ہو گیا  
اور شفعہ نے مشتری ثانی یا موهوب لہ پر دعویٰ کیا اور  
اوس دونوں نے انکار کیا تو شفعہ نے گواہ پیش کرنے کا  
تقدیر کیا امام ابو یوسف کے نزدیک یہ مشتری ثانی یا موهوب لہ  
اوس کا مقابل قرار دیا جائے گا اور گواہوں کی گواہی  
مقبول ہوگی۔

(۱۳۵)، وقال لا يكون  
خصما۔

(۱۳۵)، امام محمد اور امام صاحب کے نزدیک مشتری ثانی  
یا موهوب لہ شفعہ دعویٰ نہ کر سکتا گا۔

(۱۳۶)، له ان الموهوب له او المشتري  
الثانى ذواليد ومدع لرقبة  
الدار لنفسه فيكون خصما لمن  
يمازعه كما لو صدقه في الدعوى  
لكن يؤخذ منه كفضل للثمن  
او يوضع الثمن عند عدل تظن ا

(۱۳۶)، امام ابو یوسف جرحی یہ دلیل ہے کہ موهوب لہ  
یا دوسرا مشتری قابض ہے اور مکان کی ملکیت کا اوکو  
دعویٰ ہو پس جو شخص اوس مکان میں نزاع کرتا ہے  
لا محالہ یہ دونوں اوس کے مقابل ہوں گے جس طرح یہ  
موهوب لہ وغیرہ اوس کے دعویٰ کے تقدیر کر دے تو اس  
تقدیر کا اعتبار کیا جائے مگر صورت مذکورہ میں

للعائِب ولهما ان القضاء على الغائب  
قصد الايجوز وفي جعله خصماً  
ابطال حق الغائب قصد افلايجوز  
لخلاف ما اذا صدق له لان  
الاتراحجة قاصرة  
فلا يتعدى عن نفسه  
واما البينة فحجة متعدية  
يظهر بها القضاء على  
الغائب۔

۱۳۷۰، فصل فيما تبطل به الشفعة  
وما لا تبطل۔

۱۳۸۱، ولو ترك الاشهاد على طلبه  
مع القداسة او صالح من شفعت  
على عوض او باع ما يشفع به بغير  
باقا قبل القضاء بها اى بالشفعة  
مطلقا اى علم شراء العقار او لم  
يعلم او ساوم المشتري اى طلب  
الشفيع ان يشتري منه او استاجرو منه  
اى العقار من المشتري او اخذ اى  
العقار من المشتري مزارة او معاملة  
اى مساقاة مع علمه بالشراء او مات او الشفع  
قبل القضاء بها بطلت جواب لو۔

۱۳۹۰، قيدنا البیع بالیات لانه لو باع  
ما لا يشفع به بالخيار لا يبطل شفعة  
مادام الخیار ثابتا لان

شفع کی طرف سے کسی شخص کو کفیل لکھنا یا اپنے یا اس سے  
زیر زمین لیکر کسی عادل شخص کے پاس کر دینا یا اپنے تاکہ اس  
غائب کی حق تلفی نہ ہو اور امام محمد اور امام صاحب کی یہ  
دلیل ہے کہ قصد غائب پر کوئی حکم دینا درست نہیں ہے اور شری  
قانی یا مہویہ کہ اگر شفیع کا مقابل شیر یا گناہ تو اس میں  
قصد غائب کا حق باطل کرنا بھی لہذا ان کا مقابل شیر یا  
باز نہ ہو گا بخلاف صورت تصدیق کی کہ اگر ارجح قاصد  
سفر کی ذات سے تجاوز نہیں کر سکتا اور تینہ بحث متعدد ہے  
کہ اس کے سبب سے غائب پر حکم دینا جائز ہو۔

۱۳۷۰، فصل شفعة کے ابطال ان اور عدم ابطال ان  
کی صورتوں کے بیان میں۔

۱۳۸۱، اگر شفیع نے باوجود قدرت کے طلب پر گواہ  
کیس کو نہ کیا یا کچھ عوض لیکر شفعة سے صلح کر لی یا ہنوز قاضی نے  
شفعة کا حکم نہیں دیا تا کہ شفیع نے اپنے مکان کی جیسے ذریعہ سے  
شفعة کرنا نہ کسی سے بیع قطعی کر دی خواہ اس کو مکان شفوعہ  
کے فروخت ہونے کا علم ہوا ہو یا نہ ہوا یا مشتری سے  
خریدنے کے ارادہ سے اس مکان کی قیمت بھڑائی۔ یا  
مشتری سے اس کو کرایہ پر لیا یا زمین کو مشتری سے  
کاشتکاری یا باغ لگانے کی عرض سے لیا یا جو دیگر شفیع کو  
زمین کے فروخت ہونے کا علم نہ تھا یا ہنوز قاضی نے شفوعہ کا  
حکم نہیں دیا تا کہ شفیع فوت ہو گیا ان سب صورتوں میں  
شفعة باطل ہو جاوے گا۔

۱۳۹۰، صورت مذکورہ بالا میں بیع کے اندر قطعی  
کی قید اس لئے زیادہ کی ہے کہ اگر شفیع نے بیع قطعی نہیں کی  
بلکہ بیع بالخیار کے تو جب تک کہ اختیار ثابت ہے حق شفعة



ساقط ہوگا کیونکہ جو وقت تک شفعی کے ملک زائل ہوگی۔  
اور اگر حکم قاضی بوجہ بیع یا عیب کے اس کی حمایت  
دیں تو وہی حق شفعہ وہاں ثابت ہوگا کیونکہ حق شفعہ بیع یا  
ہوگا تو اب بیع جدید کا اعادہ ہو سکتا ہے ورنہ نہیں ہو سکتا۔

(۴۴۰) قبضہ حکم قاضی کے بعد پہلے لگائی گئی کہ اگر شفعی نے اپنے  
مکان کو بعد از حکم قاضی بیع کیا ہو تو اب شفعہ باطل ہوگا ایسے  
کہ قاضی کے حکم سے شفعہ کو استحکام ہو گیا۔

(۴۴۱) اب ہم ہر ترتیب ان مسائل کے جو جو بیان کرتے  
ہیں مسئلہ اول میں اطلاق شفعہ کے یہ وہم ہے کہ اسکو ترک  
کر دینا اعراض کے دلیل پر مسئلہ ثانیہ میں یہ وہم ہے کہ شفعی کو  
حق نے پہل نہیں جو صرف حق نمک ہے اور وہ اسکا  
فصل ہے اور فصل کو بغیر عقد کے قرار نہیں دینا اسکا  
دینا صحیح نہ ہوگا اور شفعہ باطل ہوگا کیونکہ وہ اسکو  
خود باطل کر چکا اور تیسری صورت میں ایسے کہ وہ جبکہ  
اپنے مکان کے بیع لگائی ہوگا تو استحقاق شفعہ کا  
سبب جاتا ہے تاہوا اسکو مکان شفعہ کے بیع کا علم  
ہو یا نہ ہو اور شفعی سے قیمت ٹھیکہ کی صورت میں  
ایسے شفعہ باطل ہو جاتا ہے کہ قیمت ٹھیکہ سے بہت  
ظاہر ہوئی ہو کہ شفعہ کی طرف اسکو توجہ نہیں ہو۔ دلیلی  
انہما سبب باقی صورت مذکورہ میں۔ اور ان صورتوں  
میں یہ نہ کہ شفعی کو مکان شفعہ کے بیع کا حال معلوم ہو  
لگائی ہو کہ ان صورتوں میں مراعات اعراض نہیں ثابت ہوتا  
اس صورت کے کہ شفعہ کو ترک کر دے کہ باوجود دلیلی کے شفعہ  
ہو جاوے گا کیونکہ شفعہ کے ترک کرنے میں مراعات اسکا اسقاط  
ہیچے علاق میں۔

المالك لم ينزل ولورحم اليه عقار لا خيار  
او عيب بقضاء او بغيرة لا يعود اليه  
حق الشفعة لانها لما تبطل لا تعود الا  
بسبب جديد۔

(۴۴۱) قيد بقوله قبل القضاء لا يلحق باع  
ما يشفع به بعد القضاء لا تبطل شفعت  
للكيد بالفضاء۔

(۴۴۱) فالان شرع في بيان عللها على  
الترتيب اما بطلان الشفعة في المسئلة  
الاولى فلان تركه يدل على الاعراض  
واما في الثانية فلان الشفع ليس  
له حق في المحل وانما الثابت له حق  
التملك وهو فعله والفعل لا يقوم  
الا بالعقد فلم يحزا اعتبارا منه فتبطل  
شفعة لانه اسقطها واما في الثالثة  
فلزوال سبب الاستحقاق  
فلا يتوقف على العلم واما  
في سومه فلذلك لانه على الاعراض  
عن الشفعة وكذا في  
العقود الباقية وانما شرط  
فيها العلم بالشدة لان دلالتها  
على الاعراض ليست بغير حجة بخلاف  
تسليم الشفعة حيث لا يقاطع  
مع الجهالة بالشراء لان  
صريح في الاسقاط كالطلاق۔

۱۴۳۲) و لا نور لها ای الشفعة اذا مات الشفیع بعد البیع قبل القضاء  
 ۱۴۳۲) ہمارے ہمارے نزدیک اگر شفیعی قبل بیکم اور بیرونیچ مر جائے تو اس کے  
 وارث کو کوئی شفعہ ثابت نہیں ہوتا۔

۱۴۳۳) وقال الشافعی یورث الشفعة عن الشفیع ویقسم بین ورثته علی عدد سر و سهم والذکر والانی فیہ سواہ  
 ۱۴۳۳) امام شافعی نے یہ کہ نزدیک شفعہ میں توریت جارسے ہوتے ہیں اور بقدر شمار۔ ورثہ کے حق شفعہ ان پر تقسیم ہوتا ہے اور مرد و عورت کے لیے برابر ہی ہوتا ہے۔

۱۴۳۴) قیدنا بقولنا قبل القضاء لانہ لو مات بعد القضاء بها قبل فقد اقرن وقبضه فالبیع لازم لورثته اتفاقا کذا فی الحقائق۔  
 ۱۴۳۴) قس از ہم کے قیدنا سے پہلے لکائی تھی کہ اگر شفیعی نے بعد از حکم قاضی انتقال کیا جو اس نے ہنوز زمین پر لے کر نہیں دیا تھا تو بالانفاق اس کے وارثوں کو وہ بیع لازم ہو جائیگی۔

۱۴۳۵) له انه حق معتبر فی الشرع کالقصاص فیورث ولنا ان الشفعة هی ولاية التملک وهی لا تبقی بعد موت صاحبها فکیف یورث عنه یجوز ان القصاص لان من علیه القصاص صار کالمملوک لمن له القصاص حتی یموت الاعتیاض عنه والعین المملوکه تبقی بعد موت المملک۔  
 ۱۴۳۵) امام شافعی رح کے دلیل یہ ہے کہ شفعہ شریع میں ایک معتبر حق ہے مثل قصاص کے امتداد اس میں توریت جاری ہوگی جارسے اس کی دلیل ہے کہ شفعہ نے الحقیقت ولایت ملک کا تمام ہوا۔ دینی کے مرمانے کے بعد ولایت باقی نہیں رہتی جب باقی نہیں رہی تو اس میں توریت کیونکر جاری ہو سکتی ہے بلکہ ان قصاص کے کہ نہیں قاتل ورنہ مقتول کیلئے مثل ملوک کے جو جاتا ہے اسی وجہ سے اس کا عوض دیا صحیح ہوا ورنہ ملوک مالک کے مرمانے کے بعد بھی باقی رہتی ہو۔

۱۴۳۶) و فی المحيط لو باع حق الشفعة من انسان لا یكون تسلیم لہا لان البیع لم یصادف محله۔  
 ۱۴۳۶) محیط میں مذکور ہے اگر حق شفعہ کسی انسان کے ہاں بیع کر دیا تو یہ ترک شفعہ نہ سمجھا جاوے گا کیونکہ یہ بیع محمل ہے۔

۱۴۳۷) و لو قال اجنبی للشفیع سلم حق الشفعة للمشری فقال سلمت لک مہ استفسانا لان اللام للتعلیل  
 ۱۴۳۷) اگر ایک اجنبی شخص نے شفیعی سے کہ اگر حق شفعہ کو تسلیم کر دے شفیعی نے جواب دیا کہ میں نے یہ تسلیم کر دیا تو تمہارا تسلیم کر بھی ہو گا ورنہ یہ کہنے سے ہو گا کہ میری خاطر سے میں نے

فكانه قال سلتها المحرمات -

حق شفعه مشتری کو تسلیم کر دیا -

(۱۴۸) وان مات المشتري لم تبطل

(۱۴۸) اگر مشتری مر گیا تو شفعہ باطل نہوگا ایسے کہ

الشفعة لان سبب الاستحقاق

استحقاق شفعہ کا حق برابر قائم ہو حتی کہ مشتری کے بین

قائم حتی لا یباع فی دین المشتري

میں مکان مشفوعہ کے بیچ نہیں ہو سکتی کیونکہ شفعہ کا

لان حق الشفعه كان مقدما على

حق مشتری پر مقدم ہے تو اس طرح جو مشتری کے

المشتري فكذا ا يكون مقدما

طرف سے حق لینا چاہے گا اس پر

على من تلقى الحق من قبله -

بھی مقدم ہوگا -

(۱۴۹) ولو بيع فللشفيع نفعه وان

(۱۴۹) اگر مشتری مر گیا اور اس کے بین میں وہ مکان مشفوعہ میں ہو گیا

باعه افاضی -

تو بیچ میں بیچ کے نسخ کر نہ سکا جائے اگر کہ وہ بیچ خود قاضی کی ہو

(۱۵۰) ولا شفعة لو كيل البائع ان كان

(۱۵۰) اگر مالک مکان نے شفعہ کو اس مکان بیچ کا

شفيعا لان البائع لو كان شفيعا لم

وکیل کیا تو پھر اس شفعہ کو حق شفعہ نہوگا کیونکہ جس موت

يدين له الاخذ بالشفعة لان البيع

میں اگر مال خود شفعہ ہوا تو پھر یہ شفعہ ہے اس مکان کو

ملكه والاخذ بالشفعة فذلك

نہیں لے سکتا تھا ایسے کہ بیچ کے اندر مالک کرنا اور شفعہ کو

وبينهما منافاة فكذا الوكيل

عرو مالک بننا ہوتا ہے اور ان دونوں میں منافات ہے اس لیے وکیل

الغائر مقامه -

کو بھی جو بایں کا قائم مقام ہے حق شفعہ نہیں -

(۱۵۱) ولا لمن ضمن الدرك يعني من

(۱۵۱) جو شخص بایں کی طرف سے مشتری کیلئے سہا

ضمن للمشتري عن البائع الدرك

کا ضامن ہو کہ اگر اس بیچ میں بعد کو کوئی تفسیر پیش

وهو تبع الاستحقاق ان كان شفيعا

آئے تو میں اس کا مدد دار ہوں تو اس کو بھی

فلا شفعة لان ضمان الدرك

حق شفعہ نہیں ہے کیونکہ جب وہ سہا کا ضامن

تقرير للبيع في يد المشتري ففى

ہو گیا ہو تو گویا اس نے بیچ کو ثابت کر دیا

اخذ بالشفعة ابطال ذلك

اب اس میں شفعہ کا عودے کرنا اس بیچ کا

فلم يعمر -

باطل کرنا ہے -

(۱۵۲) بخلاف وكيل المشتري حيث

(۱۵۲) اگر مشتری نے ایک شخص کو خریدنے کیلئے وکیل کیا

له الشفعة لان المشتري لو كان

تو اس شخص کا شفعہ باطل نہیں ہوتا ایسے کہ مشتری

شفيعا لم تبطل شفعة فبان له

اگر خود بیچ دیا ہو تو اس کا شفعہ باطل نہوگا پس شفعہ کا

ان يشارك سائر الشفعاء ان لم  
يقدر مواعليه لان الاخذ بالشفعة  
تملك كالشراء فيكون مقدرا له  
فكذلك او كيله۔

(۱۵۳) ولو كان الخيار للبائع وشرطه  
لثالث فاجاز فهو كالبائع لا شفعة  
لـ۔

(۱۵۴) وان كان الخيار للمشتري و  
شرطه لثالث فاجاز فهو كالمشتري  
فله الشفعة۔

(۱۵۵) ولو باع المريض بمرض  
الموت من وارثه دارا بمثل القية  
او اكثر واخذ الاخرونه الشفعة  
في البع والشفعة باطلان عندنا

(۱۵۶) وقبل اليجوز بيعة وبيع الشفعة  
منه۔

(۱۵۷) وعلى هذا المختلاف اذا باع  
وصى الميت من الوارث ذكره  
في الفصول۔

(۱۵۸) لهما ان حق الورثة تغلق بالية  
امواله لا باعيا فيها ولهذا احبال للمورث  
استبدلها بما يشاء وبهذا البيع لم  
ينقص ما ليتها فلم يبق تصرفه ملاقيا  
لحق الورثة وله ان الوصية المجز  
لوارث لان فيها ايثار بعض الورثة

شفعة کے اور شریک ہو سکتا ہے اگر کوئی سپر تقدم ہو جائے  
کو بیع طرح خریدنے میں مالک بننا مقصود ہو تا ہی بیع طرح  
شفعة میں ہی مقصود ہو تا جو بیس خرید نہیں شفعة ہی مثلاً  
ہو سکتا ہے اور شخص کا کوئی بیس ہی شفعة اس شخص کا باطل ہو گا  
(۱۵۳) اگر بیع میں بائع کو اختیار حاصل تھا اور اس نے  
تیسرے کو شفعة کی اجازت شرط کی تھی اور بیعت بائع نے دیدہ  
مثل بائع کے ہوا اور اس شخص کا شفعة جاتا رہا۔

(۱۵۴) اگر مشتری کو بیع کا اختیار تھا ایک تیسرے شخص  
کی اجازت پر بیع کو منحصر کیا تھا اور اس نے تیسرے نے اس کو  
اجازت دیدہ تو وہ مثل مشتری کو بیع کا اور اس کا شفعة باطل ہو گا۔  
(۱۵۵) اگر ایک بیمار نے مرض الموت کو بائعین اپنے وارث  
کے ہاتھ ایک مکان کو تھوہہ برا بیعت یا زیادتی سے فروخت کیا  
پھر ایک شخص نے زمین شفعة کیا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک  
وہ بیع اور شفعة دونوں باطل ہیں۔

(۱۵۶) صاحبین کے نزدیک مرض الموت کے بیع اور  
اس کے بعد شفعة دونوں صحیح ہیں۔

(۱۵۷) اگر بیعت نے ایک شخص کو وصیت کی اور اس شخص نے  
میت کے وارث کے ہاتھ ایک مکان کو بیع کیا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک  
یہ بیع باطل ہے اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہے۔

(۱۵۸) صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ وارثوں کا حق مورث  
کے مال کے مالیت کیساتھ متعلق ہوا ہے زمین مال کیساتھ  
متعلق نہیں ہے اور بیعت کے بعد وارثوں کو مال کی  
مالیت میں نقصان نہیں آتا پس اس تصرف کو وارثوں کے  
حق سے کچھ علاقہ نہ ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل یہ کہ وارث  
کیلئے وصیت جائز نہیں ہے اس لئے کہ زمین بعض وارثوں کی بعض

على الباقين فيودى ذلك الى العلالة  
عرفنا والمبيع من الوارث كالوصية  
له لان عين بعض المال قد يكون  
اولى من ماليتها فاذا لم يعهم المبيع  
لم يعهم الشفعة لبنائها عليه -

ترجیح لازم آتی ہوا و عرفایہ بات ہا ہی مدارات کا سبب  
ہو جاتی ہے اور وارث سے بیع کرنا ایسا ہی جیسا کہ اس کے  
لئے وصیت کرنا کیونکہ مساوات ایک شے کی ذات کی نسبت  
ہر شے کو ہوتی ہے جس جیسے بیع صحیح نہیں ہوتی شفعہ بھی صحیح نہ ہوگا  
اس لیے کہ وہ بیع پر مبنی ہے۔

۴۵۹) الا ان یجیزہ بقیۃ الوارثۃ  
لانہم ضوا بسقوط حقہم۔

۴۵۹) (۱) صورت مذکور میں اگر باقی وارث نہ رہے بھی کئی اجازت  
دے تو یہ بیع صحیح ہو جائیگی کیونکہ خود ان وارثوں نے ضمانت لیں کہ حق مانتا ہے

۴۶۰) او با قتل یعنی لو باع المريض  
من وارثه دارا با قتل من قيمتها ثلثو  
باع داره بالفين و قيمتها ثلثة الاف  
تم مالت والاجنبی شفعیہا ولا مال له  
غیرہا فلا شفعة له اتفاقا۔

۴۶۰) (۱) اگر ایک شخص مرض الموت کی حالت میں اپنے کسی وارث کے  
ساتھ ایک مکان کم قیمت سے فروخت کیا مثلاً اس مکان کی  
قیمت تین ہزار روپیہ ہیں اور وہ چار روپیہ پر فروخت کیا  
بھلا میں دھوکا اور کم کا شفعہ ایک باقی شخص جو وارث نہیں ہے  
مکان کی چار روپیہ میں چھوڑا تو بالاتفاق شفعہ نہ ہوگا۔

۴۶۱) ذکر فی المحيط فی هذه المسئلة  
لا شفعة للاجنبی عند حواله الشفعة  
بثلثة الاف عندهما بناء على ما من  
ان بیه لوارثه لا يجوز عندا ويجوز  
عندهما سواء كان للمريض مال  
غیرہا اولا انظر كيف اورد المصنف  
الخلافة على صيغة الوفاق وقيد بقيد  
لا احتیاج الیه۔

۴۶۱) محیط میں اس مسئلہ کی اندر مذکور ہے کہ اجنبی کو امام حسن  
کے نزدیک اس شفعہ نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک شفعہ کر سکتا ہے  
بشرطیکہ کافعی اس کی قیمت یعنی تین ہزار روپیہ دے دے اس کی دھم دے  
کہ امام حسن کے نزدیک یہ بیع درست نہیں ہے اور حنفیوں کے نزدیک  
درست ہے خواہ مریض کس کس چیزوں کا لگے اور مال ہو یا نہ ہو۔  
دیکھو کہ مصنف نے یہاں اختلافی مسئلہ کو سطح پر لایا ہے کہ امام حسن  
اتفاق ہو یا ثابت ہو تا جو ایسی قید لگائی ہے کہ جس کی  
حاجت نہ تھی۔

۴۶۲) ولو باعها اى المريض دارا  
من اجنبی یا مثل ای یمثل القيمة  
او با اكثر و وارثه شفعیہا شفعة  
الوارث با طلبة عندا لان تلك  
الصفة ینقل ال الوارث بالشفعة

۴۶۲) (۱) اگر ایک شخص مرض الموت کی حالت میں اپنے کسی  
ساتھ ایک مکان پر قیمت سے زیادہ قیمت پر فروخت کیا اور اس کا  
وارث نہیں ہے تو امام صاحب م کے نزدیک نہیں شفعہ  
باطل ہے کیونکہ شفعہ کے سبب یہ بیع وارث کے جانب  
نقل ہو جائیگی اور ایسا ہوگا کہ گویا اس نے اپنے

فیصابرکانہ باعها من وارثه وذا غیره جائزوقالالہ الشفعة لان هذا البیع جائز عندہما۔  
وارث کے ہاتھ بیچ کی اور ہر جائز نہیں ہے اور مدینہ فرماتے ہیں وارث شفعہ کر سکتا ہو کہو نہ لگائی نزدیک بیچ درست ہے۔

(۱۶۳) او باقل یعنی لوباع المریض دارالہ من اجنبی باقل من قیمتہا فلا شفعة لہ ای للشفیع الوارث اتفاقا (۱۶۴) وفی المحيط مریض باع دارالہ من اجنبی بالغین و قیمتہا ثلثہ الاف ولامال لہ غیرہا ثم مات وابنہ شفیعہا لا شفعۃ لہ اتفاقا۔  
(۱۶۳) اگر ایک شخص نے اپنے مکان کو کسی اجنبی کے ہاتھ کم قیمت پر فروخت کیا تو اس شفیع کو جو بیعت کا وارث ہو ہے بالاتفاق شفعہ نہیں ہے۔

(۱۶۴) محیط من مذکور ہے اگر ایک شخص نے زمین اپنے مالی حالت میں اپنے مکان کی جسکے قیمت تین ہزار کو کسی اجنبی کے ہاتھ دو ہزار پر فروخت کیا اور بیعت کوئی مال نہ پیش کیا ہے تو اگر اس کا بیٹا اس شفیع ہو تو بالاتفاق شفعہ نہیں ہے۔

(۱۶۵) وسوطین ایک روایت ہے کہ صاحبین ہم کے نزدیک اس مکان کی اصل قیمت دیکر وہ وارث لے سکتا ہے کیونکہ مکمل مریض نے شفیع کے ہاتھ مکان کی بیعت کی ہے تو ہر حال میں ایسا ہو کہ حقیقہ و دہر سے درست اس وارث کے بیعت کی اور اس قیمت تین ہزار تھی کہ صاحبین ہم کے نزدیک اس صورت میں وارث تین ہزار و بکر مکان کو لے سکتا ہے۔

(۱۶۶) فی الاصح احقر ذبہ عما قبل یجوز لہ الاخذ عندہما بمثل القیمۃ واما احقر نہ عنہ لان الشفعۃ انما شرعت بالغن وتمام القیمۃ لم یکن منہ فلا یجوز الاخذ بہ ولا بالغن لان فیہ محاباة للوارث ولا یعمل اجازۃ الوارث لانہ لا یعمل فی حق المشتري لان المحاباة لا یخرج من الثلث وھنا لامال لہ غیرہا۔  
(۱۶۶) قول صحیح ہے کہ بالاتفاق اس شفیع کو جو کم قیمت کا وارث ہو جو حق شفعہ نہیں تھا اور بعض فقہ جو بیان کیا کہ جو قیمت کے نزدیک ہر قیمت دیکر وہ شفیع لے سکتا ہے تو یہ قول غیر صحیح ہے۔

اسو اس کے یہ غرض ہے کہ ہاتھ پر کیا گیا ہو اور باقی قیمت میں مال نہ ہو۔ اس کے ذیل ہر قیمت لے سکتا ہے جو شفعہ اس لئے کہ حق سے دنیا وارث کو کچھ مال ہو تو دنیا جو دارگرد و ضرور وارث اجازت سے تو اسکی اجازت دینے کا کچھ اثر نہ ہو گا کیونکہ شفعہ کی جگہ ہے اسکا

کچھ اثر نہیں ہے اس لئے کہ ثلث مال سے دیکر ہو سکتی ہے اور ایمان سوائے اس کے مورث کا کچھ مال نہیں ہے جو دوسرے وارث کا جائز ہے۔

مک مشتری کا باطل کرنا ہو کیونکہ اگر اربابیت صحیح ہو جائیگی  
شفیع فوراً اس مکان کو لے لیا گا اور مشتری کی ملکیت  
باطل ہو جائیگی۔

واحداً الوارث یتضمن ابطال ملک  
المشتری لانها متى حصلت اخذها  
الشفیع فی بطلان مملکہ۔

(۱۶۷) جس صورت میں علاوہ اس کے مورث کا  
اور بی مال ہو تو بالاتفاق اس بات کی صورت میں وارث  
غنیع ہو جائے گا دیکھو مصنف رحمہ اللہ نے اس مسئلہ کو  
کس طرح حل کر دیا حالانکہ یہ حکم مقید ہے۔

(۱۶۷) ولو کان له مال غیرہا فاجاز  
الورثۃ فله الشفعۃ اتفاقاً انظر  
کیف تہک المصنف هذا القید  
مع انه مقید۔

(۱۶۸) جس صورت میں شفیع کو خبر گئی کہ فلان مکان  
ہزار کو فروخت ہو گیا یا فلان شخص نے خرید لیا ہو اس وقت  
میں تو شفیع نے شرا کو تسلیم کر لیا بعد ازاں اس کو معلوم ہوا  
دوسرے شخص نے خرید لیا ہو یا ہزار شکم فروخت ہو یا یہ معلوم ہوا  
کہ کسی کیل یا سونہ جیسے چیز جس کی قیمت ایک ہزار ہے  
یا ایک ہزار سے زیادہ خرید لیا ہے تو اس کا شفیع باطل  
نہو گا کیونکہ ایک ہزار سکنار اس کا شفیع کو تسلیم کرنا  
گران خیال کرنے کے سبب سے تھا اور جب اس کو معلوم  
ہوا کہ اس سے گم فروخت ہوا ہے تو اب  
وہ لے سکتا ہے۔

(۱۶۸) واذا اخبر انھا ای الشفعی  
بان الدار بیعت بالف او ان المشترک  
فلان فسلم الشفعی ای الشفعی الشراء  
ثم علم انه غیره ای ان المشترک  
غیر فلان او ان البیع باطل من  
الالف او بمکیل ای علم ان البیع  
کان بمکیل او موزون قیمتہ الف  
او اکثر لم تبطل شفعته لان تسلیمہ بین  
سمع الالف کان لاستنکاره واذا اُخبر  
ان الغن اقل منه فله الاخذ۔

(۱۶۹) عید میں مذکور ہونے پر جو کہ فن کے اندر تفاوت  
ہو اور اگر مرنے پہلے کے اندر تفاوت ہو جیسے کہ اس نے چکر  
کہ کل مکان ہزار کو فروخت ہوا شرا کو تسلیم کر لیا اور بعد  
معلوم ہوا نصف مکان ہزار کو فروخت ہو یا یہ تو شفیع باطل  
ہو جائے گا کیونکہ یہ شخص کس مکان کے خریدنے سے باوجود کہ  
شرکت کے جو کہ اسے پاک ہو اور اس کے ساتھ نصف مکان کے  
خریدنے سے باوجود عیب شرکت کے بطریق اولیٰ اور اس  
کے گاہ اگر اس کے عکس نہ تو حق شفیع باطل نہو گا کیونکہ

(۱۶۹) وفي المحيط اذا کان القفاوت  
فی الغن ولو کان فی المبیع فقط کما  
اذا سمع انه بیع کل الدار بالف وسلم  
ثم علم انه بیع بعضہا بالف بطلت شفعۃ  
لان من رغب عن شری الكل  
ولیس فیہ عیب الشرکۃ کان رغب  
عن شراء المذهب وفيہ عیب الشرکۃ  
ولو کان بالعکس لا یبطل لان الرغبة

عن شری النصف المعیب لا یمکن  
 رغبة عن کل السلیم وکذا  
 لتسلمه حین سمع ان المشتري  
 فلان کان لرضائه بجواسر  
 واذا بان غیبه فله الاخذ  
 حذر عن انرا سراً وکذا  
 لتسلمه فی الف یجوز ان یمکن  
 لبعظه عن ذلک واذا اظهر انها  
 بیعت لجنس اخر مما یثبت فی  
 الذمة تکمیل وموزون وعدوی  
 متقلب فله ان یزغب فی اخذها  
 لقد سرت علی ذلک -

۱۶۰، او بیاتة قیمتها الف یعنی لو اخبر  
 انها بیعت بالف درهم فسلم شرعاً انھا  
 بیعت بمائة دینار قیمتها الف درهم  
 ابطلنا لای حق الشفعة وجعلنا لتسلمه  
 صحیاً -

۱۶۱، وقال زفر وهو الغیاس هو علی  
 شفعته -

۱۶۲، قید بقوله قیمتها الف اذ لو کان  
 قیمته الدنانیر اقل فهو علی شفعته  
 التناق -

۱۶۳، له ان الدراهم والدنانیر  
 جنسان مختلفان ولھذا لو اکر علی  
 احدھما فاقربا لآخر کان مختاراً

نصف کے خریدنے سے جو عیب رہے اعراض کرنا کا واسطہ  
 سے اعراض کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ اس طرح اس بات کو نظر  
 کہ فلان شخص نے خرید لیا جو اس شرا کو تسلیم کر لیا اس شخص  
 تھا کہ وہ اس شری کے برابر خوش تھا اور جب اس کو  
 وہ سرے نفس کے خریدنے کا معلوم ہوا تو وہ حق شفعہ  
 نے سکتا ہو تاکہ اس کے جواسر سے شفعہ کو ضرر نہ پہنچے  
 اس طرح اس نے جب نقد ہزار سونے تو ہو سکتا ہے  
 اس لئے اس نے تسلیم کر دیا ہو کہ وہ ہزار کے  
 ہم پہنچانے سے عاجز تھا اور جب اس کو معلوم ہوا  
 کہ دوسری چیز سے اس کی بیعت ہوئی ہوگی کسی دینار کے  
 ہزار دینار کی بیعت کے جو ناچاقوں یا شمار کے ساتھ کسی بیعت  
 فریق بیعت کا ہو تو اسے اور قیمت سے لے سکتا ہے تاکہ اس کو پہنچا سکا ہے

۱۶۰، اور زفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور قیاس بھی یہی چاہتا  
 ہے کہ اس کا شفعہ قائم رہے گا۔

۱۶۱، یا زفر یہ کہ اگر قیمت ہزار درہم ہیں اس لئے  
 زیادہ کی ہے کہ اگر اس سے کم ہوگی قیمت ہوگی  
 ذرا لا اتفاق اس کا شفعہ قائم رہے گا۔

۱۶۲، امام زفر فرماتے ہیں کہ درہم اور دینار مختلف  
 جنس ہیں۔ اس لئے کہ الرادان دونوں بیعت ایک پر  
 کوئی شخص اگر ادا کیا گیا ہو اور دوسرے کا اقتدار کرے تو وہ

۱۶۳، امام زفر فرماتے ہیں کہ درہم اور دینار مختلف  
 جنس ہیں۔ اس لئے کہ الرادان دونوں بیعت ایک پر  
 کوئی شخص اگر ادا کیا گیا ہو اور دوسرے کا اقتدار کرے تو وہ



فلا يكون التسليم في احد هما  
تسليماً في الاخر ولنا انهما كالحبس  
في الثنية ولهذا يضم في الزكاة  
وكلامنا في الثمن فيكون الاختلاف  
راجعا الى القدر دون الحبس -  
نه جنس مین -

(۱۶۴) او بعرض غیر مثل یعنی لواخبار  
انها بیعت بالثمن فسلم ثم علم انها بیعت  
بعرض غیر مثل قیمتہ الف بطلت  
شفعتہ وهو تسلیم لان الواجب  
فی الثمنی الثمنی فلم ینظر فیہ اختلاف  
الحبس

(۱۶۵) قید بقوله غیر مثل لانه لو كان  
مثلیا كالمکیل والموزون والعدای  
المقارب قیمتہ الف لم تبطل شفعتہ  
لما مر -

(۱۶۶) او اقل یعنی لو كان قیمة العرض  
اقل من الالف لم تبطل شفعتہ لان  
تسلیمه ح یكون لاستكتار الالف -

(۱۶۷) ولا یجعل قوله اخذ نصفها  
تسلیمای اى اذا قال الشفیع اخذ  
نصف المدار لا یكون تسلیمای للنصف  
الاخر عند ابی یوسف رح لان طلب  
بعض الحق لا یكون رضا بسقوط الباقي  
عرفا وعادة -

(۱۶۸) وخالفه اى محمد لانه

(۱۶۸) امام محمد رح کا اس میں اختلاف ہو کہ جو مکملہ

(۱۶۴) اگر معلوم ہو کہ کسی غیر مثلی چیز سے بیچ ہوئی ہے لیکن  
جب اس کو معلوم ہو کہ ہزار سے بیچ ہوئی ہے تو ان کو کیا بعد  
ازان اس کو معلوم ہو کہ کسی غیر مثلی چیز سے جس کی قیمت  
ایک ہزار ہے بیچ ہوئی ہے تو شفقت باطل ہو جائے گا اور اس کا تسلیم  
کردینا صحیح ہو گا کیونکہ غیر مثلی میں قیمت واجب ہوتی ہے  
اور اس میں اختلاف جنس کا ظاہر نہوا -

(۱۶۵) غیر مثلی کی قیاس لحاظ سے برائی ہے کہ اگر  
مثلی ہو مانند اون چیزوں کے جو ناپ یا وزن یا پیمائش  
قریب بہرہ ہو چکے ہمارے فرض ہے ہوتی ہیں اور اس کی قیمت  
ایک ہزار ہو تو شفقت باطل ہو گا جب تک وجہ مذکور ہو چکی ہے -  
(۱۶۶) اور اگر ایک ہزار سے اس کی قیمت کم ہو تو شفقت باطل  
ہو گا کیونکہ ایک ہزار اس کا تسلیم کردینا ہزار کو  
زیادہ لینے کی غرض سے ہوتا -

(۱۶۷) شفیع کا یہ کہ دینا کہ میں نصف مکان کو لیتا ہوں تسلیم  
نہا کر کیا جائیگا یعنی اگر شفیع کہہ دے کہ نصف مکان کو لیتا ہوں  
تو یہ اس کا کتنا امام ابو یوسف رح کے نزدیک نصف باقی میں تسلیم  
کردینا دشوار کیا جائے گا کیونکہ بعض حق سے طلب کرنے سے باقی  
حق کے ماقہ ہو جانے سے رضامندی ثابت نہیں ہوتی  
نہ فائدہ مادہ -

جب دوسرے نصف میں اوس نے بیچ کو تسلیم کر لیا تو گویا کل ہی میں تسلیم کر لیا کیونکہ وہ تجزی نہیں ہے۔

(۷۹) محیط میں مذکور ہے ابو یوسف رحمہ کا قول: یادہ من صحیح (۸۰) اگر ایک مکان پر اربعیت سے فروخت کیا جائے اور ایک نابالغ اور سیرخ شیعہ ہو اور اوس نابالغ کا باپ یا باپ کا دسویں شفعہ کو تسلیم کر دے تو یہ تسلیم کرنا امام محمد رحمہ کے نزدیک باطل ہے اور بعد بلوغ کے نابالغ اپنا شفعہ لے سکتا ہے۔

(۸۱) صاحبین رحمہ کے نزدیک اون دونوں کا تسلیم کر دینا صحیح ہے اور اوس کے بعد نابالغ اسکو نہیں لے سکتا (۸۲) ایسا ہی اوس صورت میں اختلاف ہے کہ باپ کو باپ کے دسویں نابالغ کے جو زمین ایک مکان کے فروخت ہو جائے کی خبر ملی اور انہوں نے شفعہ کے طلب نہ کی۔

(۸۳) تسلیم کی قید اس لئے لگائی ہے کہ اگر اسکو کوئی ولی نہیں ہو تو بالاتفاق اوس کو وقت بلوغ تک انتظار کیا جائے گا اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیعہ کا انتظار کیا جائے جبکہ غائب ہو اور ایسی ہی جبکہ عاجز ہو۔

(۸۴) امام محمد رحمہ کی دلیل یہ ہے کہ یہ ایک حق غابت ہے اور وہ دونوں اوس کے ابطال کے ایک نہیں ہیں جیسے قصاص سے عفو کرنے پر اذکار افتخار زمین ہے مسامحین جہانے زمین حق شفعہ کی ملکیت میں سے ہوتی ہے اور وہ حقیقت میں صحیح ہے اور وہ دونوں صحیح کے ترک کر دینے کے ایک نہیں بخلاف عفو عن القصاص کے کہ یہ تیسرے ہے اور وہ تیسرے کے ایک نہیں ہیں (۸۵) محیط میں مذکور ہے کہ سبب اوس مکان کے جو ایک

باپ کے در زمین اوس کو ملا ہے شفعہ ثابت ہو جائے پس

لما سلم فی النصف الآخر صار مسلماً فی الكل لانه غير معتبر۔

(۷۹) وفی المحيط الاصح قول ابی یوسف (۸۰) والبطل ای محمد تسلیم الاب و الوصى شفعة الصبی فیما اذا بیعت بمثل القیمۃ فله ان یاخذها بعد البلوغ۔

(۸۱) وقت الاصح فتاویہما فلا یاخذها الصبی بعدا۔

(۸۲) وعلى هذا الخلاف اذا بلغهما شراء دارجوار (۸۳) فلم یطلب۔

(۸۴) قید بالتسلیم لانه لو لم یسلم له ولی توقف علی بلوغه اتفاقاً لقوله علیہ السلام ینظر لاسفیع اذا کان غائباً وکذا اذا کان عاجزاً کذا فی المحيط۔

(۸۵) لانه حق ثابت فلا یمکن ان یمکن العفو عن القصاص ولیما ان حق الشفعة انما یمکن بالتقن فصار فی معنى البیع وهما یمکن الامتناع عنه بخلاف العفو عن القصاص لانه تبرع وهما لا یمکنانه۔

(۸۵) وفی المحيط ینبت الشفعة للحمل بد اسرالتی ورفها من ایہ

فان وضعت لاقول من ستة اشهر ومن  
اليوم قل الشفعة۔  
ایسی صورت میں اگر ایک عورت وقت بیچ سے پہلے نہ  
کم میں بچا ہے تو وہ شفیع ہو جائے گا۔

۱۸۶، ولو بیعت ای الدار التي شفیعیها  
الصبي بنين يسير ای با قتل من  
قیمتها بحبابه فتسليمه ای تسليم  
كل من الاب والوصی صحیح عند لان  
امتناع عن ادخاله فی ملك الصغير  
لا ازاله عن ملكه۔  
۱۸۷، وابطله محمد لمافیه  
من ترك النظر  
للصغير۔  
۱۸۸، قید بقوله يسير لانها لو بیعت  
باكثر من قیمتها مما لا یتغابن الناس  
فی مثله جاز ان تسلم اتفاقا والا فله  
انه لا يجوز القان لانه لا یملك الاختا  
فلا یملك التسليم الا جبین۔  
۱۸۹، ولو اشترا دای الاب داسرا  
لابه الصغيره۔ قاله اخذها ای جاز  
للاد اخذ الدان بالشفعة قبل بلوغه  
وقال زنا لا يجوز

۱۸۹، اور امام محمد نے اس میں تسلیم کو باطل سمجھا ہے  
کیونکہ اس شخص پر جو بیعت کا جائز نہ ہو اس کی رعایت کا  
تسلیم کر دیا۔

۱۹۰، انما قیدونہ لان الشفعة بعد  
بلوغه جائزۃ۔  
۱۹۱، وقید براء شتر لان الاب  
لو مباع ملك نفسه لیس للشفعة  
لانه الصغير۔  
۱۹۲، او خریدنے کی اس میں لگائی ہے کہ اگر  
بچہ ملک کو فروخت کیا تو اپنے صغیر کے لئے اس  
شفعہ جائز نہیں ہے کیونکہ بچہ کو حق شفوع نہیں ہے

۱۹۳، قبل بلوغ کی قید اس میں لگائی ہے کہ وہ  
ترک الاتفاق شفوع کرے۔

۱۹۴، او خریدنے کی اس میں لگائی ہے کہ اگر  
بچہ ملک کو فروخت کیا تو اپنے صغیر کے لئے اس  
شفعہ جائز نہیں ہے کیونکہ بچہ کو حق شفوع نہیں ہے

لاشفعة له وللصغير الشفعة اذا لم  
اتفاقا۔ اور صغير کے لئے بالاتفاق جب وہ بالغ ہو جائے شفعہ کر سکتا  
استحقاق حاصل ہو۔

۱۹۲، وقيد بالآب لان الوصي بآب  
اخذ هال نفسه اتفاقا لان ذلك بمنزلة  
الشراء ولا يجوز للوصي ان يشتري مال  
اليتم لنفسه بمثل القيمة۔

۱۹۳، وقيد بقوله لانه لو اشترى  
الآب لنفسه والوصي شفعها حمل الشفعة  
لابنه اتفاقا۔ اور بیٹے کے لئے خریدنی کی قید اس لئے لگائی ہے کہ اگر  
باپ نے اپنی ذات کے لئے خرید لیا اور نا بالغ کو وصی میں شفعہ  
ہو تو اپنے بیٹے کے لئے وہ شفعہ کر سکتا ہے اتفاقاً۔

۱۹۴، انه ان كون الفسخ لراحد مطلقا  
ومضابا مستنمدا لانه ولاية آداب قامت  
مقام متمسكين و لا يجوز ان ينسبها  
من وال الصغير۔ بمثل القيمة۔

۱۹۵، ومنعنا من اخذ الدارين بيعتا في  
البيع يميني سمي به لانه لا يصح بيع متفرق  
بصفة واحدة هي اذا كان شفعهما  
واحد او قال من فزله ذلك وجدا  
المخلاف لو كان اس ضمن  
او قريين۔

۱۹۶، قيد بمصرين لانه لو بيعت داران  
في مصر احد فقوله كقولنا كذا في الحقائق  
۱۹۷، وذكر في المصنف ايضا من التقييد  
بالمصريين وقرا اتفاقا۔

۱۹۸، قيد بصفة واحدة لانها  
لو بيعتا بصفقتين كان له ان يأخذ

۱۹۹، اور بیٹے کی قید اس لئے لگائی ہے کہ اگر دو عقد  
سے فرخت ہو گئی تو بالاتفاق اون دونوں میں سے جس کو

ایہما شاء اتفاقاً۔

یا شیخ شفع لے سکیگا۔

۱۹۹، وقیدنا بقولنا اذا كان شفعيهما <sup>حدا</sup> لا نه ان كان شفعيهما لاحد لهما دون الاخرى ياخذ التي هو شفعيهما اتفاقاً لان الصفقة وان التحدت فقد اشغلت على ما ثبت فيه الشفعة وعلى ما لا ثبت الشفعة فيه فاحصل الشفعة بالدار المجاورة كذا في المصنف ۲۰۰، له ان تفرق المكان كتفرق الصفقة ولا ضرر على المشتري في اخذ احدهما فقط فيجوز ولنا ان في اخذ احدهما دون الاخرى تفرق الصفقة على المشتري فلا يجوز۔

۱۹۹، یہ قید کہ شفع اولین میں ایک ہی شخص ہوا اسلئے لگائی ہو کہ اگر ایک شخص ایک میں شفع ہوا اور دوسرے میں نہ تو اتفاقاً جس میں وہ شفع ہوا اسکو لے سکتا ہے کیونکہ صفقہ اگر جمع و اصل ہو کر دو مکانوں پر مشتمل ہو جس میں سے ایک میں شفعہ ثابت ہو اور ایک میں نہیں اس لئے اس مکان میں جو شفع کے محاور پر شفعہ متعین ہوگا۔

۲۰۰، امام غزالی کی دلیل یہ کہ تفرق مکان کا تفرق عقد کے مانند ہو اور مشتری کو صرف ایک کے لئے لینے میں کچھ نقصان نہیں ہو تو شفع کو لینا جائز ہے حنفیہ کہتے ہیں ایک کے لئے اور دوسرے کے لئے میں مشتری پر صفقہ کا تفرق نہ کرنا ہو اور یہ جائز نہیں ہے۔

۲۰۱، ولو اشترى رجل داراً من اثنين فمعه اى الشفعين من اخذ نصيب احدهما۔

۲۰۱، اگر ایک شخص نے دو شخصوں سے ایک مکان خریدا تو حنفیہ کہنے پر ایک شفعہ دونوں میں سے ایک کا حصہ نہیں لے سکتا۔

۲۰۲، وقال الشافعي يجوز ذلك۔

۲۰۲، امام شافعی رحمہ فرماتے ہیں یہ جائز ہے۔

۲۰۳، ولو باع من اثنين جازاً في الشفع ان ياخذ نصيب احدهما اتفاقاً لوقوع العقد متفرقاً في حق المشتري۔

۲۰۳، اگر ایک مکان دو شخصوں سے خریدا گیا تو شفع دونوں میں سے ایک کا بالاتفاق حصہ لے سکتا ہے کیونکہ مشتری حق میں تو عقد متفرق واقع ہوئی ہے۔

۲۰۴، له قياس المسئلة الاولى على هذه المسئلة ولنا ان الجار في الاولى واحد فمضاؤه لجوار المشتري في نصيب احدهما يكون مضاً في الآخر لان الجار الواحد لا يتجزئ واماً في الثانية فالجار اثنان فله ان يوضى باحدهما دون

۲۰۴، امام شافعی رحمہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ پر یہاں کرتے ہیں حنفیہ کہتے ہیں پہلے مسئلہ میں ہاں ایک ہی شخص ہے پس شفع کا ایک حصہ میں مشتری کے جوار پر راضی ہونا دوسرے کے حصہ میں ہی راضی ہونا کیونکہ گیارواحد تجزی چیز نہیں ہے اور مسئلہ ثانی میں ہاں دو شخص ہیں اور وہ مکان ہو کہ شفع ایک کے جوار پر راضی ہو اور دوسرے کے جوار پر راضی ہو

الآخر فافترقا۔

دونوں صورتوں میں بہت فرق ہے۔

(۲۰۵) فصل فی البناء والغریس

(۲۰۵) فصل شفعہ الارضی بن مکان وغیرہ بناۓ

فی الارض المشقوعہ۔

اور درخت وغیرہ کاٹنے کے کیا مہینے۔

(۲۰۶) وبناء المشترى واتخاذ مسجد

(۲۰۶) شفعہ زمین میں مشتری کا مکان بنا لینا یا ایک

قاطر لحق البائث فی الفسخ یعنی من

سید قرار دینا بائث سے فسخ کر کے کماحقہ باطل کر دینا ہے

اشترى داسرا اشراء فاسدا

یعنی جس شخص نے بیع فاسد سے ایک مکان خریدا اور اس پر

وقبضها وبینى او اتخذها

قبض ہو گیا اور زمین اس نے اور مکان بنا لیا یا ایک

مسجد انقطع عنها حق

سید کر دیا تو بائث کو جو اس کے فسخ کا سبب بیع فاسد

البائث فی الفسخ عند

ہونے کے اختیار حاصل تھا امام صاحب رحمہ کے نزدیک

الی حلیۃ وعلی المشترى

وہ حق شفعہ پر ہوا گا اور مشتری پر اس کی قیمت واجب

قیمتها۔

ہو جاوے گی۔

(۲۰۷) وللشفیع الاخذ بالقیمۃ فی

(۲۰۷) بناؤں کی صورت میں شفیع کو اس کی قیمت دیکر امام

الاول ای فی البناء عند لا۔

صاحب رحمہ کے نزدیک لینے کا اختیار حاصل ہے۔

(۲۰۸) وقال الا ینقطع عنها حق البائث

(۲۰۸) صاحبین کے نزدیک دونوں صورتوں میں

فی المسعول بن فلیس لہ

بائث کو فسخ کا اختیار حاصل ہو اور شفیع کسی صورت میں

الاخذ۔

اوس کو زمین نے لکھا۔

(۲۰۹) قید بقولہ فی الاول لان

(۲۰۹) صورت اول کی اس لئے قید لگائی کہ مسجد

فی اتخاذ مسجد لیس لہ الاخذ

کر لینے کی حالت میں بالاتفاق شفعہ کر لینے کا استحقاق نہیں

اتفاقا ما عند ما فعدم انقطاع حق

ہے صاحبین رحمہ کے نزدیک اس لئے کہ بائث کماحقہ بیع

البائث عنها واما عند فلعصۃ کرہا

شفیع نہیں ہو اور امام صاحب رحمہ کے نزدیک اس لئے

مسجد والسجد لا یلک۔

کہ اس کا مسجد ہونا صحیح ہو اور مسجد حلوک نہیں ہو سکتی

(۲۱۰) وذكر فی مبسوط شیخ الاسلام

(۲۱۰) شیخ الاسلام نے مبسوط میں ذکر کیا ہے اختلاف

الخلاف فیما اذا جعلہ علی ہیئۃ

اوس صورت میں ہے کہ اس کو مسجد کے ہیئت پر کر دے

المسجد ولم یؤذن للناس ہان یصلوا

اور لوگوں کو نہ تو نماز کا نذر نہ دے اور اب تک مسجد کی

فیہ حق ینکون سرقۃ الارض

زمین اور اس کی دیوار میں اوس کے ملک میں باقی ہوں

والبناء باقية على ملكه اما اذا اذن  
للناس بان يصلوا فيه ينقطع عنه حق  
البائع اتفاقا فعلم من هذا ان تقليل  
المصنف في شرحه بان المسجد لا يملك غيره لان  
ان اراد ما هو مسجد حقيقة فليس يصل الخ لا لان  
اراد ما هو في هيئة المسجد فانه  
يصح ان يملك.

(۲۱۱)، ولعله اراد بان المشتري  
بنيت ان يجعله مسجداً توجه  
ان يكون حقاً لله ومثله لا يملك  
عادة فلا حنكة الشفعة منه يلزم  
ان يكون ملوكاً.

(۲۱۲)، اعلم ان قيد البناء اتفاقاً لان  
الخلافاً كذا الواحزجها عن ملكة  
بالهبة او يجعلها مهرًا او بالبيع فالشفعة  
ان ينقض بقصره وياخذها  
بالقيمة عند فاته وان اخذها  
بالبيع المثلثة اخذها  
بالقن لان البيع المثلثي  
صحیح.

(۲۱۳)، لهما ان عند التمسك لا ينفذ  
حق البائع كما لا ينفذ حق المالك. فانه  
وحيد في المصنوع داراً، فانه لا ينفذ  
لا ينفذ حقه لان الله لا يفضل لكونه  
واجباً عليه فانه لا ينفذ حق البائع

اور اگر لوگوں کو نماز کی اجازت دیدی جو تو بالاتفاق  
بائع کا حق اوس سے ساقط ہو جائے گا پس اس سے  
یہ بات ثابت ہوئی کہ مصنف رحمہ کا اپنی شرح میں کسی  
یہ علت بیان کرنا کہ مسجد کسی کی ملک نہیں ہو سکتی  
نہیں جو کہ اگر مسجد سے اوس نے حقیقہ مسجد مراد لی  
چاہے تب تو وہ محل خلافت ہی نہیں اور اوس مسجد مراد لی  
مسجد ہو تو وہ ملک ہو ملتی ہے

(۲۱۱)، شاید مصنف کی یہ مراد ہو کہ وہ مکان مشتری کے  
اس سے کر لینے نہ کہ اوس کو مسجد بنا دے قریب ہے  
کہ نہ اسے حقانے کا حق اوس کے ساتھ منقطع ہو جائے  
اور عادتاً ایسی غیر ملوک ہو جاتی ہے۔ پس اگر شفعہ ہو  
نہ لگا تو وہ لایحقانہ ملک ہو جائیگا۔

(۲۱۲)، جانتا چاہئے کہ بنا کی قید اتفاقاً ہی  
اختلاف اور ان صورتوں میں ہے کہ مشتری اوس شفعہ  
کو اپنے ملک سے بذریعہ ہبہ یا مہر یا بیع کے خارج کر دے  
پس امام صاحب کے نزدیک ان صورتوں میں بھی  
شفعہ کو مشتری کے اس تصرف کے باطل کر دینے اور بیع  
کو حقیقت دیکر لینے کا اختیار حاصل ہے۔ اور اگر  
بیع ثانی کے بعد لگا تو شفعہ دیکر لینا چڑے گا کیونکہ وہ  
بیع صحیح ہے۔

(۲۱۳)، صاحبین رحمہ کی دلیل یہ ہے کہ اس تصرف سے  
بائع کا حق ساقط ہو گا جس طرح کہ اگر یہ تصرفات  
شرعاً تصدیق پر پائی جائیں تو ایک کا حق ساقط نہیں  
ہو جائیگا اس پر دلیل یہ ہے: البتہ بائع کے حق کو ساقط  
سینے کے بعد نہ اسے تعاقب کرنے کی ضرورت نہیں

مقبول ہو اس لئے کہ اس کا منفع ضروری ہو پس جب  
 بائع کا حق اس سے منقطع نہوا تو شفعہ ثابت ہو گا کیونکہ  
 بائع کا حق شفعہ کے حق سے قوی ہے اسی لئے تاخیر کرنے سے  
 شفعہ کا حق ساقط ہو جاتا ہے بخلاف بائع کے امام صاحب  
 فرماتے ہیں کہ ہمارے مشتری کا حق ہے اور بیع فاسد کے اندر  
 بیع کا حق شرع کا حق ہے اور نہ یہ کہ بائع شرع کے حق پر  
 مقدم ہے اور جب اس سے اس مکان کو سہی نہ لیا تو  
 مشتری کا قبضہ مکان میں ہو رہا ہو گیا اور اس کی ملکیت مکان سے  
 ہائی رہی اور خدا سے تعالیٰ کے ملک میں داخل ہو گیا پس  
 بائع کا حق بھی اس سے منقطع ہو گیا۔ جس طرح بیعت  
 بیع سے غلام کو خریدنا اور بعد قبضہ کر لینے کے اس کو  
 آزاد کر دینا۔

لا یجب حق الشفعة لان حق اقوی  
 من حق الشفیع و لهذا یسقط  
 حقه بالتأخیر و ذن حق  
 البائع و له ان البناء حق  
 للمشتري و حق الفسخ فی الفاسد  
 حق الشرع و حق العبد مقدم  
 علیه و بالتأخذها مسجد التقیض  
 المشتري و نزال ملکہ  
 فیہا الی اللہ فانقطع حق البائع  
 کما لو کان المشتري  
 عبدا فقبضہ فاعتقه۔

\* \* \* \* \*

(۲۱۴)، اگر ایک شخص بغیر اس بیع ایک زمین خرید کر کے  
 اور میں مکان بنالے یا بائع لگالے لہذا ان قاضی  
 اور میں شفعہ کا حکم کرے تو شفعہ اس زمین کو اسی  
 شخص سے اور دیواروں اور درختوں کو اس قیمت سے  
 جو گرا دینے کے بعد ہوتی ہو لے سکتا ہو یا مشتری سے لے سکتا  
 ہے کہ وہ اپنی دیواروں اور درختوں کو گرا لے۔

(۲۱۴)، واذا بنی المشتري بالشرایع  
 الصحیح او غرس ثم قبض بها ای بالشفعة  
 للشفیع اخذہ الشفیع بالثمن و قیمتہای  
 اخذ الشفیع المبیع بالثمن والبناء والغرس  
 بقیمتہما مقلوعا و کلفہ ای الشفیع المشتري  
 قلعہما ای قلع بنائہ وغرسہ۔

(۲۱۵)، امام ابو یوسف رحمہ اللہ کو اس بات میں اختیار  
 دینے میں کہ یا تو شفعہ اس زمین کو شفعہ سے اور دیواروں اور  
 درختوں کو و قیمت دیکر جو کھری رہنے کی حالت میں ہوتی ہو  
 لے لے یا پھر دے اور اس سے اونکو گرا لے کی نسبت فقہین  
 کہتے ہیں کہ جس طرح سوہبہ لے لے میں سوہبہ میں کچھ مکان  
 بنالے تو صاحب وہ اشتیاق نہیں کہ اس مکان کو  
 گرا دے اور میں نہیں لے لے کر لے کہ چونکہ اپنے ملک میں

(۲۱۵)، وبخیر لا ای ابو یوسف الشفیع  
 بین الاخذ بذلک ای اخذ الشفیع  
 المبیع بالثمن والبناء والغرس  
 بقیمتہما قائمین او التزک ای تزک  
 الاخذ ولا یكلفه بالقلع کما لو بنی لہوہو  
 لہ فی الارض الموهوبۃ لیس للواهب  
 ان یقلع بناءه و یرجع فی الارض لانه



بنا لا فی ملکہ۔

اوسکو بنا یا ہے۔

(۲۱۶) ولہما ان هذا التصرف وقع  
فی حق الغیر من غیر تسلیط من جہتہ  
فلہ ان یقضیہ کالراہن اذ ابی  
فی المرہون بخلاف ما استہلکہ  
لان التصرف فیہ حصل بتسلیط من  
جہت من لا الحق۔

(۲۱۶) صاحبین رحمہما نے بیان کیا ہے کہ یہ تصرف دوسرے کے  
ملک میں بدون اوس کے اجازت کے واقع ہوا ہے تو اگر  
اس تصرف کے باطل کرنے کا احتیاق ہو جس طرح کہ  
شکر مرہون میں کچھ بنائے اور زمین سو ہو یہ ہے جو ہنرمند  
کیا ہے وہ اس کے خلاف ہے کیونکہ دہان پر تصرف  
صاحب حق کے تسلیط سے پایا گیا ہے۔

(۲۱۷) ولو بی الشفعہ او غرس ای فی  
الدار المشفوعة ثم استحق رجوع  
الشفیع بالثمن علی من ردہ من البائع  
او المشتري اتفاقا لانه تبين انه اخذ  
بغير حق لا بقيمتها ای لا يرجع بقيمة  
البناء والغرس علی من اخذ منه  
الدار یعنی اذ ابی الشفعہ فی الدار  
المشفوعة او غرس فاقلم  
المستحق الشفعہ لا يرجع  
بقیمتہما۔

(۲۱۷) اگر شفعہ نے مکان مشفوعہ میں کچھ مکان بنایا  
یا کوئی درخت لگا لیا بعد از ان وہ مکان کسی دوسرے  
شخص کا نکالا تو شفعہ اوس کا ثمن جسکو اوس نے دیا ہو  
بالاتفاق واپس لے سکتا ہے خواہ بائع کو دیا ہو یا مشتری  
کیونکہ یہ بات ظاہر ہو گئی کہ بغیر حق کے اوس سے ثمن لیا  
گیا تھا اگر نہار کی اور دزتون کی قیمت اوس شخص سے  
حس سے اوس نے مکان لیا ہے انہیں لے سکتا۔ یعنی  
اگر مکان مشفوعہ میں شفعہ درخت لگائے یا کچھ بنائے  
اور وہ شخص جس کا حق ثابت ہوا ہے اوسکو گرا دے تو  
شفعہ اوسکی قیمت نہیں لے سکتا۔

(۲۱۸) ویفتی بہ ای کابو یوسف یرجع القیۃ  
فیہما ای فی البناء والغرس لان الشفعہ  
مع من اخذ منه صار کالمشتري المغرور  
من جہت البائع۔

(۲۱۸) امام ابو یوسف رحمہ سے درخت اور نہار کی قیمت  
لے لینے کا فتویٰ دیا ہے کہ چونکہ شفعہ کا اوس شخص کے  
سامنے جس سے اوس نے مکان لیا ہو ایسا حال ہے  
جیسا اوس مشتری کا جبر کو اوسکا بائع فریب دے۔

(۲۱۹) ولہما الفرق بان المشتري  
کان مغرورا من جہت البائع و  
مسلطا علی التصرف فی المبیع والشفیع  
غیر مغرور لانه مملک علی صاحب الید

(۲۱۹) اور صاحبین رحمہما نے فرمایا ہے کہ مشتری کو بائع  
کی طرف سے فریب میں ہوتا ہو اور بیع کے اندر قرض کو  
پر مسلط ہوتا ہو اور شفعہ فریب میں نہیں ہو سکتا کیونکہ  
وہ تو مجبر بلا اختیار صاحب قبضہ کے اور نہ ملک ہوتا ہے۔

جبراً من غیر اختیار فلا یصح علی احد۔  
 او وہ کسی سے قیمت نہیں لے سکتا۔

(۲۲۰) ویتخذ الشفیع بین الاخذ ای  
 (۲۲۰) جس صورت میں بیع کو کوئی آفت سادی

اخذ العرصة بجمیع الثمن او الترتک  
 ہو چکی جائے تو شفیع کو اختیار ہوتا ہے کہ پورا ثمن

اذا اصابت المذیبة آفة سماویة کما اذا کان  
 دیکر اس زمین کو لے لے یا ترک کر دے مثلاً ایک مکان

داسرا فانهدم بناؤ واولان البناء تابع  
 ہو اور اسکی دیواریں گر جائیں کیونکہ بناء زمین کے

للعرصة حتی تدخل فی بیعها  
 تابع ہے بچے کو صرف زمین کے بیع کرنے سے بغیر ذکر کوئی

من غیر ذکر فالثمن لا یقابل  
 کتنا بیع کے اندر داخل ہو جاتی ہے پس جب تک

الاتباع ما لم یکن  
 کہ توابع ایک شے کے مصلوہ مستقل طور پر نہیں بنیں

مستصودۃ۔  
 ان کے مقابل نہیں ہوتا۔

(۲۲۱) وفي التبعین هذا اذا انهدم  
 (۲۲۱) تبعین میں ہے یہ جب ہو کہ بنا یا نکل نہندم

البناء بالکلیة ولم یبق له نقض لانه  
 ہو جائے اور انہدام کے بعد اسکا کچھ سا مان باقی نہ

لوقی منه شیء واخذ المشتري  
 کیونکہ اگر کچھ باقی رہ گیا اور مشتری اس زمین میں سے

یا نقضا له من الارض حیث لم یکن  
 اوٹھا کر لے گیا تو زمین کے تابع نہوگا اور کچھ ثمن کا

تبعاً للارض فلا بد من سقوط بعض  
 اس کے بدلہ میں ضرور ساقط ہو جانا چاہیے کیونکہ وہ

الثمن لان مال قائم بقی محلیساً  
 ایک مال قائم ہے اور مشتری کے پاس مقبس رہا ہے

عند المشتري فیکون له حصة من  
 تو لا محالہ ایک ثمن کا حصہ اس کے مقابلہ میں بھی

التمن فیقسم الثمن علی قيمة الدار  
 ہو گا اور عقد کے وقت مکان کی قیمت پر ثمن منقسم

یوم العقد وعلی قيمة النقض یوم  
 ہو گا اور لینے کے دن اس مکان کی اینٹوں وغیرہ پر

الاخذ۔  
 منقسم ہو گا۔

(۲۲۲) وان نقضها ای الدار المشتري  
 (۲۲۲) اگر مشتری نے اس مکان کو گرایا ہو تو شفیع کو

یتخذ الشفیع بین اخذ العرصة بالحصصة ای بجزئتها  
 اختیار ہو گا کہ اس صحن کو حصہ بردہ مشتری دیکر لے لے

من الثمن والترتک لان التبع ما لم یکن  
 یا چوڑے کیونکہ ملک کر دینے سے تابع بھی مقصود نہ گیا

بالکلیة فقابلہ شیء من الثمن۔  
 اور کچھ ثمن اس کے مقابل ہو جائے گا۔

(۲۲۳) ولا یأخذ الشفیع النقض بکسر  
 (۲۲۳) ان اشیا کو جو مکان کے منہدم ہو جانے سے

الثمن وهو المنقوض لانه ما مرفصولا  
 نکلے ہیں شفیع نہیں لے سکتا کیونکہ وہ اب ایک جگہ لگانہ

ولم يبق التعبية ولا شفعة في المنقول ويلخذ  
الشقيق من الفضل مع الاسراف فاذكروا لفر  
في البيع۔

۴۲۴، اخلاقیدنا بیه لان العز لا یدخل فی  
بیع الفضل من غیر ذکر و هذا استحسننا  
و کان القیاس ان لا یأخذ الشفیع لاریه  
لئیس یتأخر فصار کالمشاء الموضع  
فی الاثر من وجه الاستحسان انه  
بالتصال خلقه صائر تبعاً للفضیل  
من وجه الا ان اتصاله لما کان  
للقطع لا للبقاء صائر کالزهر  
لحدید دخل فی البیع الا  
بالذکر

۲۲۵) ان حدیث عند المشترا علی المشترا کیلئے:  
 علی الخیل مین البیع ان هذا للوصل ببعی  
 یاخذ الشفیع الثمن فی هذه الصورت ایضا  
 لانہ بیع تبعاً للخل۔

۲۲۵) اگر بیع کے وقت دھنوں پر پہل نہ تھا  
 اب مشتری کے پاس اگر اوپر پہل آگیا ہو یعنی اس  
 صورت میں بھی بیع پہل لے سکتا ہے کیونکہ دھنوں کے  
 تبعیت میں پہل ہی بیع کے اندر داخل ہو گیا۔

۲۴۲، فلوحذہ ای قطع مشتری الغر  
سقط حصہ یا ای صدۃ الثمن من الثمن فی  
غیر الخادۃ ای فی القرائن کانت عند  
الرائد وقت المیع ولم یکن حادثۃ  
عند المشتري بان شینا من  
الثمن ما ایاها کونها  
مبیعۃ۔

(۲۲۷) متبادلہ زبان اخبار و مجلہ، حاشیہ (۲۲۷) یہ قید اس لئے زیادہ دینی ہے کہ اگر شریعتی کام

شوہر ہو گئی اور تھوڑے باقی نہیں رہی اور منقول کے اندر  
 شفعہ زمین ہے اور زمین کے ساتھ درختوں کا پہل بھی  
 شفعہ لے سکتا ہے جبکہ بیج کے اندر شرکابی ذکر ہو اہو  
 ۲۲۴۱، ذکر کر کے ہم نے اس لئے قید لگائی کہ بغل کے  
 بیج کے اندر بغیر ذکر کے اوسکا پہل داخل ہوگا اور یہ  
 اسخرا تا ہو اور قباس چاہتا ہے کہ شفعہ نہ لے سکے  
 کیونکہ وہ ملحقین شمار نہیں کیا جاتا اور ایسا ہے  
 کہ زمین میں کچھ اسباب کہما ہو۔ سخنان کی وجہ  
 ہے کہ انفصال ملحق نہ کہ باء۔ ایک وجہ سے  
 ثر وخت کے لئے بہتر نہ توابع سے ہو گیا ہے۔ سیکہ بیج کا  
 اوسکا انفصال بقا کے لئے زمین ہے بلکہ قیاس کرنے سے  
 لئے ہے اس لئے اور کا حال کمیتی کا سا ہو کہ کمیتی  
 بدو ن ذکر کر کے چھ زمین سے بیج میں داخل نہیں ہوتا  
 ۲۲۵۱، اگرچہ بیج کے وقت درختوں پر پہل نہ تھا  
 اب مشتری کے پاس اگر اوپر پہل آگیا ہو یعنی اس  
 صورت میں بھی شفعہ پہل لے سکتا ہے کیونکہ درختوں کے  
 تبعیت میں پہل بھی بیج کے اندر داخل ہو گیا۔  
 ۲۲۶۱، اگر مشتری نے پہل کو کاٹ لیا بقدر پہل کے  
 حصہ کے زمین میں سے اس وقت زمین کم کر لیا  
 جاوے گا کہ مشتری کے پاس اگر پہل پیدا ہو،  
 یعنی اس پہل میں زمین کم کر لیا جائے گا کہ بیج  
 وقت بائع کے پاس پیدا ہو گا اور مشتری نے پہل  
 اگر پیدا ہو گا کیونکہ بسبب بیج ہونے کے پیش  
 اوس کے مقابلہ میں ہی دیا گیا ہے۔

(۲۲۶) یہ قید اس لئے زیادہ دن ہو کہ اگر شہر کی کیا

عند المشتري وجذها لا يسقط خصلتها من  
الغنم لأنها لم تكن موحدة عند  
العقد فبأخذ الأمر من العسل  
بجميع الغنم۔

پہلے پاپا اور اس نے اسکو قطع کر لیا تو بیومن  
اوس کے شتر میں سے کم نہ کیا جائے گا کیونکہ عند العقد  
اوس کا جو دو نہ تھا تو زمین اور درختوں کو پورے  
شتر سے لے لیا۔

۲۲۸، ولو انهدم علوفه فباعت السمل بالبر  
ای ابو یوسف الشفعة ناوالی امی صاحب  
العلو بل یسکو۔ السمل  
یج اور السمل۔

۲۲۸، ولو انهدم علوفه فباعت السمل بالبر  
ای ابو یوسف الشفعة ناوالی امی صاحب  
العلو بل یسکو۔ السمل  
یج اور السمل۔

۲۲۹، وخالفه ان قال عهد الشفعة  
لصاحب العلو۔

۲۲۹، وخالفه ان قال عهد الشفعة  
لصاحب العلو۔

۲۳۰، ولو بيعت الى عا به او ار الحباس  
و المحروس حاله ای بیعت دان منضمة  
الی جانب عصاة السمل فطلباها ای صاحب  
العلو والسمل الشفعة فانهدم العلو والسمل  
قبل الاخذ یعنی ہا ای ابو یوسف الشفعة  
للسافل ای صاحب السمل۔

۲۳۰، ولو بيعت الى عا به او ار الحباس  
و المحروس حاله ای بیعت دان منضمة  
الی جانب عصاة السمل فطلباها ای صاحب  
العلو والسمل الشفعة فانهدم العلو والسمل  
قبل الاخذ یعنی ہا ای ابو یوسف الشفعة  
للسافل ای صاحب السمل۔

۲۳۱، لهما یعنی قال عهد الشفعة  
لهما۔

۲۳۱، لهما یعنی قال عهد الشفعة  
لهما۔

۲۳۲، لابی یوسف فی المسئلین ان حق  
الشفعة نزال بانفسد ام العلو ولحد  
ان صاحب العلو اعاده علوة اذا  
نبی صاحب السمل وله ان یوفر  
الامرالی القاضی لیا مرة جبنة  
السمل فیبنی علیہ علولا واذ اکان  
حقه قائما اسحق الشفعة فی السمل

۲۳۲، لابی یوسف فی المسئلین ان حق  
الشفعة نزال بانفسد ام العلو ولحد  
ان صاحب العلو اعاده علوة اذا  
نبی صاحب السمل وله ان یوفر  
الامرالی القاضی لیا مرة جبنة  
السمل فیبنی علیہ علولا واذ اکان  
حقه قائما اسحق الشفعة فی السمل

۲۳۳، دو نون سملون میں امام ابو یوسف رحمہ  
کی دلیل ہے جو کہ اوپر کے مکان کے گر جانے سے  
اوس کا حق شفعہ زائل ہو گیا۔ اور امام محمد رحمہ  
میں کہ اوپر والے کو اپنے مکان کے بنانے کا اختیار  
پہر حاصل ہو اگر نیچے والا مکان بناوے اور اوسکو  
بھی استحقاق ہے کہ اس معاملہ کو قاضی تک  
ہو بخاوے تاکہ نیچے والے کو قاضی مکان کے بنانے کا

حکم کرے اور پھر وہ اپنا اوپر کا مکان بنالے۔ پس جب اس کا حق قائم ہے تو اس کو نیچے کے مکان میں بھی حق شفعہ ہو اور اس مکان میں بھی جو اون دونوں کے حوارج میں واقع ہوا ہے محیط میں مذکور ہے لہذا اگر اوپر والے نے نیچے کا مکان اپنے پاس سے بنوایا تو وہ اس میں حرج نہ سمجھا جائیگا بلکہ نیچے والے کو اس کی قیمت دینی پڑے گی کیونکہ اپنے اس یا حق کی غرض سے نیچے کے مکان کے بنانے کی طرف مضطرب اور مشغول رہا۔ اس بات میں وہ ماذون ہے۔

۴۳۴) اور اگر دو شرکین میں سے ایک نے بوسیدہ  
حام کی مرمت کی تو اپنے دوسرے شریک سے وہ  
کچہ نہیں لے سکتا کیونکہ وہ اس کے بنائے کی طرف  
مختص نہیں ہے بلکہ اس کو یہ استحقاق ہے کہ قاضی تک  
اس معاملہ کو پہنچا دے تاکہ قاضی اس زمین کو نفیس  
کر دے۔

(۲۳۴) فصل اختلاف اور اوس چیز کے بیان میں  
جس کے بدل میں شفع لیا جاتا ہے یعنی شرف۔

۲۳۵) اگر مشتری نے کہا میں نے بناؤ اور زمین کو  
دو عقدوں میں خریدنا چاہتا ہوں اور بناؤ کو خریدنا  
بعد ازاں دوسرے بچ سے زمین کو بیسناؤ کے خریدنا  
اور بیسناؤ کے کہا بلکہ فروخت کرنے کو ایک ہی جہ سے خریدنا اور بیسناؤ کے بارے  
میں الگ بیسناؤ کے بیسناؤ کے بیسناؤ کے بیسناؤ کے بیسناؤ کے بیسناؤ کے بیسناؤ کے  
کیونکہ شفع کا حق تو قائم ہے اور مشتری دو عقدوں سے  
خریدنے کا دعویٰ کر کے اسکا باطل کرنا چاہتا ہے  
اور شفع اسکا منکر ہے تو اوسیکاقول مشتری کا

وفي الدار المجاورة لهما  
وفي المحيط لوبي في السفلى  
صاحب العلوي لا يكون  
متبرعا فقل صاحب  
السفلى ان يعطيه قيمته لانه  
كان مضطرا في البناء  
لاحياء حقه فصار ما ذونا  
شرعا.

(٢٢٢)، ولوبني أحد الشريكين جانا  
منه ما لم يرجع على شريكه  
بشيء لأن غير مضطر في  
البناء فإنه يمكنه ان  
يرفع الامر الى القاضي حتى يقيم  
الساحة.

٢٣٣، فصل في الاختلاف وما يؤخذ به المشفوع.

(٢٣٥)، ولو قال المشتري اشتريت البناء  
والارض في صفقتين يعني قال اشتريت  
البناء اولاً ثم اشتريت الارض يلدن البناء  
ثانياً وقال الشفيع يلد اشترية ما معاً في صفقة  
واحدة والدار يلد بناؤها ولم يكن لها بينة  
كان القول للشفيع اتفاقاً لان حق الشفيع قائم  
والمشتري يلد على ابطاله بادعاء الصفقتين  
والشفيع ينكره فيكون القول له مع

یمینہ علی العلم لانہ حلف علی فعل الغیر۔

اور اس بات کے حکم پر اس سے حلف لے لیا جائیگا کیونکہ دوسرے کے فعل پر حلف ہو۔

(۲۳۷) فان برهننا ای اقام کل منہما البینۃ علی ما ادعاه ولا تاریخ یبرح ابو یوسف بینۃ المشتري لانہا ینبت امر ازات اعلی الشراء وهو قرض ینق الصنفۃ کما نت اولی۔

(۲۳۷) اگر ہر ایک نے اپنے دعوے پر بینہ پیش کر دیا ورنہ دونوں میں سے کسی کی قسم تاریخی نہیں معلوم تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ شری کے بینہ کو بیع و بیعت میں کہیں کہیں اس کی بینہ شراؤ کے اور ہر ایک امر زائد کے قیاس پر بیعہ تقضی صنفہ کی تو یہی مقدم ہوگی۔

(۲۳۸) لا الشفیع ای قال محمد یقضی بینۃ الشفیع لان البینۃ للاثبات و بینۃ الشفیع مثبتۃ للاستققات کما نت اولی۔

(۲۳۸) امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں شفع کے بینہ کے موافق حکم دیا جاوے گا کیونکہ بینہ اثبات کے لئے ہوتی ہے اور شفع کے بینہ استحقاق کے ثبوت ہے تو وہ مقدم ہوں۔

(۲۳۹) ولو اختلفا ای المشتري و الشفیع فی الثمن کان القول للمشتري مع العین بان الشفیع یدعی استققات الدار علیہ عند نذرا قتل و المشتري ینکولہ۔

(۲۳۹) اگر مشتری اور شفع میں ثمن کے اندر اختلاف ہو تو مشتری کا قول مشرب ہوگا اور اس سے حلف لے لیا جاوے گا کیونکہ شفع کا یہ دعوی ہے کہ میں کم ثمن دیکر اس مکان کا مستحق ہوں اور مشتری اس بات سے منکر ہے۔

(۲۴۰) فان برهننا یقدم ای ابو یوسف برهان المشتري لانہ اکثر اثباتا۔

(۲۴۰) اگر دونوں نے بینہ پیش کر دی تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ مشتری کے برهان کو مقدم کرتے ہیں کیونکہ وہ ایک اثبات کرتی ہے۔

(۲۴۱) وقد کما بینۃ الشفیع لانہ مدعی کما کونا حکمان بینۃ اولی علی بینۃ المدعی علیہ۔

(۲۴۱) صاحبین رحمہم شفع کے بینہ کو مقدم کرتے ہیں کیونکہ وہ مدعی ہے اور مدعی علیہ کے بینہ پر اس کی بینہ کو مقدم ہے۔

(۲۴۲) وفي المحيط لو تصادق المتبايعان بعد طلب الشفیع ان اللیق کان تلعبۃ لا یصلان علی الشفیع الا اذا کان الحال یدل علیہ بان کان المنزل کثیر القیمۃ و بیع بثلث فلیل فلا شفعۃ۔

(۲۴۲) محیط میں مذکور ہے اگر بائع اور مشتری نے باہم شفع کے طلب کے بعد اس بات کو مان لیا کہ یہ بیع جزا ہو تو شفع کے حق میں وہ مساوی نہ بھی ہا دیجے مگر جب کہ قریبہ ذلالت کرے اس بات پر کہ وہ مکان بیش قیمت ہو اور کہ قیمت سے فروخت ہوا ہو تو بائع کا شفعہ نہ ہوگا۔

(۲۴۲) ولو ادعی المشتري ثمنًا والبائع اقل منه ولم يقبل البائع الثمن اخذ الشفع بقول البائع وجعل ي قول البائع خطأ عن المشتري من الثمن۔

(۲۴۳) اگر مشتری نے ایک فن کا دسوی کیا اور بائع نے اوس سے کم کا اور ہنوز بائع نے فن پر قبضہ نہیں کیا ہے تو بائع کے قول کے موافق فن دیکر شفع بیع کرے دیگا اور بائع کے قول کے موافق مشتری سے فن کی کمی کر دی جاوے گی۔

(۲۴۴) فان قبض البائع الثمن فيقول المشتري اى ياخذ الشفع يقول المشتري لان البائع صار كالاجنبى ولا يلتفت الى قوله فبقى الخلاف بين المشتري والشفيع وقد سبق بيانہ۔

(۲۴۵) اگر بائع نے فن پر قبضہ کر لیا ہے تو بموجب قول مشتری کے فن دیکر شفع بیع کرے سکتا ہے کیونکہ بائع اس وقت تک اجنبی کے مانند ہے اور اس کے قول کا استیفاء نہ کا تو اب صرف شفع اور مشتری میں اختلاف رہا اور اس کا بیان ہو ہی چکا۔

(۲۴۶) ولو حط البائع عن المشتري بعض الثمن لسقط عن الشفع

(۲۴۷) اگر بائع نے مشتری سے کچھ فن کی کمی کر دی تو ہمارے ائمہ کے نزدیک شفع سے ہی ثمن میں کمی کر دی جاوے گی۔

(۲۴۸) وقال الشافعى لا يسقط بل على الشفع الثمن المستمر۔

(۲۴۹) وهذا الخلاف فرع الخلاف فى ان الحط لا يلحق عند الا باصل العقد بل هو شبه اخرى للمشتري وعندنا يلحق ميرت المسئلة فى كتاب البيوع۔

(۲۵۰) امام شافعی رحمہ فرماتے ہیں شفع سے فن کم نہ کیا جاوے گا بلکہ اس پر وہی فن جو مقرر ہے دنیا میں ہو جائیگا اس اختلاف کی بنا اس امر پر ہے کہ امام شافعی کے نزدیک یہ کم کر دینا اصل عقد کے ساتھ نہ ملایا جائیگا بلکہ وہ مشتری کے لئے دوسرا ہے اور ہمارے نزدیک ملایا جائے گا کتاب البيوع میں یہ مسئلہ ہو چکا ہے۔

(۲۵۱) او الحکل، ی لو حط البائع كل الثمن لم يسقط ولا يلحق ذلك بالبيع، العقد اتفاقاً لانه لو لم يلق صا ربیعاً بل الثمن وان باطل۔

(۲۵۲) اگر بائع نے پورا فن منہ سے چھوڑ دیا تو شفع سے ساتھ نہ لگا اور بالاتفاق اصل عقد کے ساتھ ملحق ہو گیا ہمارے ائمہ کے نزدیک اگر بیع کے ساتھ ملحق کیا جائے تو پورا فن کے بیع ہو جاوے گی اور یہ باطل ہے۔

(۲۵۳) او زاد فيه اى في الثمن، المشتري لم يلزم الشفع فما اخذ

(۲۵۴) مشتری نے فن میں کچھ زیادتی کر دی تو شفع کہ وہ زیادتی دینی نہ ہوگی اور اول ثمن سے

وہ بیع کو لے لیا کیونکہ اس زیادتی کا شفعی کے حق میں اعتبار کرنے سے شفعی کو ضرر پہنچا نا ہے۔

(۲۴۹)، اگر قرض کچھ سبب یا کوئی زمین قرار پائی ہو تو مشتری اس قرض کی قیمت دیکر بیع کو لے لے۔

(۲۵۰)، اگر مال نے اس غم کو جو قرض قرار پائی تھی کچھ سیدھا پایا اور وہ اس کے لیے بیع پر رضی ہو گیا تو شفعی بیع کو وہ قیمت دیکر لے لیا جو اس غم کے سلاشی کی حالت میں ہوتی ہوگی۔

(۲۵۱)، اگر قرض یا سوزن چیز قرض قرار پائی ہو تو اسکی مثل دیکر شفعی بیع کو لے لیا جس طرح تلف کردہ چیز کی صورت میں مثل دینا ہوتا ہے۔

(۲۵۲)، اگر قرض مہل قرار پایا ہو تو اگر شفعی چاہے اس وقت گزرے تک صبر کرے بعد ازاں شفعہ کرے اور یہ انتظار طلب شفعہ میں نہیں ہے کیونکہ طلب فوقی چاہئے بلکہ اس کے لینے میں انتظار ہے۔

(۲۵۳)، اگر صبر نہ کر سکے اور سیوقت قرض دیکر لے لیکن بایع مشتری سے اس قرض مہل کے طلب اس وقت نہ کرے کیونکہ تا جیل کی شرط جو اونکی ماہین ہوئی تھی وہ باطل نہیں ہوئی ہے۔

(۲۵۴)، محیطین مذکور ہر اگر شفعی کے شفعہ لینے کے بعد اصل قرض میں جو ختمی نہ دیا کسی کا امتحان نہ کیا تو قرب دیکھا جائے گا کہ اگر حکم قاضی شفعہ لیا ہو تو وہ شفعہ شفعہ بایع پر رد کر دے ورنہ کیونکہ یہ بات ظاہر ہو گئی کہ اسکو حق شفعہ نہ تھا اسلئے کہ وہ شرافاںہ تھی اور قاضی کا حکم بالملک نافذ نہ سمجھا جائے گا کیونکہ

بالتن الاول لان في اعتبار الزيادة  
اضراراً للشفيع۔

۲۴۹، وان كان الثمن عرضاً او عقداً  
اخذ بالقيمة اى بقيمة الثمن۔

۲۵۰، وفي الجامع لو وجد البائع  
الثمن العرض معيباً فرضى  
به ياخذ الشفيع بقيمة  
سليماً۔

۲۵۱، او مكيلاً او موزناً فبالمثل  
اى فياخذ بمثله كما في  
الاتلاف۔

۲۵۲، او مؤجلاً اى ان كان الثمن مؤجلاً  
فان شاء الشفيع صبر الى اقتضاء الاجل  
ياخذها وهذا الانتظار ليس في طلب الشفعي بل في  
القبول في اخذها والا فان لم يشأ الشفيع اخذها  
۲۵۳، لكن المانع لم  
يرجع على المشتري بالثمن  
المؤجل لان شرط التاجيل بينهما  
لم يبطل۔

۲۵۴، وفي المحيط ان استحق الثمن  
بعد اخذ الشفيع الشفعة ينظر  
ان كان اخذها بالقضاء بريد  
الشفعية على الساتر لانه تبين  
انه لم يكن له حق الشفعة لكون الشراء  
فاسداً فلا ينفذ نسباً وده بالملك



وہ بطور خفا کے اون سے واقع ہوا ہے۔ اور اگر بدین  
عمر قاضی کے شفیع نے بیع کو لیا ہے تو اصل بیع کو وہ ایک  
نذر کے گالبلکہ بلع کو اس کی قیمت دیدے گا کیونکہ ملک  
اور ملک کے ساتھ دونوں کی رضا مندی ثابت  
ہو گئی چر اب یہ از سر نو ایک دوسری بیع شمار کیا جائیگی۔

(۲۵۵)، ہمارے ائمہ کے نزدیک من موصول کی صورتیں  
من موصول سے شفیع نہیں لے سکتا۔

(۲۵۶)، امام مالک رحمہ فرماتے ہیں لے سکتا ہے کیونکہ اصل  
ہی ایک من کا وصف ہے اور اس سے شفیع ہر ایک لے لیا  
جس طرح اگر کوئی روپیہ سے شتری خریدتا تو شفیع ہی  
کو بیٹے سے لے سکتا تاہم کچھ بین اجل من کا وصف  
نہیں ہے اسی واسطے بدون شرط لے ہوئے اجل ثابت  
نہیں ہوتی۔

(۲۵۷)، اگر شراب یا خنزیر من قرار پایا ہو اور بانی  
اور شتری دونوں ذمی ہیں۔ و شراب کا مثل اور خنزیر  
کی قیمت دیکر شفیع لے سکتا ہے کیونکہ شراب ذوات الامثال  
سے ہے اور خنزیر ذوات العقیم سے ہے۔

(۲۵۸)، بانی اور شتری ذمی ہیں اور شفیع مسلمان ہے  
تو دونوں بین او کو قیمت ہی دینی چاہیگی کیونکہ مسلمان  
لئے مسلمان کو شراب دینا حرام ہے تو اس کے حق میں  
شراب ہی غیر حلالی ہے شمار کیا جائیگی کچھ کہ مسلمان شراب  
کا مالک نہیں ہو سکتا اور ذمی کو اس لئے شراب  
دینی چاہیگی کہ وہ حلالی ہے اور جتنے ذوات الامثال  
ہیں اور عین کسی کی قیمت اس کے عین کے  
قائم مقام نہیں ہو سکتی چر وہ اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

لوقوعه خطأ وان كان اهل  
بغير قصد لا يرد هابل يرد قيمتها  
للباقر لانه وجد القراض  
بالملك والتملك فبجعل بيعا  
مستافا۔

(۲۵۹)، ومنعوه منه اى من الاخذ  
التاحيل اى لا ياخذ الشفيع بمن موصول عندنا  
(۲۶۰)، وقال مالك ياخذ به  
لان الاجل وصف للثمن  
فياخذ به كفا  
الزبوف ولنا ان الاجل ليس  
بوصف للثمن فلهذا لا يثبت  
بلا شرط۔

(۲۶۱)، او خمر او خنزير اى اذا كان الثمن  
خمر او خنزير او هما اى للباقى والمشتري  
ذميا فامثال فيما اى ياخذ الشفيع بالمثل فلهذا  
من ذوات الامثال وبالقبة فيما اى فلهذا لا يردون القبي  
(۲۶۲)، او الشفيع مسلم وهو معطوف على  
المقتل بعد قوله وهما ذميان وهو والشفيع  
ذمي بالقبة فيما اى ان كان الشفيع مسلما  
ياخذ بالقبة في الخمر والخنزير لان تسليم  
عين الخمر للمسلم صتمم فالتحقق في حقه  
بغير المثل حتى لا يملك عين الخمر وان  
الخمر مثل والمثل في المثليات قيمته لا يكون  
قائما مقام العين والله اعلم

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

### کتاب الشفعة

- (۱) الشفعة حق شرعی نظر المن کان بشریکاً او جارا عند البیع۔ (۱) شفعة ایک شرعی حق کا نام ہے جو بیع کے وقت شرک یا سہا یہ کا لحاظ کر کے مقرر کیا گیا ہے۔
- (۲) تثبت فی العقار بالبیع۔ (۲) کسی عقار کی بیع کرنے سے اس میں شفعہ ثابت ہو جاتا ہے۔
- (۳) وتاکد بالطلب۔ (۳) طلب کرنے کے بعد شفعہ مستحکم ہو جاتا ہے اور شفعہ کو ملکیت اور وقت حاصل ہوتی ہے جبکہ قاضی حکم دے۔
- (۴) وتملک بالقضاء او بالتسليم۔ (۴) باخود بالغ یا مشتری بیع کو شفعہ کے قبضہ میں دے۔
- (۵) اما البیع الذی یثبت بالشفعة۔ (۵) شفعہ اس بیع کے بعد ثابت ہوتا ہے جو شرعا ہو الحائز الذی یزمل ملک البائئ۔ صحیح ہے اور جس سے بائع کی ملکیت زائل ہو جائے۔
- (۶) فان کان فی البیع خيار فان کان الخيار للمشتري کان فیہ الشفعة وان کان الخيار للبائئ او لهما جميعا فلا شفعة فیہ۔ (۶) اگر بیع کے اندر مشتری کو اختیار حاصل ہے اور اگر صرف بائع کو اختیار ہے تو اس میں شفعہ ثابت ہو جاتا ہے اور اگر صرف بائع کو اختیار ہے یا دونوں کو اختیار ہے تو شفعہ نہیں ہے جب تک کہ وہ اختیار مالم یسقط الخيار۔ ساقط نہ ہو۔

۴، وخیار الرویة والعیب لا یمنع ۱، خیاریت اور خیاری عیب حق شفعہ کا مانع نہیں ہے۔ ثبوت الشفعة

۵، ولا شفعة فی البیع الفاسد ان ۶، بیع فاسد میں شفعہ ثابت نہیں ہوتا اگرچہ انقبض بہ القبض لم یطل حق البائث بیع مشتری کے قبضہ میں پہنچ جائے تب تک کہ واپس کا حق باطل ہو۔ فی الاسترداد۔

۸، ولا شفعة فیما یملک بغیر مبدل ۸، اگر ایک مکان بلا عوض یا ایسے عوض سے او بیدل لیس بمال بخو المیراث جو مال نہیں ہے ایک شخص کو ملے تو شفعہ ثابت ہوگا والہبۃ والنکاح والاجارۃ بان جعل مثلاً اگر در زمین یا بذرعیہ ہبہ یا نکاح کے ایک مکان المدا رجلا او بیدل الخلم بان ملا یا کر ایمن ایک مکان بشیر لیا یا ایک مکان اختلعت المرأة من زوجها دیکر عورت سے اپنے غاوند سے خلع کیا تو بہر حال ایسے مکان میں شفعہ نہیں ہو سکتا۔ علی داس۔

۹، ولا شفعة فی عقار ملک بالصلح ۹، اگر بیوض محل کے با بیوض زخم کے ایک عن القصاص فی النفس او فیما دون النفس مکان یا زمین لیکر صلح کر لی تو زمین میں شفعہ نہیں ہے۔ ۱۰، ولو وهب داسر البشر طالع عوض ۱۰، اگر بشر طالع عوض واہب اور سوچ ب لسنے پر لین پر قبضہ نہیں کیا ہو وجبت الشفعة فیما لم یتقابضاً فاذا تقابضاً تو اس وقت تک اس مکان میں شفعہ نہیں ہو سکتا المدا اس بمثل العوض ان کان الہبۃ قبضہ کر لینے کے بعد شفعہ جاری ہوگا اور شفعہ العوض مثلاً وان لم یکن فی قبضتہ۔ اوس مکان کو اگر ہبہ کا عوض خلی ہے تب تو مثل دیکر ورنہ قیمت دیکر لے سکتا ہے۔

۱۱، وان کان الہبۃ بغیر شرط ۱۱، اگر ایک مکان کسی کے لئے ہبہ کیا اور ہبہ میں العوض ثم عوضاً عوض لینا شرط نہیں کیا مگر ہبہ کے بعد خود سوچ ب لے بعد الہبۃ فلا شفعة سنے واہب کو اس کے بعد لین کہہ مال دیدیا تو مکان فیہا۔ میں شفعہ نہیں ہو سکتا۔

۱۲، ولو بیعت الدار بثمن مؤجل ۱۲، ایک مکان فروخت ہوا اور کچھ مدت کے بعد ان اراد الشفیع ان یاخذ الداسر اوسکی قیمت ادا کرنی قرار پائی تو شفعہ اگر یہ بات

فی الحال بالثمن المؤجل لم یکن له ذلك  
 ویکون له الخیار ان شاء اخذها  
 بثمن حال وان شاء ينتظر حلول  
 الاجل فاذا احل یاخذها بالثمن  
 الحال وان اراد الانتظار الى حلول  
 الاجل وقد كان طلب طلب  
 المواثبة فان یطلب بطلب الاثماد  
 فان لم یطلب وانتظر حلول الاجل  
 بطلت شفعته وکذا الویعت الدار  
 علی ان المشتري بالخیار ولم یطلب  
 الشفیع طلب الاثماد بطلت شفعته  
 ۱۳۰، والمسلم والكافر والكبیر  
 والصغیر والذکر والانثی فی  
 الشفعة لهم وعليهم سواء وكذا العبد  
 المأذون والمکاتب ومعنی البعض  
 ۱۴۰، والجعم عن الصبیان فی الشفعة  
 لهم وعليهم باء هم و اوصیاء  
 الابیاء عند عدمهم والاحد الامن  
 قبل الاب عند عدمهم فان لم  
 تکن ف اوصیاء الاحد اد فان لم تکن  
 فالامم والحاکم یقیم لهم من ینوب  
 عنهم فی الخصومة والطلب۔  
 ۱۵۰، فالشفعة علی عدد الرؤس  
 عندنا قلت الا نصیاء او کثرت  
 ۱۶۰، ومن باع دارا وهو شفیعها

بابہ کفی الحال اوس مکان کو لیلے اور قیمت  
 اور مقدار مدت میں ادا کرے تو اس کو یہ مجاز نہیں ہے  
 بلکہ اس کو یہ اختیار ماسل ہے کہ کیا تو اس وقت  
 قیمت دیکر مکان کو لیلے یا اوس مدت تک توقف  
 کرے اور جب وہ دن آجائے تو اس وقت قیمت  
 ادا کرے اور مکان کو لیلے۔ ایسی صورت میں اگر شفیع کو  
 اوس مدت معینہ تک انتظار کرنا مشغور ہے اور وہ طلب شرف  
 کر چکا ہے تو اس پر اسی عرصہ میں طلب اثماد کرنا بھی مجوزی  
 ہے اگر طلب شرف اوس شخص میں کی اور اس کے پورا ہونے کا انتظار ہو تو اس کا  
 شفعہ باطل ہو جائے گا۔ اس طرح اگر ایک مکان کی شفعہ ہو اور ایک شخص  
 مشتری اختیار کر لیا گیا اور شفیع نے طلب اثماد میں کسی شخص کو مل لیا ہو گا  
 ۱۳۰، شفعہ کے پچھڑے شفعہ کے ذریعہ میں مسلمان و کافر  
 بالغ و نابالغ مرد و عورت سب برابر ہیں اور شفعہ کے لئے  
 جو آزاد کا مال ہو وہی اوس غلام کا مال ہے جس کا کچھ حصہ  
 آزاد کر دیا گیا ہو یا وہ ماذون یا مکتوب ہو۔  
 ۱۴۰، نابالغ کے شفعہ لینے یا دے کر شفعہ دینے میں اس کا باپ نہ  
 باپ کا اوس قسمی ہی نہ ہو تو دادا۔ دادا بھی ہو تو دادا کا اوس۔ ورثہ  
 نابالغ کی طرف سے امیر پر کا رہو گا اور قاضی نام کی طرف  
 سے کسی کو قائم مقام کر دے گا جو اس کا پیر و کار  
 ہو گا اور شفعہ کا مطالبہ کرے گا کیونکہ قاضی کو  
 ولایت عاصہ ہے۔  
 ۱۵۰، اگر ایک مکان میں کئی شخص شریک ہیں تو شفعہ کے  
 نزدیک سب کو حق شفعہ ہے مگر ماسل ہے کہ اگر کچھ ان کے حصے ہیں  
 ہوں یا کم بیش ہوں۔  
 ۱۶۰، ایک شخص نے ایک مکان خواہ اپنی طرف سے یا کسی

لفظ اذن از غلام  
 کہ میں ایک قاتل  
 شریفین کی شفعہ کرنا  
 چاہتا ہوں  
 کیا اس میں کوئی عیب  
 ہے  
 کتاب میں غلام  
 کی شفعہ میں کیا عیب  
 ہے  
 لکھو اس کا مال غلام  
 اور اس کا مال غلام  
 اور اس کا مال غلام  
 اور اس کا مال غلام

بعد اسرله اخرى فلاشفقة له فيها  
 باعها لنفسه او كان وكيلًا في البيع احيانًا  
 او وصيًا-

(١٦) ولما اشتري الاب دارا للولده الصغير وهو شقيعها كان له ان ياخذها لنفسه عندنا.

(١٨)، ولواشقى الوصى للقيم داسل  
لا يملك اخذها لنفسه بالشفعة

١٩٠ أولواشترى الأبدان النفسه  
وولده الصغیر شفيعها لبس للصبي  
اذ بلغ ان ياخذها بالشفعة

٢٠) ولوباع الاب دارة وولده  
الصغير شفيقهما كان للصبيان يلعبان  
بالشفعة اذا بلغوا.

(٢١) ولوباع المضارب دار امن  
المضاربة ورهب المال شفعها  
لاشفة له فيها ولوباع المضارب

دار الغدير المضاربة مكان لرب  
المال ان ياخذها بالشفعة بدار  
من المضاربة ويكون له خاصة

دوسرے کی طرف سے بذریعہ وکالت با وصیت باقرلیت کے فروخت کیا اور اس مکان کے بلے کا ایک تہائی مکان ملا ہوا جو اب یہ پانچ اہل فروخت شدہ مکان میں شفعہ نہیں کر سکتا۔

۱۷۔ اگر ایک شخص اپنے ما باپ کو لے کر لے گیا لیکن اس شخص  
جس میں اس شخص کو حق شعہ ہے تو وہ بھی نیکو رکھا جائے گا۔

(۱۸) اگر ایک نابالغ کے لئے مرنے کی جگہ کا اہمیت نہ ہو،

۱۹۱، اگر ایک شفعہ ایک مکان اپنے لئے خریدے اور اس مکان پر مالک کو اس مکان میں حق شفعہ متعلقہ مالک پر نیکی بعد وہ مالک اس مکان میں شفعہ کا دعویٰ نہیں کر سکتا

۲۰۔ ایک شخص نے اپنا مکان فروخت کیا اور اس کے مالک نے  
اس کے کواس مکان میں جس شفعہ تنازعہ وہ مالک لڑا کا مالک ہو چکا ہے بعد  
شفعہ کا دعویٰ کر کے اس مکان کو لے سکتا ہے۔

۲۱ مارٹوئس کو گواہ کر کے اس کی اہل عدلیہ کے غائب ہونے پر  
ہوا میں غائب ہونے پر غائب ہونے پر غائب ہونے پر غائب ہونے پر  
جس کے لئے کہ جس کے لئے کہ جس کے لئے کہ جس کے لئے کہ

ان تجارت سے علاوہ اس شخص کو ایک مکانی دفت کیا جس میں کچھ بزرگ  
بزرگ ایک مکان کجا جس تجارت کا اسان جو حق غنہ متاویہ بہلا شتر  
خاص لے لے جا شتر کے دوسرے شکر کے اس مکان لے لے سکا پور

(۲۲) اور اگر پہلے شریک نے (بچے بکمال پر) اپنا لیکھ لائی  
 مکان فروخت کیا اور دوسرے شریک کو بذریعہ جواب دہ کے ایک  
 مکان کے حق مخصوصا قوا میں دو سو چھترہین اگر وہ مکان

نفع سے ملتا ہو شہ تہ وہ فاسل اپنے لئے بدتر یہ شہ تہ کے لئے ہو سکتا ہے۔  
اگر وہ اس کے لئے زمین نقصان دہ ہو زمین ملے سکتا۔

(۲۴۷) واذا بیعت الدار بحب داسر مشترکۃ  
 بین رجلین کان لكل واحد من  
 الشریکین فیما الشفۃ ولتسلم احدهما  
 الشفۃ یعم فی حق نفسه دون  
 صاحبه۔  
 (۲۴۸) ایک مکان میں فروخت شریک ہیں اس مکان کے  
 متعلق کوئی مکان فروخت ہو اتوان دونوں میں سے ہر شخص کے  
 حق شفعہ ہو اور اگر ایک شخص نے بالفرض شفعہ کا دعویٰ  
 نہ کیا تو اس کا شفعہ باطل ہو گا و دوسرے کا اور دوسرے کا بقدر  
 قائم رہیگا۔

(۲۴۹) ولو باع الرجل داسرا وعبد له  
 الماذون شفعیها فان کان علی عبد دین  
 فله الشفۃ وان لم یکن فلا شفۃ له۔  
 (۲۵۰) ولو باع العبد الماذون دارا للمولی  
 شفعیها فان لم یکن علی العبد دین فلا  
 شفۃ للمولی وان کان علیہ دین فلمولا  
 الشفۃ۔  
 (۲۵۱) اگر ایک شخص نے ایک مکان فروخت کیا جس میں اسکے  
 غلام ماذون کو شفعہ ہوتا تو اسکی دوسو روپے میں اگر غلام کا  
 قرض دار جو تب تو شفعہ کر سکتا جو نہ نہیں کر سکتا۔  
 (۲۵۲) اگر غلام ماذون نے ایک مکان فروخت کیا جس میں  
 اس کے مالک کا شفعہ ہو تو اسکی دوسو روپے میں اگر غلام  
 مقرر نہ ہو تب تو مالک کا شفعہ ہو گا اور اگر کیا مقول  
 ہو رہا ہو تو اس کے مالک کو شفعہ ہو۔

(۲۵۳) ولو باع المولی دارا ومکاتبه شفعیها  
 کان له الشفۃ وان باع المكاتب و  
 مولا شفعیها کان له الشفۃ  
 ایضا۔  
 (۲۵۴) اگر مالک نے ایک مکان فروخت کیا جس میں غلام  
 مکاتب کا شفعہ ہو تو وہ مکاتب شفعہ کا دعویٰ کر سکتا ہے  
 اور اگر اس مکاتب نے ایک مکان فروخت کیا اور مالک  
 کا دوسرین شخص ہو تو مالک بھی دعویٰ کر سکتا ہو۔

(۲۵۵) ولو مات الشفیع لا یكون له الشفۃ  
 (۲۵۶) وان مات الباطل والمشتري والشفیع  
 حی کان له الشفۃ۔  
 (۲۵۷) شفعہ بکھرانیکے بعد اس کے وارثوں کو حق شفعہ نہیں  
 (۲۵۸) اگر باطل اور مشتری و شفیع کو بے حق  
 شفعہ باقی رہتا ہے۔

## طلب شفۃ کا بیان

(۲۵۹) طلب الشفۃ ثلث طلب الواثبة  
 وطلب الاشهاد وطلب التملک  
 (۲۶۰) طلب شفۃ تین قسمیں ہیں طلب مواثبت  
 وطلب اشہاد اور طلب تمک ان میں سے اپنے اپنے موقع پر  
 اگر ایک طلب بھی ہوگی تو شفعہ باطل ہو جائیگا۔

(۲۶۱) اما طلب الواثبة فثلاثة فور علم  
 (۲۶۲) طلب مواثبت اس طلب کو کہ تین جو بیع کا

الشفیعہ بالبیع۔

مال معلوم ہونے سے فوراً وصیت طلب کیا جائے۔

۳۱، ان اخبرہ بالبیع رجلان اور جبل  
وامرأتان اور جبل عدل منک  
ہنیۃ ولم یطلب الشفیعۃ بطلت  
شفعتہ۔

۳۱، اگر دو مرد یا ایک مرد اور دو عورت یا مرد ایک بیگم  
مرد نے شفیع کے پاس اگر بیان کیا کہ فلان شخص نے فلان مکان  
فروخت کیا ہے اور یہ سنگ کچے دیکھ شفیع خاموش رہا اور شفیع کو  
طلب نہ کیا تو اس کا شفیع باطل ہو جائیگا۔

۳۲، وان اخبرہ بالبیع رجل  
واحد عن عدل وامرأة او عبد  
او صبیۃ ولم یطلب الشفیعۃ لایجمل  
شفعتہ فی قولہ اجمیعۃ رحمہ فی قول  
صاحبیہ رحمہ بطل لان الشرط

۳۲، اگر ایک مرد نے جو پہنچا زمین جو یا عورت نے یا غلام نے  
یا نابالغ لڑکے نے شفیع کے سامنے مکان کے فروخت ہونے کا  
مال بیان کیا اور شفیع نے شفیع کو طلب نہ کیا تو امام ابوحنیفہ رحمہ  
کے نزدیک اس کا شفیع باطل نہیں ہوگا اور صاحبین رحمہ کے  
نزدیک باطل ہو جائیگا اس واسطے کہ شفیع کے ثابت ہونے میں

ہووا المطلب فورا العلم بالبیع وعدھا  
الاعلام یحصل بخبر الواحد عدلا  
کان اولم یکن حرا کان او عبدا صبیۃ  
کان او بالغاً وعند اجمیعۃ رحمہ یستعمل  
للعلم احد شرطی الشہادۃ وهو الحد او اللعان  
وقد مر هذا فی البکر اذا نزلت وجہ  
واخبرت بالانکاح  
وسکتہ۔

بچ کا مال معلوم ہوتی ہے فوراً طلب کرنا شرط ہے اور صاحبین  
کے نزدیک ایک شخص کے خبر دینے سے علم حاصل ہو جاتا ہے  
پر پہنچا رہو یا نو آزاد ہو یا غلام بالغ ہو یا نابالغ اور امام  
ابوحنیفہ رحمہ کے نزدیک علم کے لئے شہادت کی دو شرطوں میں سے  
کسی نہ کسی کا ہونا ضروری ہے لہذا اگر ایک مرد ہے تو دو سوا پہنچا  
ہونا ضروری ہے مرد دو مرد یا ایک مرد اور دو عورت کا ہونا لازم  
ہے یہی اختلاف سابقا اوس صورت میں بیان ہو چکا ہے کہ اگر کو  
اپنے نکاح کی خبر پہنچی اور اس نے کچھ جواب نہ دیا۔

۳۳، وروی هشام عن محمد رحمہ  
انہ یثبٹ الطلب فی مجلس العلم  
فان طلب فی المجلس صح وان قام عن  
مجلسہ قبل الطلب بطلت شفعتہ  
وبہ اخذ الکرخی رحمہ قال وهذا  
مبطل لخبر الخیرۃ والامریالید وقبول  
البیع وذلك یقول لی ان یوجد الاعراض

۳۳، ہشام نے امام محمد رحمہ سے روایت کیا کہ شفیع کے  
ثابت ہونے میں اسی مجلس میں شفیع کا طلب کرنا شرط ہے  
جس مجلس میں شفیع پہنچا کا مال معلوم ہو اخیر مجلس تک ہی اگر  
شفیع نے شفیع کو طلب کر لیا تو یہی کچھ نہیں ہے اور اگر پہنچا  
شفیع کو طلب نہیں کیا تا کہ اس مجلس سے طرد ہو گیا تو شفیع باطل  
ہو جائیگا اگر خیر رحمہ نے اسی قول کو پسند کیا ہے اور کہا  
ہو کہ طلب شفیع کا مال بچ کے قبول کرنے یا عورت کو

طلاق کا اختیار حاصل کرنے کے مانند ہے اور یہ اختیار اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک اعراض نہ پایا جاوے (۳۴) ، امام صاحب رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ کچھ کا غیر ملکی ہے جو اس طلب شفیعہ کو نامزد کرے۔

(۳۵) ، اختلافی لفظ ہذا طلب قال بعضهم یقول طلبت الشفعة وانما طلبها بالطلب والماضی او المستقبل ولا یجمع بينهما وقال بعضهم یقول اطلب الشفعة اخذها ولا یقول طلبت الشفعة واخذتها فان قال ذلك بطلت شفعت لان ذلك كذب محض قال بعضهم لا یقول اطلب الشفعة واخذتها لان ذلك عده قال وقوله طلبت الشفعة واخذتها یذكر للعالم عرفا لقوله ثبت واشتریت۔

(۳۶) ، والصحیح انہ اذا طلب یا ماضی لفظ طلب بالماضی او المستقبل یصح طلبہ هو اختیار ابی جعفر النقیہ ابی اللیث والشیخ الامام ابی بکر محمد بن الفضل رحمہ۔

(۳۷) ، وحکم عن الشیخ الامام ابی بکر محمد بن الفضل رحمہ ان قال شفعت

(۳۸) ، فی حق ام ابی بکر محمد بن الفضل رحمہ سے مروی ہے کہ شفیع اگر ایک گنوا آدمی ہے اس شخص کی خبر نہ کرے شفیعہ

(۳۹) ، صحیح قول ہے کہ جس طرح چاہے شفیعہ کی طلب کرے اس کا طلب کرنا صحیح ہو گا خواہ ماضی سے ہو یا مستقبل سے۔ آپ جعفر بن زبیر ابی اللیث اور شیخ امام ابو بکر محمد بن فضل رحمہ نے اسی قول کو پسند کیا ہے۔

(۴۰) ، فی حق ام ابی بکر محمد بن الفضل رحمہ سے مروی ہے کہ شفیع اگر ایک گنوا آدمی ہے اس شخص کی خبر نہ کرے شفیعہ



کہنے لگا تو فرمادہ غالب سمجھا جائیگا اسی طرح اگر ایک شخص کہے کہ (شفعہ مرست بخیر استمویا فتم) تو یہ شخص ہی طالب سمجھا جائے گا۔

۳۸، بعض کا قول ہے اگر شفیع نے یہ کہا کہ شفیعہ میرا بہن سیکو طلب کروں گا اور لیونگا شفیعہ باطل ہو جائیگا کیونکہ میرا بہن کا لفظ اس موقع پر بیکار ہو کر گویا اس نے طلب کرنے سے پہلے دوسرا کلام کیا۔

۳۹، بعض شلخ سے مروی ہے اگر شفیع کا تعلق شری سے ہے یہ بات کسی کہین تیر شفیع ہون نہ رہے شفیع کے تجھے مکان کو لیونگا اور کا شفیعہ باطل ہو جائیگا جس طرح شری سے ملاقات کے وقت یہ بات کہنے سے کہ حج تھارا کیا مال ہو یا آپ کا مزاج کیا ہے شفیعہ باطل ہو جاتا ہے۔

۴۰، ناطقی رحمہ نے بیان کیا ہے۔ اگر شفیع کچھ کا مال معلوم ہو اور اسے کہا الحمد للہ میں نے اس میں شفیعہ کا دعویٰ کیا یا سجان اللہ کا لفظ کیا تو اس کا شفیعہ باطل ہوگا اسی طرح اگر شری ملاقات کی وقت کہا السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں نے شفیعہ طلب کیا ہے یا اس کے مزاج پر ہی کے بعد طلب شفیعہ ذکر کیا یا اللہ اکبر کہا یا یا کیسے چنیک کے جواب میں برحکم اللہ کہہ کر شفیعہ کو طلب کیا تو اس کا طلب کرنا صحیح ہوگا اور اگر شری سے ملاقات کے وقت اپنی کسی اور ضرورت کا ذکر کیا بعد ازاں شفیعہ کو طلب کیا تو اس کا شفیعہ باطل ہو جائیگا اور ناطقی رحمہ نے انہیں الفاظ پر قیاس کر کے بیان کیا ہے کہ اگر شفیع ملاقات کی وقت شری کے لئے یہ دعا دے کہ خدا تعالیٰ میری عمر دراز کرے بعد ازاں شفیعہ کو طلب کرے تو شفیعہ :

شفعۃ کان طالبا وکذا الوقال  
د شفعہ مرست بخیر استمویا فتم  
و میافتم۔

۳۸، وقال بعضهم لو قال الشفيع  
الشفعة لی اطلبها و اخذها بطلت  
شفعۃ لان قوله لی لغو لا يحتاج  
الیہ۔

۳۹، وعن بعض الشافعيين اذا قال للشفيع  
للمشتري حين لعينانا شفيعك اخذ منك  
الدار بالشفعة تبطل شفعتہ كما لو قال  
للمشتري حين لعينه كيف اصعبت او كيف  
امسيت۔

۴۰، وذكرنا ناطقي رحمہ اذا علم الشفيع  
بالبيع فقال الحمد لله قد اذ عبت شفعتہا  
او قال سجان الله لا تبطل شفعتہ وكذا  
لو قال للمشتري حين لعينه السلام عليه  
وسرحمة الله وبركاته طلبت الشفعة  
او قال كيف اصعبت او كيف امسيت او  
قال الله اكبر او عطس صاحبه فشفعتہ ثم  
طلب الشفعة هو طلبه ولو ساله شيئا من  
المحتاج ثم طلب تبطل شفعتہ وقال الناطقي رحمہ  
على قياس قول سجان الله او كيف اصعبت  
او كيف امسيت اذا قال للمشتري حين لعينه  
الحال الله بقاء ثم طلب الشفعة لا تبطل شفعتہ  
وعن الشيخ الامام ابی بکر محمد بن الفضل رحمہ :

باطل نہیں ہو گا شیخ امام ابو بکر بن فضل سے دعویٰ ہو گا اگر ایک شخص نے کان میں  
اور شفیع سے اس کی ملاقات ہوئی اور وقت نہ تھی کہ ہر شہری کا ایک ہی شفعہ ہے  
نہیں کہ کئی سے طلب شود کرتے ہیں اس کا حکم ایک کی تو شفعہ باطل ہو جائے گا  
اگر شہری سے سلام علیک کی تو شفعہ باطل ہو گا کیونکہ شفعہ کو شہری کے اندر شفعہ  
موقوف نہیں ہوتا اگر شفعہ پیشہ اسلام میں ہو تو شفعہ باطل ہو گا کیونکہ سلام علیک باطل ہے  
۴۱۰، اگر شفیع نے شہری سے کہا کہ میں غفرا سے  
پا ہتا ہوں تو غفرا کے نزدیک شفعہ باطل ہو جائے گا  
کیونکہ اس لفظ میں شفاعت کی طلب ہو شفعہ کی طلب  
نہیں ہے۔

۴۲۰، اگر دو شخصوں کو اپنے باپ کے دو بیٹے میں ایک  
جہیل فری گراؤں دونوں میں سے صرف ایک شخص اس بات  
سے لاعلم ہو کہ میرا اس میں حصہ ہے یا نہیں اس میں سے  
ایک اور جہیل اس جہیل کے قریب فروخت ہوئی اور  
اس لاعلم نے اسے دوسرے جہیل میں شفعہ کا دعویٰ کیا  
اور بعد کو معلوم ہوا کہ میری اس جہیل میں حصہ ہے بہر  
اوستے شفعہ کا دعویٰ کیا تو فقہاء کے نزدیک اس کا  
شفعہ باطل ہو جائے گا اس واسطے کہ بیع کے علم کے ساتھ  
طلب مواثبت کرنا اثبات شفعہ کے لئے شرط ہے اور اس  
شخص نے طلب مواثبت نہیں کیا پس اس کا شفعہ باقی نہیں  
رہے گا اور بسبب انہی لاعلمی کے معذور رہے گا۔

۴۳۰، ایک مکان فروخت ہو اور شفیع نے گمان کیا  
کہ زمین نے وہ مکان خریدا ہے اور اپنے گمان کے سوا نفق  
وہ غاموش ہو رہا اور شفعہ کو طلب نہیں کیا اگر بعد کو معلوم  
ہوا کہ خریدنے وہ مکان خریدا ہے تو شفیع بدستور شفعہ کا  
دعویٰ کر سکتا ہے۔

اشتری داسل فلقیہ شفعہ بالشفعہ موافقہ مع انہ لم  
الشفیع علی ابنہ قبل ان یطل بالشفعہ قتل شفعہ وان لم  
علی المشتري لا یطل شفعہ قال ان الشفعہ مع علم الا حکم  
مع المشتري کان محتاجا الی السلام علیہ لان الکلام  
قبل السلام مکروہ  
۴۴۰، سرور کہ ہر  
۴۱۰، ولو قال الشفعہ للمشتري «شفاعت  
خواہم» قالوا یتطل شفعہ لان هذا  
اللفظ طلب الشفاعة لا طلب  
الشفعة۔

۴۲۰، سرجلان و سرخان عن ابیہما اجبت  
واحد الوارثین بعینہ لم یعلم بان له  
فیہا نصیباً فبیعت اجبة اخرى بجنب  
هذه الاجبة فلم یطل هو الشفعہ  
فلما علم ان له فیہا نصیباً فطلب الشفعہ  
فی الاجبة المبیعة قالوا یتطل شفعہ  
لان شرط تاکد الشفعہ  
طلب المواثبة عند العلم بالبیع فاذا لم  
یطلب والجهول لیس بعدد  
فلا یتقی له الشفعہ۔

۴۳۰، شفیع ظن ان مشتری الدار  
فلان منکس ولم یطل الشفعہ فاذا  
علم ان المشتري غیر  
فلان کان له  
الشفعة۔

۴۴، وقال بعضهم اذا اقرهم الشفع  
ان المشتري فلان منك ثم علم  
ان المشتري غيرك فطلب  
لا يجر طلبه۔

۴۴، بعض کا قول ہے اگر شری کو شہید ہو اگر فلان شخص نے  
یہ مکان خرید لیا ہو اور صرف شہید کی بنا پر وہ خاموش ہو رہا  
بعد ازاں اس کو معلوم ہوا کہ شری اور شخص پر ہوا دے  
شفعہ کو طلب کیا تو اس کا طلب کرنا صحیح ہو گا۔

۴۵، ولم قيل للشفيع بيعت دار  
كذا، انه قال ما اثير لها او قال  
بها اشتراها فلما اخبر  
معه انه قال طلبت الشفعة  
معه۔

۴۵، اگر شفیع سے کسی شخص نے اگر بیان کیا کہ فلان  
مکان فروخت ہو گیا اور اس کے جواب میں شفیع نے کہا کہ کہنے  
خرید لیا ہو یا کسی قیمت پر فروخت ہوا ہے پھر شری کا ہم قیمت  
کا مال نہ کر شفیع نے کہا میں نے شفعہ کو طلب کیا تو اس کا  
طلب کرنا صحیح ہو گا۔

۴۶، وكذا لو قيل للشفيع بيعت دار  
كذا بالثمن درهم فسكت ثم  
علم انها بيعت بخمسة دراهم كان  
له الشفعة۔

۴۶، شفیع نے کسی سے بیان کیا کہ فلان مکان خرید لیا  
پر فروخت ہو گیا یہ سکر شفیع نے سکوت کر لیا بعد ازاں  
اس کو معلوم ہوا کہ پانچ سو روپیہ پر فروخت ہوا ہے اور اس نے  
شفعہ طلب کیا تو اس کا طلب کرنا صحیح ہو گا۔

۴۷، دار بيعت بجانب دار رجل  
والجارين نعم ان سرقه الدار المبيعة له  
ويخاف انه لو ادعى رقبته تبطل شفعته  
لان مالك الدار لا يكون شفيعا وان  
ادعى الشفعة لا يمكنه دعوى الدار  
انها له ماذا يمنع حتى لا يبطل شفعته  
قالوا يقول هذه الدار داري وانما  
ادعى رقبته فان وصلت اليها ولا نانا  
على شفعتي منها لان هذه الجملة  
كلام واحد فلم يتحقق السكوت  
عن طلب الشفعة۔

۴۷، ایک شخص کے مکان کے متصل کسی مکان پر فروخت  
ہوا اور اس ہمسایہ کو گمان ہو کہ فروخت شدہ مکان  
میری ملک ہے اور اس کو خوف ہو کہ اگر میں نفس اس  
مکان کا دعویٰ کرتا ہوں تب تو شفعہ باطل ہو تا ہے  
کیونکہ مالک شفیع نہیں ہو سکتا اور اگر شفعہ کا دعویٰ  
کرتا ہوں تو مکان کا دعویٰ نہیں کر سکتا تو ایسے وقت  
میں اس کو کیا کرنا چاہیے فقہاء کہتے ہیں اس شخص کو  
ایسی صورت میں نہ کہنا چاہیے کہ یہ مکان میرا ہے اور  
میں اس مکان کا دعویٰ ہوں اگر اس طرح سے یہ مکان  
محکوم لجاوے تب تو فیہا در نہ میں اوس میں فسخ ہوں۔  
کیونکہ یہ سب ایک ہی کلام ہے جس میں طلب شفعہ سے  
سکوت نہ پایا گیا۔

۴۸، صغیرۃ ادکت وثبت لها  
 خيار البلوغ والشعاع ان قالت  
 طلبت الشعاع واخترت نفسي  
 او قالت اخترت نفسي وطلبت  
 الشعاع صح الاول وبطل الثاني  
 فان قالت صلبت حقين  
 لي الشعاع والخيار صح  
 كلاهما۔

۴۹، اذا سمع الشفيع بيع الدار فسكت  
 قالوا لا يبطل شفيعه ما لم يعلم  
 المشتري الفتن كالبراء اذا  
 استقرت فسكت شرع  
 علمت ان الابن وجهها  
 من فلان فردت صح  
 ردھا۔

۵۰، رجل اشترى داسا وقال  
 للشفيع اشترتني لنفسی فسلم الشفيع  
 الشعاع او سكت ثم ظهرا نه اشتراها  
 لغیرہ قال محمد رح تبطل شفيعه  
 وقال ابو حنیفہ رح لا تبطل وعليه  
 الفتوى۔

۵۱، رجل صلی الظهر ثم شرع في  
 الركعتين بعد الغرض فاخبر بالبيع  
 فجعلها اربعاً روى هشام عن محمد  
 رح انه لا تبطل شفيعه و لو جعلها

۴۸، ایک نابالغ لڑکی کو سفید یا مسی یا کھنڈیا بلوغ  
 و شفیعہ کا اختیار ثابت ہوا اور کسی تین سو تین بن کر او سے  
 کر اگر تین نے شفیعہ کو طلب کیا اور انہی جان کا اختیار  
 لیا تب تو صرف شفیعہ ثابت ہو گا اور اگر کہ تین نے  
 انہی جان کا اختیار لیا اور شفیعہ کو طلب کیا تو اس کو  
 صرف انہی ذات کا اختیار حاصل ہو گا اور شفیعہ باطل ہو جائیگا  
 اور اگر یہ کہ تین نے وہ دونوں حق طلب کئے سیرا شفیعہ ہی ہو  
 اور حکم اختیار ہی ہو تو دونوں حق ثابت ہو جائیگے

۴۹، شفیع کو معلوم ہو کہ غلام مکان مردت ہو گیا ہو  
 اور اس نے سکوت کر لیا تو اس کا شفیعہ باطل ہو گا جب تک  
 اس کو یہ نہ معلوم ہو کہ خریدی کون ہے اور قیمت کیا ہے اس طرح  
 اگر بارگاہ لڑکی سے نقل کے بارے میں مشورہ لیا گیا اور  
 وہ خاموش ہو گئی مگر یہ ظاہر ہو کہ میرے باپ نے غلام ان شخص  
 سے کرایہ کیا ہے اور اس نے نقل کو رد کر دیا تو اس کا رد کرنا  
 صحیح ہو گا۔

۵۰، ایک شخص نے کوئی مکان خریدا اور شفیع سے کہانیچ  
 اپنے بیٹے یہ مکان خریدا ہے اس پر شفیع نے شفیعہ کا دعویٰ  
 نہ کیا بلکہ خاموش ہو رہا ہے معلوم ہو کسی اور شخص کے  
 لئے یہ مکان خریدا ہے تو امام محمد کے نزدیک اس کا  
 شفیعہ باطل ہو جاوے گا اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک  
 باطل ہو گا اور فتویٰ اسی قول پر ہے۔

۵۱، ایک شخص نے ظہر کی نماز ادا کر کے دو رکعت نماز  
 پڑھنا شروع کیا اسی اتنا بین اس کو کسی نے بیچ کی  
 خبر دی اس شخص نے بجائے دو رکعت کے  
 دو رکعت اور اس میں ملاوین تو امام محمد رحم سے بواسطہ

ستابت شفعہ ولو کان فی الاربع  
 قبل الظہر بخبر بالبع فانما  
 اربع لا تبطل شفعہ و ذکر الناطق  
 روح اذا علم بالبع وهو فی المتلوع  
 فجعلها اربعاً او ستاً لا تبطل شفعہ  
 والصحیح انہ اذا جعلها اربعاً  
 لا تبطل ولو جعلها ستاً تبطل  
 ولو انتقم الاربع بعد الجمعة لا تبطل  
 شفعہ وان صلی اکثر من اربع  
 بطلت شفعہ و کذا الو  
 ائتمہ الرکعتین بعد الظہر  
 لا تبطل شفعہ۔

ہشام کے مروی ہے کہ اگر شفعہ باطل ہوگا اور اگر اون  
 دو نوغین چار رکعت اور اگر ٹہن تو شفعہ باطل ہو جائیگا  
 اور اگر ٹہر سے پہلے چار سنت پڑھ رہا ہوتا اور بیچ کی خبر نہ  
 چار رکعت اونٹ پوری کر لیں تو شفعہ باطل ہوگا اور  
 ناطق روح نے بیان کیا ہے اگر نماز نفل پڑھنے میں شفعہ کو بیچ  
 کا طم ہو اور اُسے چار یا چھ رکعت پوری کر لیں تو شفعہ  
 باطل نہیں ہوگا مگر بیچ ہے کہ چار پوری کرنے سے  
 باطل ہوگا اور چھ پورے کرنے سے باطل ہو جائیگا  
 اور اگر جمعہ کے بعد چار رکعت شروع کر دی ہیں تو اگر  
 پورے کرنے سے ہی شفعہ باطل ہوگا مگر بارے زیادہ  
 پڑھنے سے باطل ہو جائیگا سبط طہر کہہ دیکھون کے  
 شروع کرنے سے شفعہ باطل ہوگا۔

۵۲، ولو انتقم المتلوع بعد طلب  
 المواثبة قبل طلب الاشارة  
 تبطل شفعہ

۵۲، طلب مواثبت کے بعد طلب اشارة سے پہلے  
 اگر ایک شخص نے نماز نفل شروع کر دی تو شفعہ باطل  
 ہو جائیگا۔

۵۳، وبعد ما طلب لشفعة طلب المواثبة  
 فوراً علی البیع يحتاج الى طلب الاشارة وانما یصل الی  
 طلب الاشارة لان الشهادۃ شرط بل لکن اثبات  
 الطلب عند جہود الخصم۔

۵۳، طلب مواثبت کے بعد شفعہ کے لئے طلب  
 اشارة ضروری ہے اور اس کا نام طلب اشارة اس وجہ  
 نہیں ہے کہ اس میں شہادت شرط ہے بلکہ اس واسطے ہے کہ شہادت  
 کے وقت طلب شفعہ کو ثابت کر سکتا ہے۔

۵۴، فان کان الشفیع حاضر فی مجلس  
 البیع فطلب الشفعة بغيره الباقی او المشتري  
 کما ذلک عن الطلب الثانی۔

۵۴، بیچ کی جگہ اگر شفعہ خود موجود تھا اور بائع  
 مشتری کے روپر او سے شفعہ کو طلب کیا تو ہر دو بائع  
 او کو طلب اشارة کی ضرورت نہیں ہے۔

۵۵، وان لم یکن كذلك فذهب  
 الى الباقی او الى الدار لطلب  
 الاشارة فالمسئلة علی وجہ۔

۵۵، اگر خرید و فروخت کی جگہ شفعہ موجود نہیں تھا  
 تو اس وقت میں طلب مواثبت کے بعد شفعہ کو طلب  
 اشارة کرنا چاہیے کہ اسکی سو میں مئیتات میں

- ۵۷۰، وان كان البائع والمشتري والشفيع  
والدار في مصر واحد والدار في يد  
البائع فالإيهم ذهب الشفيع وطلب  
الشفعة محطبة ولا يحد فيه الأقرب  
ولا الأبعد لان المصر مع تباعد  
الإطراف مكان واحد الا ان يبتاز  
على الأقرب ولم يطلب  
الشفعة فحينئذ تبطل  
شفعة.
- ۵۷۱، وان كان البائع والمشتري والدار  
في مصر احد الشفيع في بلدة اخرى فالإيهم  
ذهب الشفيع الى البائع والدار في يد البائع او الى الشفيع  
او الى الدار وطلب الشفعة محطبة.
- ۵۸۱، وان كان الشفيع في موضع الدار والبائع  
والمشتري في السواد او كان الشفيع مع احد  
المتبايعين في مصر واحد واحد المتبايعين  
والدار في غير المصر فقصد الشفيع الأبعد  
طلب الشفعة وترك الأقرب اليه بطلت  
شفعة.
- ۵۹۰، وان كان البائع مسلم الدار الى المشتري  
فان طلب الشفيع من المشتري  
والشاهد محطبة وكذا لو لم يكن الدار  
في يد المشتري وطلب  
الشفيع من المشتري مصر  
طلبه.
- ۵۷۱، اگر بائع اور مشتری اور شفیع اور مکان ہر چارین  
ایک ہی شہر میں ہیں اور مکان ہنوز بائع کے قبضہ میں ہو  
تو ایسی صورت میں شفیع کو اختیار ہوگا کہ تینوں میں سے  
کسی کے پاس جا کر شفعہ کو طلب کرے اور اس بات کا  
کچھ اعتبار ہوگا کہ تینوں میں سے کون قریب اور کون  
بعید ہو اس واسطے کہ شہر کو باوجود دیگر اطراف کے ایک  
مقام کا حکم ہے مگر جس صورت میں بالفرض قریب  
شفیع کا گزرو اور بغیر طلب کئے وہ آگے چلے یا تو  
اور اس شفعہ باطل ہو جائیگا۔
- ۵۷۲، اگر بائع اور مشتری اور مکان سب ایک ہی  
شہر میں ہیں تو شفیع کو اختیار ہوگا کہ اگر مکان ہنوز بائع  
کے قبضہ میں ہو تو اس وقت بائع کے پاس درہم شرفی  
یا مکان کے پاس جا کر شفعہ کو طلب کرے۔
- ۵۸۱، اگر شفیع اسی شہر میں ہو جس جگہ مکان ہے  
اور بائع اور مشتری اس شہر سے باہر ہیں یا بائع  
اور مشتری میں سے ایک شخص ایک شہر میں شفیع کے  
ساتھ ہو اور دوسرا شخص مکان کے ساتھ ہو اس  
حالت میں شفیع اگر قریب کو جوہر کو طلب شفعہ  
کے لئے بعید کی طرف گیا تو شفعہ باطل ہو جائیگا  
۵۹۰، اگر بائع نے مکان کو مشتری کے قبضہ میں دیا  
اور شفیع نے مشتری سے شفعہ کا مطالبہ کیا اور کسی کو  
گواہ کر دیا تو اس کا طلب کرنا صحیح ہوگا اسی طرح  
اگر ہنوز مشتری کا قبضہ نہیں ہوا ہے اور شفیع نے  
مشتری سے شفعہ طلب کیا تو بھی اس کا طلب کرنا  
صحیح ہے۔

۲۰۱، وان طالب من البائع واشهد ان كان الله ارفى يد البائع صح طلبه والافلا وبصير كانه لم يطلب

۲۰، اگر شفعہ نے بائع سے شفعہ طلب کیا اور اس پر کسی کو گواہ کر دیا تو اس کی دو صورتیں ہیں اگر کان بائع کے قبضہ میں ہے تب تو اس کا طلب کرنا صحیح ہے ورنہ وہ طلب کرنا صحیح نہ ہوگا اور کالعدم سمجھا جائیگا۔

۲۱۰، وصورة طلب الاستئذان يقول الشفع للمشتري حين نقيه اطلب منك الشفعة في دار اشتريتها من فلان القى احد حدودها كذا او الثاني كذا والثالث كذا او الرابع كذا او انا شفعتها بالجواريد ارحا حدودها كذا او الثاني كذا او الثالث كذا او الرابع كذا فسلها لي وكلمت بين انہ شفيع بالشركة او بالجوار او في الحقوق وبين الحدود لتصير الدار معلومة

۲۱، طلب ائذان کرنے کا طریقہ یہ کہ مثلاً مشتری سے ملاقات کے وقت یہ بات کہی کہ تو نے جو فلاں شخص سے فلاں مکان جسکے چاروں حدود یہ ہیں خریدے ہیں ان میں سے ایک حدود میں اس مکان میں بسبب ہسائلی کے بذریعہ ایک مکان کے جسکے حدود ابج یہ ہیں شفعہ ہوں اس واسطے وہ مکان تو مجھ کو دیدے اور اس بات کا بیان کرنا اور سپر ضروری کہ وہ بذریعہ شرکت کے شفعہ کرتا ہے یا بذریعہ ہسائلی کے۔ اور حدود کا بیان کرنا بھی ضروری ہوتا کہ وہ مکان معلوم نہ رہے۔

۲۲، اذا اخبر الشفع بالبيع في جوف الليل فام يقبل على ان يخرج للاشهاد فان اشهد حين اصبح صح طلبه لانه اخبره لاشهاد

۲۲، اگر رات کے وقت شفعہ کو بیچ کا حال معلوم ہوا اور طلب ائذان کے لئے اس وقت بناسا اور صبح ہوئی ہی اس نے طلب ائذان کی تو کچھ مضائقہ نہیں ہے کیونکہ اس تاخیر میں شرعاً وہ معذور سمجھا جائیگا۔

۲۳، واليهود اذا اخبر بالبيع يوم السبت فلم يطلب الشفعة بطلت شفعته لانه غير معذور في التأخير وكذا لو كان الشفع في عسكر اهل الخواج او اهل البغ فخلو على نفسه ان يدخل في عسكر اهل العدل فلم يطلب بطلت شفعته لانه غير معذور

۲۳، اگر سبت کے روز ایک یہودی کو بیچ کا حال معلوم ہوا اور اس نے شفعہ طلب نکلیا تو شفعہ باطل ہو جائیگا کیونکہ وہ غیر معذور ہے اس طرح اگر شفعہ حوارج یا باغیوں کے لشکر میں ہے اور اہل حق کے لشکر میں آنے سے اس نے اپنا مکان کا خوف کیا اور طلب ائذان کی تو شفعہ باطل ہو جائیگا کیونکہ وہ معذور نہیں ہے۔

۴۴، ولو كانت الشفعة بالجوار وخالف الشفعين انه لو طلب الشفعة بالجوار عند قاض لا يبرى الشفعة بالجوار يبطل شفعه فلم يطلب كان على شفعه۔

۴۴، شفعہ بالجوار کے صورت میں اگر شفعہ کو خوت ہے کہیں نے اس قاضی کے پاس جو قاضی المذنب سے اور شفعہ بالجوار کو تجویز نہیں کرتا ہو اگر شفعہ طلب کیا تو میرا شفعہ باطل ہو جائیگا اس خوت سے اس شخص نے قاضی کے پاس شفعہ کو طلب نہیں کیا تو شفعہ باطل ہو گا۔

۴۵، ولو علم الشفعين بالبيع وهو في طريق مكة فطلب طلب المواثبة ولم يقدد على طلب الا شهادة فان لم يكن البائع والمشتري في الرفقة فانه يوكل وكيلًا لطلب الشفعة فان لم يوكل ومضى في الطريق فان وجد من يوكله بالطلب ولم يوكل تبطل شفعته وان لم يجده وكيلًا ووجد فتي يكتب كتابا على يديه ويوكل بالكتاب وكيلًا فان لم يفعل بطلت شفعته وان لم يجده وكيلًا ولا فتي لا تبطل شفعته حتى يجده لانه معذورا۔

۴۵، اگر کہ سنفہ کے راستہ میں شفعہ کو بیچ کا علم ہوا اور اس نے طلب مواثبتہ کی مگر طلب اثبات نہ کر سکا اگر بائع اور مشتری سفر میں اس کے ساتھ نہیں ہیں تو اس شخص کو طلب شفعہ کے لئے ایک وکیل مقرر کرنا چاہیے اور اگر وکیل مقرر نہیں کیا تو اس کو (دو تہین) میں اگر وکیل میسر ہو اور مقرر نہ کیا تب تو شفعہ باطل ہو جائیگا اور اگر وکیل میسر نہ ہوا تو اس کو چاہیے کہ خط لکھوا کر بذریعہ خط کے کسی شخص کو وکیل کرے اگر ایسا نہ کیا تو شفعہ باطل ہو جائیگا اور اگر وکیل ہی میسر نہ ہوا اور خط لکھنے والا ہی میسر نہ ہوا تو شفعہ باطل ہو گا جب تک اون دونوں میں سے کوئی میسر نہ آوے کیونکہ وہ شخص معذور ہے۔

۴۶، دار بیعت لها شفعان احدهما حاضر فطلب الحاضر الشفعة فوقفى له القاضى ثم حضر الشفعين الاخر فان الشفعين الثاني يطلب الشفعة من الشفعين الذي قضى له القاضى لان الذي قضى له القاضى قام مقام المشتري هذا اذا طلب الاول جميع المداير بالشفعة فلوانه طلب

۴۶، ایک مکان فروخت ہوا اور دو غنوا بہین شفعہ میں جن میں سے ایک حاضر اور ایک غائب ہے اس حاضر نے شفعہ طلب کیا اور قاضی نے اس کے لئے شفعہ کا حکم کر دیا بعد ازاں دوسرا شفعہ حاضر ہوا تو اس شفعہ دوم کو شفعہ اول سے طلب شفعہ کرنا چاہیے جس کے لئے قاضی نے شفعہ کا حکم دیدیا ہو کیونکہ شفعہ اول اس وقت میں بمنزلہ مشتری کے ہو گا تو حق ہے



ہے کہ شفعہ اول پورے مکان میں شفعہ کا دعویٰ کرے  
اور اگر شفعہ نے اس مکان سے کہہ میں نصف مکان کا  
مستحق ہوں نصف مکان کا دعویٰ کیا تو اس شفعہ کا  
شفعہ باطل ہو جائیگا اس طرح اگر دونوں شفعہ حاضر  
ہوں اور ہر ایک نصف نصف مکان کا دعویٰ کرے  
تو دونوں کا شفعہ باطل ہو جائیگا کیونکہ باقی نصف کا  
دعویٰ ٹکڑا اس باقی میں شفعہ کا ترک کرنا ہو لہذا  
اوس نصف میں تو اس طرح باطل ہوا اور جب نصف  
میں باطل ہوتا ہو تو کل میں باطل ہو جاتا ہے۔

۴۷، نا ملحق رہنے ذکر کیا ہے کہ اگر ایک شخص نے شفعہ کے  
مکان سے ملے ہوئے ایک مکان خرید ابدالان شفعہ نے  
اگر اوس سے کہا بذریعہ شفعہ کے اس مکان کا نصف  
مجموعہ دیدے اور مشتری نے انکار کیا تو شفعہ باطل ہو گا  
یہی قول صحیح ہے اس لیے کہ نصف کا طلب کرنا باقی  
کا ترک کرنا زمینیں جو اس طرح اگر شفعہ نے مشتری سے کہا میں  
اس مکان کا شفعہ ہوں اس لیے بذریعہ شفعہ کے نصف مکان  
مجموعہ دیدے تو میں باقی نصف مکان تبرے لیے چھوڑ دوں گا یہ  
سکر مشتری نے انکار کیا تو شفعہ کا شفعہ باطل ہو گا۔

۴۸، اگر ایک شخص کو ایک مکان خرید کرنے کے لیے کہل  
کیا اور اس نے مکان خرید کر قبضہ میں لے لیا اور ہونہر ہو کر  
کے قبضہ میں وہ مکان زمینیں دیا جائے شفعہ نے کہل کے  
پاس کر شفعہ کو طلب کیا تو شیخ امام ابو بکر محمد بن فضل رحمہ  
قول ہے کہ اوس کا طلب کرنا صحیح ہو گا اور اگر کہل نے کہل  
تو وہ مکان تسلیم کرے یا تا تو شفعہ کا طلب کرنا صحیح ہو گا  
اور اگر شفعہ نے کہل کے لیے شفعہ چھوڑا یا تو اس کا

نصف الدار ظنا منہ انہ لا یستحق الا  
النصف یبطل شفعته وکذا لو کان  
حاضرا بین فطلب کل واحد منهما الشفعہ  
فی نصف الدار بطلت شفعتهما لان السکوت  
عن النصف الباقی تسلیم للشفعة فی النصف  
المسکوت فیبطل شفعته فی النصف المسکوت  
واذا بطلت فی النصف تبطل فی کل  
کذا ذکر فی الکتاب۔

\* \* \* \* \*  
۴۹، و ذکرنا انما طغی رح رحبل اذا  
اشتری دارا فی جنب الشفعہ فجاء  
الشفیع وقال سلم لی نصفها بالشفعة  
فالی مشتری لا تبطل شفعته وهو  
الصحیح لان طلب تسلیم النصف لا یكون  
تسلیم الباقی وکذا الوقال الشفعہ  
انا شفعہ هذا الدار سلم لی نصفها  
بالشفعة فاسلم لک النصف الباقی  
فالی مشتری لا تبطل شفعته

۵۰، الوکیل یسأل الدار اذا اشترى  
وقبض فجاء الشفعہ وطلب الشفعہ  
من الوکیل قبل ان یسلم الوکیل  
الدار الی الموکل قال الشیخ الامام  
ابو بکر محمد بن الفضل رحمہ علیہ  
وان کان ذلک بعد ما سلم الوکیل  
الدار الی الموکل لا یصح طلبه ولان

یہ جوڑنا صحیح ہو جائیگا خواہ وہ مکان اور سوقت وکیل کے قبضے میں ہو یا نہ ہو۔

۶۹۰، اگر ایک شخص طلب شفعہ کا وکیل بنا اور اسے مشتری کے لیے شفعہ جوڑ دیا تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک جائز ہے بطریق باپ یا دادا نابالغ کے شفعہ کو جوڑ دے تو جائز ہو جائیگا۔

۶۰، اگر قاضی پر ایک شخص کا شفعہ ہو تو وہ شخص قاضی کو سلطان کے پاس لیجا سکتا ہے اور اگر خود سلطان پر اس کا شفعہ ہو اور قاضی سلطان کو حاضر کرے گا تو شفعہ اپنے شفعہ پر قائم رہیگا کیونکہ وہ طلب کرے میں معذور ہے۔

۱۷، ایک شخص نے اپنے نابالغ لڑکے کے لیے ایک مکان خرید اور خود باپ اور سہن شفعہ ہے تو یہ باپ اس کا لکھو پھر یہ شفعہ کے لیے سکتا ہے اس واسطے کہ باپ اگر اپنے نابالغ لڑکے کا مال خود خریدے تو جائز ہے اور جب اس کو لینا اور طلب کرنا منظور ہو تو یہ کہنا چاہیے کہ میں نے اس مکان کو خرید لیا اور شفعہ سے لے لیا سرت یہ کہنے سے یہ مکان اس کا ہو جائیگا اور قاضی کے کہنے کی ضرورت نہوگی اور اگر باپ کی جگہ باپ کا ولی ہو تو اس کا حکم وہی کے مانند ہے کہ وصی قسیم کے مال کو اپنے لیے خریدے جن لوگوں کے نزدیک اس کو یہ اختیار ہے اور کچھ نزدیک وصی ہنر لہا ہے جو اور جگہ نزدیک یہ اختیار نہیں ہوا کیونکہ نزدیک ہی وصی کو شفعہ ہو کر اس کو یہ کہنا چاہیے کہ میں نے یہ مکان خرید لیا اور شفعہ طلب کر لیا ہے اس امر کو قاضی کے رد و پیش کرنا چاہیے تاکہ قاضی نابالغ کی طرف سے ایک متولی مقرر کرے

الشفیع یسلم الشفعة للوکیل مو تسلیہ  
سواء كانت الدانی بیداء اولم تکن۔

۶۹۰، الوکیل یطلب الشفعة اذا سلم  
الشفعة للمشتري جاز عند ابي حنيفة  
وابي يوسف رحمہ و هو بمنزلة تسليم الاب  
والجد شفعة الصغير

۶۰، رجل له شفعة عند القاضي فانه  
يقدم القاضي الى السلطان وان كانت  
شفعته عند السلطان وامتنع القاضي  
عن احضار كانه الشفيع على شفيعته  
لانه ترك الطلب بعدد۔

۱۷، رجل اشترى لابنه الصغير  
دارا والاب شفيعها كان لالاب ان  
ياخذها بالشفعة لان الاب لو اشترى  
مال ولد لا يصغير لنفسه جاز واذا  
اراد ان ياخذ ويطلب يقول اشتريت  
واخذت بالشفعة فتصير الدار له  
ولا يحتاج الى القضاء ولو كان مكان  
الاب وصي فالجواب فيه كالجواب  
في شراء الوصي مال اليتيم لنفسه  
على قول من يملك ذلك يكون الوصي  
بمنزلة الاب وعلى قول من لا يملك  
ذلك فله الشفعة ايضا لكن يقول  
اشتريت وطلبت الشفعة ثم يرفع  
الامر الى القاضي حتى ينصب القاضي

وصیای عن الوصی فی اخذ الوصی منه  
 بالشفعة ویسلم الوصی الثمن الی  
 القیم ثم بعد ذلك یسلم القیم الی الوصی  
 ۴۲، الشفیع بالجوار اذا باع الدار  
 الی یستحق بها الشفعة الا شقصا  
 منها لا تبطل شفعة لان ما بقی یبکی  
 للشفعة ابتداء فیکفی بقائها  
 ۴۳، الشفیع اذا باع الشفعة بعد  
 ما وجبت له الشفعة لانیسان او  
 وهبها لا تبطل شفعة لان حق  
 الشفعة لا یحصل التملیک بل غلط  
 الهبة والبیع لانها لم تصادف  
 محلها

جس سے یہ دوسری شفوع کا مطالبہ کرے اور اس مشوے  
 کو بین الا کرے بعد ازاں یہ مشوے حق کو اس دوسری  
 کی بیروگی میں دے۔  
 ۴۲، اگر شفیع الجوار نے ایک مکان چیکہ دریکہ شفوع کا حق  
 پر فروخت کیا اگر اس کا ایک حصہ ہے دیا تو شفوع باطل  
 ہوگا کیونکہ وہ ایک حصہ خود ابتدا شفوع کے لیے کافی ہو  
 پس اس کے بقا کے لیے ہی کافی ہوگا۔  
 ۴۳، اگر شفیع نے شفوع ثابت ہو جانے کے بعد  
 حق شفوع کسی کے لیے بیچ یا ہبہ کر دیا تو شفوع باطل ہوگا  
 اس لیے کہ ہبہ اور بیچ کے لفظ سے حق شفوع میں  
 احتمال تملیک کا نہیں ہے کیونکہ شفوع ہنوز  
 تام ہے۔

\* \* \* \* \*

۴۴، الشفیع اذا ادعی رقبۃ الدار  
 المشفوعة انہا لہ لا بالشفعة تبطل  
 شفعة وان طلب الشفعة ثم ادعی  
 رقبۃ الدار المشفوعة انہا لہ لا یسمع  
 دعوا الا لان طلب الشفعة او لا اقرار  
 منه بعد ام الملك فلا یسمع دعواہ  
 ولو تصرف المشتري فی الارض  
 المشفوعة قبل ان یأخذها  
 الشفیع بان وهبها من انسان وسلم  
 او تصدیق بها او اجرها او جعلها  
 مسجدا او صلی فیها او جعلها مقبرة  
 ودفن فیها او وقفها وقفا مستقلا او  
 ۴۵، اگر شفیع نے دعوی کیا کہ یہ مکان مشفوع عنہ تھا  
 میرا مکان جو شفوع کے ذریعہ سے نہیں ہے تو اس کا شفوع  
 باطل ہو جائیگا اور اگر شفوع طلب کرنے کے بعد مکان  
 مشفوع میں ملکیت کا دعوی کیا تو یہ دعوی سمع ہوگا  
 اس لیے کہ اس کا شفوع کا طلب کرنا کو پاس بات کا اقرار کرنا ہو کہ یہ  
 مکان میری ملک میں ہے لہذا اس کا دعوی غیر سمع ہوگا اور  
 اگر مشتری نے شفوع کے لینے سے پیشتر زمین مشفوع میں کسی  
 قسم کا تصرف کیا یعنی اس کو ہبہ کر کے قبضہ کر دیا یا تصدقہ  
 کر دیا یا کرایہ پر اوٹھا دیا یا اس کو مسجد قرار دیکر نماز پڑھنی  
 شروع کر دی یا مقبرہ بنا کر دفن کرنا شروع کر دیا یا پتھر  
 کے لیے اس کو وقف کر دیا تو شفیع کا شفوع باطل ہوگا  
 بلکہ اس کو مشتری کے ان تصرفات کے باطل کرنے کا اختیار

شفعة الشفعة وله ان يقض فصرف  
المشتری وان باعها المشتري من  
غيره لا كان الشفعة بالخيار ان شاء  
اخذها بالبيع الاول وان شاء  
اخذها بالبيع الثاني ولو غرس  
المشتری فيها كوما او شجرة او مبنى  
فيها بناء او غرس رطبة كان للشفعة  
ان يقطع ويأخذ الارض بالشفعة  
وان سارع المشتري فيها  
زرعاً في القياس له ان يقطع ويأخذ  
الارض بالشفعة كما في النجف  
وفي الاستحسان يتوقف الى ان  
يستعمل الزرع ثم يأخذ  
بالشفعة

۵۵، ولو اشترى الرجل داراً  
وزخر فيها بالنقوش بغير كثير كان  
للشفعة الخيار ان شاء اخذ واعطى  
ما زاد وان شاء ترك  
۵۶، وان خطب بالشفعة المثلث كان للشفعة  
ان يأخذ بها وراء المخطوط ولو زاد  
المشتری الباقي في المثلث كان للشفعة  
ان يأخذها به دون الزيادة  
۵۷، ولو تقابل البائع والمشتري  
لا تبطل الشفعة وكذلك لو انفصل  
البيع بينهما بخيار شرط او روية

ہو گا اگر کسی مشتری نے دوسرے شخص کے ہاتھ زمین شفعہ  
کو اس عرصہ میں بیچ کر دیا تو شفعہ کو اختیار ہو گا کہ خواہ  
بیچ کر دے اس زمین کو بے غراہ بیچ دے اور  
اگر مشتری نے اس زمین میں انگوڑی چھپایا یا اور قسم  
کے درخت لگائے یا ایک مکان بنالیا یا ترکاری  
وغیرہ اوس میں بودی تو شفعہ کو اس کے لئے کماؤٹے  
کا اختیار ہو گا اور زمین کو شفعہ سے لے سکیگا اور اگر  
مشتري نے صورت مذکورہ بالا میں کمیت بود یا تو  
قباس کا شفعہ ہی ہے کہ شفعہ کو اس کے  
او کماؤٹے لے اور بطریق شفعہ کے زمین کو لینے کا اختیار  
دیا یا دے بطریق بڑے درختوں کے کماؤٹے  
کا اس کو اختیار ہو گا اگر سخا ناکیت کے کماؤٹے  
تک توقف کیا جائے گا بعد از ان شفعہ سے اس  
زمین کو لے سکیگا۔

۵۸، اگر ایک شخص نے ایک مکان خریدا اور بہت کچھ  
لاگت لگا کر نقشہ نگار سے اس کو اسے کیا تو شفعہ کو  
اختیار ہو گا کہ خواہ اس مکان کو زمین کے ساتھ مقدر  
لاگت ہی دیکر مکان کو بے غراہ ترک کر دے۔  
۵۹، اگر بائع نے بیچ کے بعد مشتری سے کو قیمت کم کر لی  
تو شفعہ کو بھی اختیار ہو گا کہ اس کو قیمت سے مکان کو بے  
اور اگر مشتری نے بائع کے لیے کو قیمت انفرادہ کر دی تو شفعہ کو  
بدون اس زیادتی کے اس مکان کے لینے کا اختیار ہو گا۔  
۶۰، اگر بائع اور مشتری نے باہم رضامندی بیچ کو  
واپس کر دیا تو شفعہ باطل ہو گا اس طرح اگر خیار شرط  
یا نذر ریت یا عیب کی وجہ سے قبضہ کرنے کے بعد

کتاب فاضل حلق  
کتاب الشفعة  
کتاب الاستحسان  
کتاب النجف

او الرد بالعیب بعد القبض بقضاء القاضی ولو كانت الشفعة بالجوار فباع الشفع داراً التي يستحق بها الشفعة بطلت شفعته۔

جگہ قاضی بیع منع ہو جائے تو یہی شفعہ نہیں باطل ہوگا اور اگر شفیع بالجوار اپنے مکان کو جسکے ذریعہ سے وہ شفیع ہے بیع کر دے تو اسکا شفیع باطل ہو جاتا ہے۔

۷۸، ولو ابر الرجل داراً مدة معلومة ثم باعها قبل مضي المدة والمستاجر شفيعها قال ابو نصر رحم يجوز للبيع بين البائع والمشتري ولا يقدر البائع على تسليم الدار الا برضا المستاجر واجازته فان طلب المستاجر الشفعة كان طلبه اجازة للبيع فبطل الاجارة وله الشفعة هو بخلاف ما اذا باع الدار وضمن الشفع الدار للمشتري او ضمن القن للبائع فانه لا يكون له الشفعة لان ثمة تعلق جواز البيع بزمانه فصار الشفع بمنزلة البائع فلا يكون له الشفعة اما ههنا بيع المستاجر جائز قبل اجازة المستاجر فلا تبطل شفعته باجازه۔

۷۸، اگر ایک شخص نے ایک مدت معلوم تک اپنا مکان کرایہ پر دیا بعد ازاں مدت تمام ہونے کے پہلے اسکو فروخت کر دیا اور یہی کرایہ دار اسکا شفیع تھا تو ابو نصر کا قول ہے کہ یہ بیع بائع اور مشتری میں صحیح ہو جائیگی مگر کرایہ دار کی رضامندی اور اجازت کے بغیر مشتری کے قبضہ میں اس مکان کو بائع نہ دے سکیگا اور اگر کرایہ دار نے شفیع طلب کیا تو اس کا طلب کرنا بیع کی اجازت دنیا سمجھا جائیگا اور اجارہ باطل ہو جائیگا اور اسکا شفیع ثابت ہو جائیگا بخلاف اس صورت کے کہ ایک شخص مکان کو فروخت کرے اور شفیع نہ کیجے لیجے آئندہ کے لیے خرابی پیدا ہونے کا مناسن ہو جاوے یا بائع کے لیے فن کا مناسن ہو جاوے کہ یہاں اسکا شفیع قائم ہو گیا اسلیئے کہ اس مقام پر بیع کا جواز شفیع کے زمان ہونے پر موقوف ہو پس یہ بمنزلہ بائع کے ہو لہذا اسکا شفیع نہوگا مگر اس جگہ کرایہ دار کے بغیر اجازت کے مکان کی بیع صحیح ہو لہذا اجازت دینے سے اسکا شفیع باطل نہوگا۔

۷۹، واذا طلب الشفع طلب الحواشي والأشهاد والى المشتري ان يسلم اليه الدار فانه يرفع الامر الى القاضى ويطلب منه التملك ولا يملكها الشفع الابتضاء۔

۷۹، طلب ہو اثبت اور طلب اثبات کے بعد اگر مشتری نے شفیع کو مکان کے دینے سے انکار کیا تو اسکو چاہیے اپنا معاملہ قاضی تک پہنچا دے اور اس سے طلب تملیک کرے اور بغیر حکم قاضی کے شفیع اس مکان کا مالک نہ ہوگا۔

اور اگر قاضی مکرم سے نوباً ہی رہنا مندی کا ہونا چاہیے ہے کہ اگر مکان شفعو سے ملا ہو اکوی اور مکان فروخت ہو اور ہر قاضی نے شفیع کے لیے شفیعہ کا مکرم ذکر وہ مکان شفعو شفیع کو دلاریا تو شفیع اس دوسرے مکان فروخت شدہ کو شفیع سے نہ لے سکا اس لیے کہ قبل از مکرم قاضی یہ شفیع اس دوسرے مکان فروخت شدہ کا بار میں ہوا سب طرح اگر شفیع نے اپنے مکان کو جس کے ذریعہ سے شفیعہ کا مستحق ہے مسجد بنا دیا یا ہونہ کے لیے وقف کر دیا یا اس کو مقبرہ کر دیا یا اور قاضی نے اس کے لیے شفیعہ کا مکرم دیا تو شفیع دوسرے مکان میں شفیعہ نہ لے سکا اس لیے کہ مکرم قاضی کی وقت یہ بات شرط ہے کہ جس کے ذریعہ سے شفیعہ کا مستحق ہوا وقت وہ مکان شفیع کے ملک میں قائم ہو اور مسجد اور وقف دائمی کرنے سے گویا وہ مکان اس کے ملک سے خارج ہو گیا۔

۸۰۱، طلب مواثبات اور طلب اشہاد کے بعد اگر شفیع سے اپنا سالہ قاضی تک نہ ہو چنچا یا تو اس کی دو متونین ہیں اگر جوہر مرض یا قید کے نہ ہو چنچا یا کوئی مانع پیش آگیا جس کے وجہ سے شفیع کو بیروی کے لئے کوئی دلیل میسر نہ ہو تو اس کا شفیعہ باطل ہو گا اور اگر باوجود قدرت کے اس نے ایسا کیا تو کتاب میں مذکور ہے کہ وہ شخص ہیشہ اپنے شفیعہ پر قائم ہو گا اگرچہ زمانہ دراز گزر جائے تو ہما کا قول ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب یہی ہے اور امام محمد رحمہ اللہ سے اس مسئلہ میں روایات مختلف ہیں ایک روایت ہے کہ اگر باوجود قدرت کے ایک مسجد تک

اور مناء حتی لو بیعت داراخری  
بجنب الدار المشفوعة ثم قضی  
القاضی المشفیع بها لشفعة ثم دفعها  
الیہ لا یكون لهذا الشفیع ان  
یاخذ الدار الثانية بالشفعة  
لان الشفیع لم یکن جارا للدار الثانية  
قبل قضاء القاضی وکذا الوجه  
الشفیع دارا التي یستحق بها الشفعة  
مسجدا او وقفها وقفا مستقلا او جعلها  
مقبرة ثم قضی له بالشفعة فانه  
لا یكون شفیعاً للدار الثانية لان  
قیام المالك له فیما یستحق به الشفعة  
شرط وقت القضاء والمیجد الوقف  
المستقل بمنزلة الزائل عن  
ملکہ

۸۰۱، ولو ان الشفیع بعد طلب  
المواثبات والاشهاد لم یرفع الامر  
الی القاضی ان لم یتمکن من الرفع  
بمرض او حبس او منع مانع ولم یجد  
من یوکل بالخصومة لا تبطل شفعتہ  
وان لم یکن یرفع مع التمكن من الرفع  
ذکر فی الکتاب انه علی شفعتہ  
ابدان طال الزمان قالوا هلا  
قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ واختلفت الروایات  
عن محمد رحمہ اللہ فی روایة اذا مضی شهر

ولم یرفع مع القسطنطین بطل  
شفعتہ وفسر وایا  
اذا مضی شهر وثلاثہ ایام وفی ثانی  
اذا مضت ثلاثہ ایام ولم یرفع بطلت  
شفعتہ واختلفت الروایات فیہ عن  
ابی یوسف رحمہ فیضا والفتوی علی  
انہ معتدر بشہدہ

اینا عالمہ قاضی کے سامنے پیش کرے تو اس کا  
شفعتہ باطل ہو جائیگا اور ایک روایت میں ایک  
مہینہ تین روزہ اور ایک روایت میں چار گز تین روزہ  
گزر جائیں اور قاضی کی طرف چارہ جوبلی اپنے علیہ کی کہو  
تو شفعتہ باطل ہو جائیگا اور امام ابو یوسف سے بھی  
اس میں روایات مختلف ہیں اور فتویٰ یہ ہے کہ ایک مہینہ  
چارہ جوبلی کرے گا تو شفعتہ باطل ہو جائیگا۔

۸۱، واذا رفع الامر الی القاضی  
فان القاضی لا یجمع دعواہ الا بجنۃ  
الخضم فان كانت الدار فی ید البائع  
لیشرط سماع الدعوی حضرۃ البائع  
والمشتری لان الشفعہ یطلب  
القضاء بالملک والید جمیعاً والملک  
للمشتری والید للبائع فیشرط حضرۃ  
واکانت الدار فی ید المشتري  
کفا لا حضرۃ المشتري فان احضر  
الخضم وجاء اوان الدعوی یقول  
ان هذا اشتری دارا بكذا وانا  
شفیعها ویقول له القاضی ابن الدار  
القی ترید شفعتہا بلین لی موضعها  
وحدودها لان القاضی لا یحکم  
من القضاء الا بمعلوم والدار اذا لم  
تکن بحضور ثقیما لا تصیر معلومه  
الا ببیان الحدود فاذا بین الحدود  
یقول له القاضی بیای سبب

۸۱، جب وقت شفعتہ قاضی کے پاس اپنا مقدمہ  
لے جائے تو جب تک اس کا مدعا علیہ حاضر نہ ہو گا قاضی  
اس کے دعوے کی سماعت نہ کرے گا اور اگر مکان بنوڑ  
بایع کے قبضہ میں ہے تو دعوے کی سماعت کے لیے  
دونوں بائع اور مشتری کا حاضر ہونا ضروری ہے  
اس لیے کہ شفعتہ قاضی سے ملک اور نیز قبضہ کا  
حکم جانتا ہے اور صورت مذکورہ میں ملک مشتری کی  
ہے اور قبضہ بائع کا ہے لہذا دونوں کا حاضر ہونا  
شرط ہے اور اگر مکان مشتری کے قبضہ میں آگیا ہے  
تو صرف مشتری کا حاضر ہونا کافی ہے اور جب وقت  
مدعی مدعا علیہ دونوں حاضر ہو جائیں اور دعویٰ کرے گا  
وقت آئے تو دعویٰ اپنے شفیع کو مدعا علیہ کی طرف اشارہ کر کے  
قاضی کے روبرو یہ کہنا چاہیے کہ اس نے ایک مکان اس قدر قریب  
خریدا جو اوس میں اوس میں شفعتہ ہوں اور قاضی کو یہ کہنا چاہیے  
کہ جس مکان میں تو شفعتہ کا دعویٰ کرتا ہے اوس کا پتا و نشان  
اور اس کے حدود مجھے بیان کر اس لیے کہ قاضی محمول خبر  
حکم میں دے سکتا اور مکان جب وقت کہ قاضی کے  
سامنے موجود نہیں ہے نیز بیان مدعو کے اوس کو معلوم

تطلب الشفعة لان اسباب الشفعة  
مختلفة بعضها مقدم على البعض  
فالبدء من بيان السبب

## فصل في ترتيب الشفاء

۸۲، قال في الكتاب الخلیط وهو  
الشريك في نفس البقعة احق من  
الشريك اراد بالشريك هو  
الشريك في حقوق الدائم الشريك  
احق من الجار والجار احق من غيره  
ومرارة هذا الترتیب منزل بین  
رجلین فی دار مشتركة بین احد  
هذین الرجلین و بین رجل اخری  
وهذا الدار فی سكة غیر منافذة و  
على ظهر هذا المنزل دار لرجل  
اخری اب تلك الدار فی سكة اخری  
فباع احد الشریکین المنزل فی اللاد  
فصبیه من المنزل کان الشریک  
فی المنزل اولی بالشفعة من غیره  
لان شریک فی نفس البقعة المبیعة  
فان سلم هو الشفعة کان الشریک  
فی الدار اولی بالشفعة من الشریک  
فی السكة لان شریک فی الطریق  
الخاص وهو الطریق فی الدار فان  
سلم هو فاصل السكة احق بالشفعة

میں ہو سکتا ہے یہ شفع مکان کے مدد و غیرہ بیان کر کے  
تو ناکہ اس کو کیا جائے گا اگر کسی سے شفع کا دعویٰ کرنا ہو ایسی شفعہ کے  
اسباب مختلف ہیں اور بعض میں مقدم جو میں لہذا اسباب بیان کرتا  
شفعہ کو ضروری ہے کہ ترتیب شفعہ کا بیان

۸۲، کتاب میں بیان کیا ہے کہ تملیظ یعنی نفس مکان  
میں شریک یا شریک مقدم جو شریک سے وہ شخص مراد  
لیا ہے جو مکان کے حقوق میں شریک ہو اور شریک بار  
پر مقدم ہے اور جار اور لوگوں پر مقدم ہے اور اشرف  
کی صورت یہ ہے کہ مثلاً ایک کمرہ میں تکیہ اور کمرہ  
شریک میں اور وہ کو ایک ایسے مکان میں واقع  
ہو اسے حسین عمر اور خالد شریک ہیں اور  
یہ مکان کو چہرہ سہارہ میں واقع ہے اور اس  
کمرہ کی پشت پر کسی اور شخص کا مکان ہے جس کا  
دروازہ دوسرے کو چہرہ میں ہے اس صورت  
میں ذیل سے اپنا حصہ جو اس کمرہ میں بیخ فروخت  
کیا تو سب شفیعوں پر عمرو کو مقدم ہوگا اس لیے  
کہ وہ خاص اس کمرہ میں شریک ہے  
اور حیوقت کہ عمر اپنے شفعہ کو ترک کر دے گا  
تو خالد کو اور شفیعوں پر مقدم ہوگا کیونکہ طریق  
خاص میں شریک ہے یعنی اس راستہ میں  
جو اس کے مکان میں پایا جاتا ہے اگر یہ شخص شفعہ  
کو چھوڑ دے گا تو چہرہ والوں کو حق شفعہ ہوگا  
اس کیلئے کہ راستہ میں شریک ہیں اگر کو چھوڑے  
بھی شفعہ چھوڑ دین گے تو اس وقت جار ملاصق



- لا ینهم شریکاء فی الطریق فان سلم  
اہل السبکۃ کانت الشفۃ للجار  
الملاصق وهو الذی علی ظهور التل  
۸۳۸، ولا شفۃ فی الوقت لا للقیم  
ولا لموقوف علیہ۔  
۸۳۹، ولا شفۃ فی بیع الکردار وحی  
التي تكون فی الارض علی نهر الموالی  
لان الکردار نقلی ولا شفۃ فی  
المنقولات۔  
۸۵، ولا شفۃ فی الاراضی التي  
حازها الامام لبیت المال وكذا  
الاراضی المیان دیہیۃ وهی التي  
یزرعها الاکرة لا یجوز بیعها۔  
۸۶، ولا شفۃ فیما کبس المزارع  
منها التراب۔  
۸۷، ویجوز بیع الکردار اذا کان  
معلوما ولا شفۃ فیما لما  
قلنا۔  
۸۸، رجل اوصی بعلۃ داره لرجل  
وبرقبتهما للأخر طبیعت دار یجنب  
هذه الدار کانت الشفۃ للموصی  
له بالرقبة۔  
۸۹، رجل اخذ ارضا مزارعة  
وذرع فیها فلما صار الزرع قبلا  
اشترى المزارع الا را ضة من ذنبه  
۸۸، ایک شخص نے اپنے ایک مکان کے بابت یہ وصیت  
کی کہ اسکے آمدنی زیر کو دیکھائے اور خود یہ مکان عمر کو دیا جائے  
پھر اس مکان کے پہلو میں کسی کا مکان فروخت ہوا تو عمر کو  
اس میں حق شفۃ ہو گا زیادہ کو ہو گا۔  
۸۹، ایک شخص نے کسی سے کاشت پر ایک زمین لی  
اور اس میں کمیت بویا جب یہ کمیت ختم نکلا تو کاشتکار نے  
اس زمین کو اس حصے کے جو زمیندار کا اس نسبت میں

رب الارض من الزرع ثم جلد الشفع  
فله الشفعة في الارض وفي نصف  
الزرع الا انه لا يأخذ بالشفعة  
حتى يدرك الزرع لان نصف  
الارض مشغول بنصيب المزارع

۹۰، دار فيها ثلث بيوت بيت في  
اول الدار ثم البيت الثاني يجنب  
هذا البيت ثم البيت الثالث  
يجنب الثاني كل بيت لوحده واحد  
باع واحد منهم بيته اكان طريق  
البيوت في الدار كانت الشفعة  
للباقيين بحكم الشركة في الطريق  
وان كان ابواب البيوت في سكة واحدة  
نافذة لا في الدار فان بيع البيت  
الاول فبالشفعة لصاحب الاعلى  
والاسفل هما سواء لا يهاجرا ان  
متلازمان فان احدهما على اليمين  
والاخر على اليسار وان بيع البيت  
الاعلى كانت الشفعة لصاحب  
الاول فبالشفعة لغيره لان جارا وان  
البيت الاسفل كانت الشفعة  
لصاحب الاول فبالشفعة لغيره جارا  
متلازمان۔

۹۰، ایک املاط میں تین مکان ہیں جنہیں سے ایک  
مکان املاط کے شرع میں اور دوسرا اس مکان کے پہلو  
میں اور تیسرا مکان اس دوسرے مکان کے پہلو میں واقع  
ہے اور یہ تینوں مکان تین شخصوں کے ہیں جنہیں سے ایک  
شخص نے اپنا مکان فروخت کیا تو ان مکانات کو دیکھا  
جائیگا اگر نکالنا سستہ اسی املاط میں جو تپ تو شرکت  
راستے کے سبب سے دو باقی مکان فالو کا شفعہ ہو گا اور اگر  
ان مکانات کے دروازہ املاط میں نہیں ہیں بلکہ ایک  
کوچہ میں نکلتے ہیں جو سربہ نہیں ہے اگر ان تینوں  
مکانات میں سے درمیان کا مکان فروخت ہو تو دہنے  
اور بائیں والے کو برابر حق شفعہ ہو گا کیونکہ وہ دونوں  
بار ملازم ہیں ایک اس طرف سے ایک اس طرف سے  
اور اگر اخیر کا مکان فروخت ہو تو صرف درمیان والے کو  
شفعہ ہو گا کیونکہ باروی ہے اور اگر شروع کا مکان  
فروخت ہو تو فقط درمیان والے کو شفعہ ہو گا  
اس لیے کہ وہی اور اس کا بار متحمل ہے۔

۴ + ۴ + ۴ + ۴ + ۴  
۴ + ۴ + ۴ + ۴ + ۴

۹۱، سکہ غیر نافذہ فیہ اسکہ  
اخری غیر نافذہ بیعت فی السکہ  
۹۱، ایک کوچہ سربہ میں دوسرا کوچہ سربہ واقع  
ہو اور اس پہلے کوچہ میں ایک مکان فروخت ہو تو صرف

السفلى دار كانت الشفعة لاهل السكة  
السفلى لان لهم شركة في الطريق  
المخاص وهي السكة السفلى ولوبيعت  
في السكة العليا دار كانت الشفعة  
لاصحاب السكتين جميعا لاستوائهم  
في الشركة في الطريق۔

لا \* لا \* لا \* لا \* لا \*

۹۲، وكذلك نهر خاص شق منه  
نهر اخر فيبع ارض على النهر  
الصغرى كانت الشفعة لاصحاب  
النهر الصغرى ولوبيع ارض على  
النهر الاول كانت الشفعة لاصحاب  
النهرين جميعا۔

۹۳، اربعيت ولها بابان في سكتين  
فان كانت هذه الدار في القديم  
دارين باب احد هما في سكة  
غير نافذة وباب الاخرى في  
السكة الاخرى مثلها فانشراها  
رجل ورفع الحائط بين الدارين  
حتى صار تادارا واحدا فلاحل  
كل سكة ان ياخذ الجانب الذي  
كان بابا في تلك السكة وان كانت  
هذه الدار المبيعة في الاصل  
واحدة ولها بابان كانت الشفعة  
لاهل السكتين في جميع الدار  
بالسوية انما يندر في هذه القديم

اسی کوچہ والو کو حق شفعہ ہو گا اس لیے کہ وہ سب اس کوچہ  
کے طریق خاص میں غریب ہیں اور اگر دوسرے کوچہ میں  
مکان فروخت ہوا تو دونوں کوچہ والو کو حق شفعہ ہو گا  
اس لیے کہ دونوں کوچہ والوں کو راستہ میں برابر  
شرکت ہو۔

۹۲، اس طرح اگر ایک نہر خاص میں سے دوسری ایک  
چھوٹی نہر نکال گئی ہے اور اس چھوٹی نہر کوئی زمین فروخت  
ہوئی تو اسی نہر والوں کو شفعہ ہو گا بڑی نہر والو کو  
نہو گا اور اگر بڑی نہر پر ایک زمین فروخت  
ہوئی تو دونوں نہر والوں کو حق شفعہ  
ہو گا۔

۹۳، ایک مکان فروخت ہوا جسکے دو دروازے ہیں  
اور ہر ایک دروازہ دوسرے کوچہ کی طرف ہو تو دیکھا جائیگا  
کہ اگر یہ مکان ہمیشہ سے دو مکان تھے جن میں سے ایک کا  
دروازہ ایک کوچہ سرسبز میں اور دوسرے کا دروازہ دوسرے  
کوچہ سرسبز میں واقع تھا اور اب کسی شخص نے  
اوسکو خرید کر دونوں مکان کے درمیان کی دیوار گرا کر  
اوسکو ایک مکان کر لیا ہے تو ہر کوچہ والیکو اس بات کا  
استحقاق ہو گا کہ مکان کے جس جانب کو دروازہ اس  
کوچہ میں ہو صرف اسی جانب کو یہ کوچہ والا بذریعہ  
شفعہ کے لے لے اور اگر یہ مکان فروخت شدہ اصل میں  
ایک مکان تھا جسکے دو دروازے تھے تو دونوں کوچہ  
والو کو پورے مکان میں برابر حق شفعہ ہو گا ہر ملاحظہ کی  
اصل حالت کا لحاظ کیا جائیگا حالت موجودہ کا

## دون الحادث۔

لما نکلیا با یحیا۔

(۹۴) ، وکذلک سکہ غیر نافذہ  
 دفع حائلها الی الطريق الاعظم  
 حق مبارک نافذہ بیع فیہاد اس  
 کانت الشفعۃ لاهل السکہ  
 بالسویۃ لان هذا السکہ  
 وان جعلت نافذہ لم تکن نافذہ  
 فی القدم ولهم ان یسئلوا الطريق  
 وکذلک حین دفع الحائط لوقالوا  
 جعلنا ہا طریقا لہ وللعمامۃ لان  
 لہم ان یسئلوا ویجعلوا ہا کما  
 کانت۔

(۹۵) ، سکہ فی اقصا ہاد طریق  
 هذه الدار فی سکہ نافذہ بیع هذه  
 الدار فان کان طریق الدار طریقا  
 للعمامۃ وليس لاهل السکہ  
 ان یمنعوہم فلا شفعۃ لاهل السکہ  
 انما الشفعۃ تكون لجار الدار  
 وان کان طریق هذه الدار خاصۃ  
 ولا لاهل السکہ ان یمنعوا العمامۃ  
 عن الدخول فی سکتہم کانت الشفعۃ  
 لاهل السکہ وکذلک لاساثر  
 السکک انکانت فی الخطۃ النافذہ  
 لا شفعۃ لہم فان احد ثلث النفاذ  
 فلہم الشفعۃ۔

\* \* \* \* \*

(۹۵) ، ایک کوچہ کے اتہا پر ایک مکان واقع ہے  
 جس کا راستہ غیر سرسبتہ کوچہ میں جو اب یہ مکان فروخت  
 ہوا نہیں اگر اس مکان کے راستہ کو تمام لوگ آتے جاتے  
 ہیں اور کوچہ والو کو لوگوں کے منع کرنے کا اختیار نہیں ہے  
 تو ان کوچہ والوں کو شفعہ نہیں ہے بلکہ صرف ہمسایہ کو  
 شفعہ ہے اور اگر اس مکان کا راستہ خاص ہے اور کوچہ والو  
 بھی یہ اختیار حاصل ہے کہ لوگوں کو اپنے کوچہ میں نہ آنے دیں  
 تو اس وقت میں ان کوچہ والو کو شفعہ ہوگا اس طرح تمام  
 کوچہ کا مال ہے کہ جو کوچہ شاہی سڑک میں  
 ہے تب تو ان کا شفعہ نہیں ہے اور تب کوچہ  
 سرسبتہ میں لوگوں نے راستہ نکال لیا ہے  
 اور میں ان کا شفعہ ہے۔

\* \* \* \* \*

۹۶۰، سكة غير نافذة اقضاهما  
مسجد وطرف من اطراف المسجد  
الى الطريق الاعظم هي سكة نافذة  
وان كانت جوانب المسجد كلها بيوت  
الناس كانت الشفعة لاهل السكة  
وهذا اذا كان المسجد خطه فان لم  
يكن خطه وانما احدته اهل  
السكة وجبت لهم الشفعة وكذلك  
حكم السالك التي في اقضاهما الادي  
بجوار فهي سكة نافذة لانهم يخرجون  
الى الوادي والوادي بمنزلة  
الطريق۔

۹۶۱، ایک کوچہ سرستی کی انتہا پر مسجد بنی ہوئی ہے  
اور مسجد کے ایک طرف شارع عام کی باجب ہو تو وہ کوچہ  
سرستہ نہ سمجھا جائیگا اور اگر مسجد کے تمام جوانب میں لوگوں کی  
گہنیں نہ کوچہ والوں کو شفعہ ہو گا اگر یہ اسوقت ہے  
کہ وہ مسجد شاہی ہو اور اگر شاہی مسجد نہیں ہے  
بلکہ کوچہ والوں نے بنالی ہے تو اسکا شفعہ  
ثابت ہو گا اسطرح بخارا کے ادن کو حویں  
کا حکم ہے جو جنگل کی طرف نکلتے ہیں کہ وہ جنگل بمنزلہ  
سڑک کے سمجھا جائے گا اور یہ کوچہ سرستہ  
نہیں ہیں۔

\*\*\*\*\*

۹۶۱، علو لرجل وسفل لأخرو  
طريق العلوی السكة العليا لا في  
السفلی باع صاحب السفل سفله  
كان لصاحب العلوان یا حذ  
السفل بالشفعة لان السفل  
متصل بالعلو فكانا جارين ولوانه  
طلب الشفعة فانهدم العلو قبل  
ان یا حذ، وكان العلومهداً ما حين  
بيع السفل كان لصاحب العلوان  
یا حذ السفل بالشفعة في قول غير  
لان له حق التمس على العلویان  
بذلک وقال ابو یوسف رحمه الله  
العلوة شفعة له۔

۹۶۱، ایک درمتر لہ مکان ہے جس میں سے نیچے کا  
درجہ ایک شخص کا اور اوپر کا درجہ دوسرے شخص کا ہے  
اور اوپر والے کا راستہ نیچے کے مکان میں نہیں ہو بلکہ شارع  
عام کی طرف ہو اگر اس صورت میں نیچے والا اپنا مکان فروخت  
کرے تو اوپر والے کا اس میں شفعہ ہو ایسے کہ نیچے کے درجہ کو  
اوپر کے درجہ سے اٹھالے لہذا ان میں سے ہر ایک دوسرے  
کا جابر ہو اور اگر اوپر والے نے شفعہ کا دعویٰ کیا مگر ہنوز  
نیچے کا مکان بذریعہ شفعہ کے اسکو ملا تھا کہ اوپر کا مکان  
گر پڑا جسوقت نیچے کا مکان فروخت ہو اور اسوقت اوپر کا  
مکان گرا ہوتا آقا محمد رح کے نزدیک اس صورت میں بھی نیچے  
کے مکان کو شفعہ سے لے لیتا جو اس کے آدھ کو اوپر بنا لیا حتیٰ کہ  
ماسل ہو اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اگر اوپر کا مکان  
گر جائے تو پھر اسکو شفعہ نہیں ہوتا۔

۹۸، وصاحب السفلی بشفعة العلواحق ۹۸، امام صاحب کے نزدیک بچے والا اور والدے من الجار فی قول ابی حنیفة رحمہ اذا لم یکن للجبار شریکة فی الطريق۔  
کے شخص میں ہمارے مقدم ہے بشرطیکہ بارگوارستہ میں شرکت نہ ہو۔

۹۹، والشریکة بالخشبۃ التی تكون علی حائط الغیر وله حق وضع الخشبۃ لاغیر یمکن جارا ولا یمکن شریکا۔  
۹۹، اگر ایک شخص کی کڑی دوسرے کی دیوار پر رکھی ہو یا اور اس دیوار میں بجز اس بات کے کہ وہ کڑی کو رکھے کوئی اور کا حق نہیں ہو تو شریک جابہوگا شریک نہ ہوگا۔

۱۰۰، سكة مستطیلة غدر نافذة ینشعب منها الزانعة مستطیلة غدر نافذة بیعت دار من الزانعة كانت الشفعة لاهل الزانعة لشریکهم فی طریق خاص۔  
۱۰۰، اگر ایک دروازہ کو چھ سربستہ جو جس میں ایک دروازہ ختم سربستہ نکلتا ہے اس ختم میں اگر کوئی مکان فروخت ہو تو صرف ختم والوں کو شفعہ ہوگا کیونکہ وہ طریق خاص میں شریک ہیں۔

۱۰۱، وان بیعت دار من السكة العلیا كانت الشفعة لاهل السكة والزانعة جمیعاً لاستوائهم فی المرو فی السكة العلیا۔  
۱۰۱، اگر صورت مذکورہ بالا میں اس کو چھ میں کوئی مکان فروخت ہو تو سب لوگوں کو اس میں شفعہ ہوگا کیونکہ وہ سب کو چھ والوں کو بھی اور ختم والوں کو بھی اس واسطے کہ یہ سب لوگ اس کو چھ کے اندر آمد و رفت کرنے میں برابر ہیں۔

۱۰۲، وكذلك نه لقوم تنشعب منه ساقیة لقوم باع رجل من اهل الساقیة ارضاً شربہ من الساقیة كانت الشفعة لاهل الساقیة۔  
۱۰۲، اسی طرح اگر کوئی لوگوں کی ایک نہر سے سرچھ لے کر دوسرے لوگوں کے لیے نکال دے اور جو بیعت نہر والوں میں سے ایک شخص نے اپنا کھیت فروخت کیا جسکی آب پاشی نہر سے ہوتی ہے تو صرف نہر والوں کو اس میں شفعہ ہوگا۔

۱۰۳، وان بیع ارض علی النهر الاول كانت الشفعة لاهل النهر والساقیة جمیعاً۔  
۱۰۳، اگر صورت مذکورہ بالا میں نہری نہر کوئی نہر فروخت ہوئی تو نہری نہر والوں کو اور نہر سے نہر والوں کو شفعہ ہوگا۔

۱۰۴، قراح فی وسط ساقیة جاریة شرب القراح من الساقیة من باغ واقع جملگی آب پاشی دو تین طرف سے ہے نہر سے ہوتی ہے

اب یہ بلغ فروخت ہوا اور شخص اوسین شفع بین ایک  
نہ کے دہنی طرف سے ایک بائیں طرف سے تو ان دونوں کا  
شفع ہو گا اس واسطے کہ یہ نہس باغ میں جاتی ہے  
اور باغ کا جز ہے لہذا دونوں میں ہر شخص کا  
جاری ہو گا۔

\* \* \* \* \*  
۱۰۵۱، اگر ایک شخص کے املا میں چند کوثر یاں میں  
میں سے ایک خاص کوثری یا ایک غلہ اوس فروخت کیا  
اور ایک شخص اوس املا کا جاری تو اس بار کا شفیع ہو گا  
اگرچہ وہ جاری اوس کوثری یا اوس قطعہ کا جاری نہ واسطے  
کہ بیان پر بیع اوس املا کا جز ہے پس جو شخص املا کا  
جاری بیع کا ہی جاری اور اگر شفع نے اپنا شفیع جوڑ دیا  
پھر شری نے اوس کوثری وغیرہ کو فروخت کر ڈالا تو املا  
کی ہمار کو اوس کوثری میں شفیع ہو گا جبکہ وہ اوس کوثری  
کا جاری نہ واسطے لیے کہ فروخت ہو جانے کے بعد وہ کوثری  
املا میں شامل نہ رہی۔

\* \* \* \* \*  
۱۰۵۲، اگر ایک شخص کسی املا میں سے ایک  
کوثری خریدے اور وہ املا بالکل ایک شخص کی ملک  
ہو تو املا کے جاری کو اوس کوثری میں شفیع ہو گا اگرچہ وہ  
اوس کوثری کا جاری نہ واسطے کہ شفع نے شفیع جوڑ دیا ہو تو ان  
کوثری کے مشتری نے اوس کوثری کو فروخت  
کر ڈالا تو املا کے جاری کو اوس کوثری میں

المجانین فبیع القراح فبیع الشفعیان  
لهذا القراح أحدہما علی یمین  
الساقیة والأخر علی شمال الساقیة  
كانت الشعۃ لہما جمیعاً لان الساقیة  
من القراح وكانت من اجزاء القراح

فكل واحد منهما یكون جاء القراح  
۱۰۵۱، رجل له دار فیہا مقاصیر باع  
منہا مقصورة معينة أو طائفۃ  
معلومة وللدار جار علی جانب واحد  
منہما كان لهذا الجار الشعۃ  
وان لم یكن جارا لتلك المقصورة  
ولا لتلك الطائفۃ  
لان المبیع من جملة الدار فكان جار  
الدار جاراً للبیع ولو ان الشفع سلم  
شفعته ثم ان المشتري باع تلك المقصورة  
لم یكن لجار الدار شفعة فی المقصورة  
اذا لم یكن هو جار لتلك المقصورة  
لان المقصورة بعد بیعها لم یبق من  
اجزاء الدار۔

۱۰۵۱، ان كان لك الرجل اذا اشترى  
بیتاً من دار والد ارکھا الرجل  
واحد كان لجار الدار شفعة فی  
البیت وان لم یكن هو جار لذلك  
البیت فلو ان الشفع سلم الشفعة ثم  
باع مشتری البیت ذاك البیت

لم یکن لجار الدار شفعة فی البیت۔ شفعہ نہوگا۔

(۱۰۷) ولوان رجلا اشتری دارا فی سکتہ غیر نافذہ ثم اشتری دارا اُخری فی تلك السکتہ کان لاهل السکتہ ان یاخذ والدار الا ولی بالشفعة لان المشترى لم یکن شفیعاً وقت الشراء الاول ثم صار هو شفیعاً مع اهل السکتہ فی الدار کان المشترى وقت شراء الدار الثانية هو من اهل السکتہ وکذلک دارین ثلثہ نفر اشتری رجل نصیب احدہم فلجار الدار ان یاخذ الثلث الاول اذ لم یاخذ الشریکان ذلک الثلث ثم لاشفعة له فی الثلثین الاخرین لان المشترى شریک فی الدار وقت شراء الثلث الثاني والثالث فیکون هو مقدماً علی الجار۔

(۱۰۸) ولو كانت لاربعة نفر اشتری رجل نصیب الثلاثة و احد بعد واحد والشریک الرابع غائب ثم حضر فله ان یاخذ نصیب الاول وهو فی نصیب الاخرین شفیع مع المشترى۔

(۱۰۹) ولو اشتری احد الاربعۃ

(۱۰۷) اگر ایک شخص نے کو چہ سہ بیعتیں ایک مکان خریدا پھر اس کے بعد دوسرا مکان اسی کو چہین خریدا تو صرف پہلے مکان میں کو چہ والوں کا شفعہ ہوگا اس لیے کہ نہایت مشتری نے پہلا مکان خریدا اور سوقت اس کو کسی طرح اوس کو چہین شفعہ کا استحقاق نہ ہوتا مگر خریدنے سے وقت وہ مشتری بھی اور کو چہ والوں کی طرح دوسرے مکان میں شفعہ ہو گیا اس واسطے کہ جبوقت اوس نے دوسرا مکان خریدا ہے وہ بھی اوس وقت اوس کو چہ کا رہنے والا ہے۔

اس طرح اگر ایک مکان میں تین شخص شریک ہیں یا اب ایک شخص نے اون تینوں میں ایک کا حصہ خریدا تو اوس مکان کے ہار کو اس حصہ کے لینے کا اختیار ہو بشرطیکہ وہ دونوں شریک اوس کو جوڑ دین بعد ازان باقی دو حصوں میں ہار کا شفعہ نہیں ہو اس واسطے کہ مشتری نے جبوقت باقی حصوں کو خریدا ہو سوقت وہ مشتری مکان میں شریک تھا لہذا ہار پر اوس کو تقدم ہوگا۔

(۱۰۸) اگر ایک مکان میں چار شخص شریک ہیں اور کسی نے ان میں سے تین کا حصہ لے لیا تو دیگرے خرید لیا اور چوتھا شریک وہاں موجود نہ تھا بعد ازان وہ موجود نہ تھا تو اس کو صرف پہلے شخص کے حصہ لینے کا اختیار ہو اور دیگرے دو حصوں کو نہیں لے سکتا بلکہ مشتری کی طرح وہ بھی شفعہ نہیں۔

(۱۰۹) اگر ایک مکان میں چار شخص شریک تھے جن میں سے



نصیب الاثنین واحدا بعد واحد  
ثم حضر الرابع كان شفيعا مع المشتري  
في النصيبين جميعا لان في هذه الصورة  
كان المشتري شيكا وقت شراء  
النصيبين جميعا

ایک شخص دو کا حصہ یکے بعد دیگرے خرید لیا اور چوتھا شریک  
ماخرہ تھا بعد ازاں وہ حاضر ہوا تو یہ چوتھا شریک خریدنے  
والے کے ساتھ دو تون حصہ میں شفعی ہو کیونکہ اس صورت میں  
خریدنے والا دو تون حصوں کے خرید سے وقت  
شریک ہو۔

۱۱۰۰ رجل له خمس منازل في سكة  
غير نافذة فباع هذه المنازل  
فطلب الشفيع الشفعة في منزل  
واحد منها أن طلب الشفعة بجن  
الشركة في الطريق لم يكن له أن  
ياخذ البعض لما فيه من تقرب  
الشفعة من غير ضرورة وان  
طلب الشفعة بالجوار وجاز في هذا  
المنزل لا غير كان له ذلك لانه  
جاء بهذا الواحد خاصة وجنس  
هذا المسئلة يأتي بعد هذا في فصل  
عليه

۱۱۰۱ کو چہر سربستین ایک شخص کے پانچ مکان ہیں  
اوس شخص نے ان مکانوں کو فروخت کیا اور شفعی نے  
مقط ایک مکان میں شفعہ طلب کیا تو اوسین دو صبرتین  
ہیں اگر شرکت راستہ کی وجہ سے شفعہ طلب کیا ہے  
تب تو وہ اس مکان کو نہیں لے سکتا اس لیے کہ بلا ضرورت  
عقد کی تقرین لازم آتی ہو اور اگر جوار کی وجہ سے شفعہ  
طلب کیا ہو اور نقطہ اسی مکان سے اوسکو جوار ہو تو فقط  
یہ مکان اوسکو مل جائیگا اسوائے کہ نقطہ اسی مکان کا وہ  
جاری ہے۔ اسی کے مثل علیحدہ فصل میں ایک اور مسئلہ  
مذکور ہو گا۔

+

+

+

+

+

+

۱۱۱ رجل له خان فيه مسجد افرة  
صاحب الخان واذن للناس  
بالتأذين وصلوة الجماعة فيه ففعلوا  
حتى صار مسجد اثم بئ صاحب  
الخان كل حجرة في الخان من رحى  
حتى صار دربا ثم بيع منها حجرة قال  
محمد رحمه الشفعة بجمع يعهد انية اوسم  
في طريق الخان وبما كان الطريق

۱۱۱ ایک سرزمین سر کے ملک نے مسجد بنائی اور  
لوگوں کو اذان کہنے اور جماعت سے نماز پڑھنے کی اجازت  
دی اور لوگوں نے اوسکی اجازت کے موافق اذان کہنا  
اور جماعت سے نماز پڑھنا شروع کر دیا جسے کہ نہ مسجد  
ہو گئی پھر ایک سرزمین کے تمام مکانات مختلف  
لوگوں کے ہاتھ فروخت کر دئے بیان تک کہ وہ ایک  
ملا ہو گیا آپ اگر اوسین کو بی مکان فروست ہوا ام  
محدہ کے نزدیک سب لوگ اوسین شفعی ہیں اس لیے

*[Signature]*

کہ سچاں مرا کہ! استہین شریک میں جو بقوت کہ سرکار استہ ملوک تھا۔

١٢٠) داربيعت ولها شفعيان بالجوار  
فطلب الشفعة من المشتري ورفع  
احدهما المشتري الى حاكم لا يري  
الشفعة بالجوار فقال له الحاكم  
لا شفعة لك ثم عزل الحاكم عن القضاء  
وولى اخر يري الشفعة بالجوار فجاء  
الشفيع الاخر فقضى هذا القاضي  
للتاني بالشفعة لم يكن للاول ان  
يشاركه في الشفعة لان القاضي  
الاول قد اطل شفعته.

۱۱۴ || ایک مکان فروخت ہوا اور دشمن بسبب جہاد کے  
اوسین شفع بن الن دونے مشتری سے شفع کا عالم  
کیا اور ایک نے مشتری کو شافع المذہب عالم کو پیش کر دیا  
جو شفع بالجوار کو تجویز نہیں کرتا ہوا اس عالم نے اُس سے  
کہا تیرا شفع نہیں ہے بعدہ وہ عالم موقوف ہو گیا  
اور اس کی جگہ دوسرے مذہب کا عالم مقرر ہوا جو شفع  
الجوار کو تجویز کرتا ہوا دوسرے شفع ایسا اور قاضی نے اس  
دوسرے کے لیے شفع کا حکم دیا تو پہلے شفع کو شفع کے زور  
شرکت کا استحقاق نہو گا اس لیے کہ تاضی اول اس کے  
شفع کو باطل کر چکا ہے

١١٣) رجلان اشتريا دوا احدهما  
شفيها فلاشفة للشفي فباعا  
للأجنبي لان شراء الأجنبي لا يتم  
الا بقبول الشفي المبيع لنفسه.

۱۱۳ ||، دو شخصوں نے ایک مکان خریدنا جن میں سے ایک شخص اس مکان کا شفیق بن کر اس دوسرے کے حصہ میں شفیق کا غصہ باطل ہو جائیگا اس لیے کہ دوسرے کا خریدنا جب تک شفیق اپنے لیے یہی کو قبول نہ کرے تا قیام ہے۔

١١٢، نهرفيه شرب لقوم وارض  
النهر لغديرهم فباع رجل ارضه  
والماء منقطع في النهر فلهم الشفعة  
في قول محمد ح-

۱۱۴۱، ایک نہر کے کچھ لوگ آب پاشی کرتے ہیں مگر نہر کی زمین اور لوگوں کی ہے اب ایک شخص نے اپنی زمین ایسے وقت میں فروخت کی کہ نہر کا پانی خشک ہو گیا اساتوا امام محمد کے نزدیک ان لوگوں کا واسعین شیعہ ہے۔

(١١٥)، وفي قياس قول أبي حنيفة  
 رحم لا شفعة لهم بحق الشرب إذا كان  
 الماء منقطعاً كما في العلو المنهدم  
 (١١٦)، رجل باع داراً وابنه الصغير  
 شفعها لليس للوالدان يطلب  
 الشفعة لولدته لأن بائعاً والصغير

(۱۱۵)، امام ابو حنیفہؒ کے قول کے وافی صورت مذکورہ  
میں اگر تہمین پانی از وقت موجود نہ ہو تو آب پاشی کے حق میں کھانا  
شعہ تہمین جس طرح اور پر کسان گرمابی شفعہ مباتا سہا  
(۱۱۶)، ایک شخص نے کسان فروخت کیا، اس کا ناپالغ بیٹا  
کسان میں شفعہ بیچ کر تو اس شخص کو اپنے بیٹے کے لیے طلب  
شفعہ کیا، یہ کیا بخود اس شفعہ فروخت کیا اور اگر بیٹے نے

على شفعتها اذ ابلغه - <sup>وہاں پر وہ میرے پاس پہنچا</sup>  
 ۱۱۷۰، اذ اثبت ان الشفعة تثبت  
 بأسباب وبعضها اقدم من البعض  
 فاذا طلب الشفيع القضاء بالشفعة  
 لا بد من بيان السبب حتى يعلم  
 القاضي انه باي سبب يقضى فان  
 بين المدعي السبب وقال بدارلى  
 يلانق المبيع ثم دعواه ويطالب  
 المدعي عليه بالجواب فان قال  
 المدعي عليه ماله قبلي شفعت جوابا  
 تاما ثم يقول للمدعي قلنا نكر ما ادعت  
 فان قال المدعي حلفه لى حلفه  
 القاضي ثم قال فى الكتاب يحلف  
 بالله ما لهد المدعي فبذلك شفعة  
 فى هذه الدار التى ادعاهها المدعي  
 فان حلف انقطعت الخصومة بينهما  
 الا ان يقيم المدعي البينة على ما ادعى  
 وان نكل المدعي عليه لزومه الشفعة  
 ۱۱۸۱، فان قال للمدعي عليه فى الجواب  
 انى قد اشقيت هذه الدار التى  
 بين المدعي حدودها الا ان  
 الدار التى فى يد المدعي يطلب بها  
 الشفعة ليست له كلف المدعي اثامة  
 البينة على ان تلك الدار التى فى يده  
 له فان اقام البينة على الملك ليحقق

مکان پر منت کیا اور مکان مالک نے اس کو اس شخص پر توابع ہو چکے ہیں تو  
 ۱۱۷۰ جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ شفعت چند اسباب سے  
 ثابت ہو سکتا ہے اور بعض اسباب کو بعض پر تقدم ہو پس  
 جو وقت قاضی سے شفعت شفعت کے مکمل کر درخواست کرے  
 تو شفعت پر سبب کا بیان کرنا ضروری ہے تاکہ قاضی کو اپنے  
 حکم کا سبب معلوم ہو جائے پس اگر شفعت نے سبب بیان  
 کر دیا مثلاً کہ دیکھ کر میں اپنے ایک مکان کے درمیان سے شفعت کا  
 دعوی کرتا ہوں جو فروخت شدہ مکان ملا ہوا ہے تو شفعت کا دعوی  
 تلم ہو جائیگا اور مدعا علیہ سے اس کا جواب طلب کیا جائیگا اگر مدعا علیہ  
 جواب دیا کہ میری طرف اس کا شفعت نہیں ہے تو اس کا جواب پورا  
 ہو گیا پھر قاضی مدعی سے یہ بات کہیگا کہ مدعا علیہ تیرے  
 دعوی سے منکر ہے اس پر اگر مدعی نے کہا میرے طرف سے  
 اس کا حلف لو تو قاضی کو اس سے حلف لینا چاہیے پھر  
 کتاب میں بیان کیا ہے کہ قاضی اس سے یہ حلف لے کہ عدالت میں  
 جس مکان میں مدعی دعوی کرتا ہے میرے اوپر اس مکان میں شفعت  
 شفعت نہیں ہے اگر مدعا علیہ نے حلف کر لیا تو اس کا شفعت ختم ہو جائیگا  
 مگر جس صورت میں مدعی اپنے دعوی پر گواہ قائم کر دے اور اگر مدعا علیہ  
 نے حلف سے انکار کیا تو مدعی کا شفعت لازم ہو جائیگا۔

۱۱۸۰ اگر مدعا علیہ نے قاضی کی رو برو مدعی کے جواب میں  
 کہا کہ جس مکان کے مدعو مدعی نے بیان کیے ہیں بلاشبہ اس کو  
 میں نے خرید لیا ہے مگر مدعی کے پاس جو مکان ہے اور جس کے مدعو ہے  
 وہ شفعت کا ہے وہ مکان مدعی کا نہیں ہے تو جو وقت مدعی نے  
 کہا جائیگا کہ اس بات پر گواہ پیش کرے کہ شفعت کا مستحق ہوا تھا  
 اور اگر اس کے پاس کلیت کے گواہ نہیں ہیں مگر اسے یہ کہنا  
 کہ شری خود اس بات کو ماننا ہے کہ وہ مکان میرا ہے

تقاضی کو مدعا علیہ سے یہ ملت لینا چاہیے کہ جد اکی قسم  
مدعی کے قبضہ میں یہی خرید کر وہ مکان کے متعلق جو مکان  
واقف زمین نہیں جانتا کہ وہ مدعی کا مکان ہو اگر مدعا علیہ  
یہ ملت کر لیا تو مدعی کا اسپر کچھ مدعی فریاد کر جس وقت کہ  
مدعی ملکیت کے گواہ پیش کر دے اور اگر مدعا علیہ نے ملت  
کرنے سے انکار کیا تو مدعی کا شفعہ لازم  
ہو جائیگا۔

۱۱۹۱، اگر مشتری نے کہا جس مکان کو مدعی بذریعہ شفعہ  
کے لینا چاہتا ہے اسکو میں نے ایک برس سے خرید رکھا ہے  
اور خود اس مدعی کو یہ خریدنے کا علم ہوا مگر اسے شفعہ  
طلب نہیں کیا تو تاقاضی کو مدعی سے کہنا چاہیے اسنے یہ مکان  
کب خرید لیا اگر مدعی نے کہا جس وقت کہ خریدنے کا مال  
علوم ہوا اسی وقت میں نے شفعہ طلب کیا تو اسکا  
یہ کہنا صحیح ہو گا اور اسکے لیے کافی ہو جائیگا اسپر اگر  
مشتری نے یہ بات کہی جس وقت کہ جو علم ہوا اس وقت  
تو نے شفعہ نہیں طلب کیا تو شفعہ کا قول معتبر ہو گا اور  
مشتری کا یہ قول معتبر نہ ہو گا اور اگر شفعہ نے یہ بات کہی  
ایک برس پہلے کہ جو مکان کا حال معلوم ہوا اس وقت شفعہ کو میں نے طلب کیا  
اسپر مشتری نے کہا تو نے شفعہ کو طلب نہیں کیا تو مشتری کا قول  
معتبر ہو گا بطریق ایک شخص نے اپنی کواری کو لکھ کیا اور جب اسکو  
اپنی لکھ کی خبر پہنچی تو اسنے لکھ کو رکھ دیا اور اسے دونوں خاندانوں نے  
پاس نہ پاس نہ گئے اور خاندان میں کیا جب اسکو لکھ کی خبر پہنچی تو  
خاندان میں پہلے اسکو سے کہا جس وقت کہ جو معلوم ہوا اس وقت شفعہ کو میں نے  
تو اس سرور میں عین کا قول معتبر ہو گا اور اگر اسنے یہ بات کہی کہ لکھ کو میں نے

بہا الشفعة وان لم یکن له بینه علی  
الملک ولكن قال ان المشتري یعلم  
انها لی حلفت المدعی علیہ بالشفعة فقلت  
ان الدار التي فی ید المدعی بحین الدار التي  
اشترتها له فان حلف لا سبیل له  
علیہ الا ان یقیم المدعی البینه علی  
الملک وان نحل لزمتہ الشفعة۔

۱۱۹۱، وان قال المشتري انی قد  
اشتریت هذا الدار التي یرید ان یأخذ  
بالشفعة منذ سنة وقد علم هذا المدعی  
بشراخی ولم یطلب الشفعة فیتول  
القاضی للمدعی متى اشتری هو  
هذا الدار فان قال المدعی طلبت  
الشفعة حین علمت ان صیحا وكفا  
ذلك فان قال المشتري ما طلبت  
حین علمت ان القول قول الشفع  
وان قال الشفع علمت منذ سنة  
وطلبت وقال المشتري لم تطلب  
ان القول قول المشتري وهو  
کا لیکر اذا زوجت بلفها الخبر فرددت  
فاختصما الی القاضی فقال الزوج  
حین بلفها الخبر سکتت وقالت  
رددت حین علمت ان القول قولها  
وان قالت علمت یوم کذا ورددت  
لا یقبل قولها۔

۱۲۰) ولو قال الشفيع لم اعلم بالشراء (۱۲۰) اگر شفیع نے قاضی کے مدبر و بابت کوئی کہ تجھ کو بیعت الا الساعة كان القول قوله وعلى المشتري البينة انه علم قبل ذلك ولم يطلب۔  
غیر نے کا علم ہو اور اس کا قول مقبول ہو گا یا مشتری کو اس بات کی گواہ پیش کرنے پر تنگ کر سکو پہلے سے فروخت کا علم ہو اور اگر اس نے شفعہ طلب نہیں کیا۔

۱۲۱) ولو قال المشتري انه لم يطلب الشفعة حتى لقيت وقال الشفيع طلبت كان القول قول المشتري ويحلف بالله انه لم يطلب الشفعة حين لقيك۔  
۱۲۱) اگر مشتری نے قاضی کے مدبر بیان کیا کہ بیعت مجھے ملا جو اس وقت تک اسے شفعہ کو طلب نہیں کیا اور شفیع نے کہا میں نے طلب کیا تھا مشتری کا قول مقبول ہو گا اور مشتری سے اس بات کا حلف لیا جائیگا کہ ملاقات کی وقت شفیع نے شفعہ طلب نہیں کیا۔

۱۲۲) ولو قيل للشفيع متى علمت فقال امس او في يومى قبل هذه الساعة لا يقبل قوله الا بينة۔  
۱۲۲) اگر شفیع سے قاضی نے کہا میں نے کب مال تجھ کو فروخت معلوم ہوا تو اسے کمال راجح گفتہ بھر بچے تو بغیر گواہوں کے اس کا یہ قول مقبول نہ ہو گا۔

۱۲۳) ولو ان رجلا ادعى شفعة بالجوار قبل رجل لا يرى الشفعة بالجوار فانكر المدعى عليه وقال لا شفعة له كان القول قوله ويحلف بالله ما لهذا قبلك شفعة على قول من يرى الشفعة بالجوار ولا يحلف بالله ما لهذا قبلك شفعة في هذا الدار لانه لو حلف على هذا الوجه يحلف بالله بناء على مذهبه فيقول حق المدعى۔  
۱۲۳) اگر مردی مدعی شفعہ ہو اور شفعہ بالجوار کو مانگا ہو اور مدعا علیہ شافعی المذهب ہو اور شفعہ بالجوار کو نہیں مانگا جب اس مدعی نے دعوی کیا کہ مدعا علیہ نے انکار کیا اور کہا اس کا شفعہ نہیں ہے تو مدعا علیہ کا قول مقبول ہو گا اور اس بات کا ادس حلف لیا جائیگا کہ اس کا تیرے قبے کے موافق میرے اوپر اس کا شفعہ نہیں ہے یہ حلف لیا جائیگا کہ اس کا نہیں اس کا شفعہ نہیں ہے اس لیے کہ اگر اس طرح بچے پر اس سے حلف لیا جائیگا کہ اپنے قبے کے موافق وہ حلف کرے گا اور مدعی کا حق تلف ہو جائیگا۔

۱۲۴) ولو ان دارين متداثرين لوجبلت فتصدت به حب احدى۔  
۱۲۴) اگر دو شخص نہ نہ دو مکان ملے ہوئے ہوں اور ایک مکان دالے کے نیچے مکان کی وہ دیوار جو ہمسایہ کے مکان سے

ملی ہوئی ہر طرح دیوار کی اراضی کے ایک شخص کو مندرید ی  
 پھر اسی شخص کے ہاتھ اپنے مکان کو فروخت کر دیا تو باقی  
 نے ذکر کیا ہے کہ اس صورت میں وہ ہاشمیہ زریگا آب وہ جہار  
 شتری سے اس بات کی قسم لینا چاہتا ہے کہ مالک مکان نے عداوت  
 یا شفعہ سے بچنے کے لیے مجبور کر کے طریقہ پر یہ کارروائی نہیں  
 کی ہے تو یہ شتری اس بات کی قسم کھا سکتا ہے اس لیے کہ ہاں اس  
 شتری پر ایسے امر کا دعویٰ کرنا ہے کہ اگر شتری اقرار کرے  
 تو اس پر لازم ہو جائے لہذا اس سے حلف لیا جائیگا اگر حلف  
 کر لیا تو جہار کا شفعہ باطل ہو گیا اور اگر انکار  
 کیا تو اس کا شفعہ ثابت ہو جائے گا  
 اس لیے کہ اس انکار سے ہمارا رزق ہونے کا اقرار  
 پایا گیا۔

(۱۲۵) ایک شخص نے ایک زمین یا مکان کا دو سو اسی  
 زیادہ قیمت سے خرید کر بعد اس کے باقی کو بیسے تھوڑی  
 قیمت سے خرید لیے تو اس صورت میں ہاں کو بیسے اول میں  
 شفعہ ہو گا بیسے ثانی میں ہنوا گا اس لیے کہ یہ شتری بیسے اول سے  
 اس مکان یا زمین میں شریک ہو گیا لہذا بیسے ثانی میں ہاں سے  
 اس کو تقدم ہو گا پھر اس صورت میں اگر شفعہ کو شتری سے  
 اس بات پر حلف لینا منظور ہو کہ مجھ کو اس کارروائی سے قیہ  
 شفعہ کا باطل کرنا مقصود نہیں تھا تو شیخ امام ابو بکر محمد بن  
 فضل رحمہ کا قول ہے کہ اس سے ہاں طریق حلف نہیں لے سکتا  
 اس لیے کہ اگر شتری نے اس کا اقرار ہی کر لیا تو اس پر کچھ  
 لازم نہیں آئیگا البتہ اس طریق پر حلف لے سکتا ہو کہ بیسے  
 اول میں ہاں کر کے کے لیے نہ تھی اس لیے کہ شفعہ ایسے امر کا  
 ہی ہے کہ اگر شتری اقرار کرے تو اس پر لازم ہاں آئیگا اور

الدارین بالحنظہ الذی یبیل جاسرہ  
 علی رجل بہا تحتہ من الارض فیض  
 المتصدق علیہ ثم باع للمتصدق داراً من  
 المتصدق علیہ ذکر المتأطقی رحمہ  
 لا یبقی الجار شفیعا فان طلب الجار  
 عین المشتري بالله ما فعل صاحب  
 الدار ذلک ضراراً او ضراراً من  
 الشفعة علی وجه التلجئة کان لہ  
 ذلک لانہ ادعی علیہ معنی لواقربہ  
 لزمتہ و یحلف فان حلف لا شفعة  
 لہ وان نکل کان لہ الشفعة لانہ  
 اقرانہ جارا ملائق۔

(۱۲۵) رجل اشتری من رجل  
 عشرين ارض او دار یمن کثیر ثم  
 اشتری تسعة اعشارها بمن قلیل  
 کان للجار الشفعة فی البیع الاول دون  
 الثاني لانہ بالبیع الاول صار  
 شریکا فی نفس البقعة فیکون هو  
 اولی من الجار فی البیع الثاني  
 فان اراد الشفعان ان یحلفا بالله  
 ما اردت بذلک ابطال الشفعتی  
 قال الشیخ الامام ابو بکر محمد بن  
 الفضل رحمہ لا یحلف علی هذا الوجه  
 لانہ لواقربہ لا یلزمہ شیء لکن  
 لو اراد ان یحلف المشتري یحلف

ہا للہ ان البیع الاول ما کان تلحقہ  
 کان لہ ذلک لانہ ادعی علیہ معنی  
 لو اقربہ یلزمہ فکان لہ ان یحلفہ  
 علی هذا الوجه قال وما ذکر فی  
 الاصل ان الشفعہ اذا اراد استعلافہ  
 مدعی ہو۔

انہ لم یرد بہ ابطال الشفعہ کان  
 لہ ذلک لانہ ادعی ان البیع کان  
 تلحقہ۔

۱۲۶۱۔ رجلان تبایعا بیعا فطلب  
 الشفعہ الشفعۃ لخصمۃ البائع والمشتري  
 فقال کان البیع بیننا بیع معاملۃ  
 وصدقۃ المشتري فی ذلک قال  
 الشيخ الامام ابوبکر محمد بن  
 الفضل رحمہما لا یصدق ان  
 علی الشفعہ الا ان یکون البیع بقیمن  
 لا بیاع مثل ذلک المبیع بذلک  
 الثمن لقلۃ فم یكون البیع بیع معاملۃ  
 ولا یکون للشفعہ فیہ الشفعۃ الا تری  
 انہ لو جری هذا الاختلاف بین  
 البائع والمشتري فقال البائع  
 بعت معاملۃ وقال المشتري لا بیل  
 کان البیع بیع رغبة ان کان البیع  
 ثمن لا بیاع مثل ذلک المبیع بمثل  
 ذلک الثمن لقلۃ کان القول قول  
 البائع وان لم یکن کذلک کان القول  
 ۱۲۶۲۔ دو شخصوں نے باہم ایک بیج کی اور بائع اور  
 مشتری کے درمیان شفعہ طلب کیا اور بائع نے یہ بات  
 بیان کی کہ ہمارے اور تمہارے درمیان یہ بیج معاملہ کے طور پر  
 تھی اور مشتری نے اس بات کی تصدیق کی تو شیخ امام ابو بکر  
 محمد بن فضل رحمہما کا قول ہے کہ شفعہ کے بارے میں اوکی تصدیق  
 نکلی جائیگی مگر یہ صورت میں کہ بیج اس قدر قلیل تھیں کہ ہوئی  
 ہو کہ وہ بیج اس شخص سے کبھی فروخت نہ ہو سکے اس صورت میں  
 یہ بیج معاملہ ہوگی اور شفعہ کا اوسمین شفعہ ہوگا دیکھو اگر  
 یہ اختلاف بائع اور مشتری میں واقع ہو اور بائع یہ بات  
 کہہ کہ میں نے معاملہ کے طور پر اس چیز کو فروخت کیا ہے اور  
 مشتری کہہ کہ میں لکھ رہا ہوں بیج رغبت سے ہوئی ہے تو اسکی دو تین  
 میں اگر یہ بیج اس قدر قلیل تھیں کہ ہوئی ہے کہ وہ تو کسی ملک  
 میں اس قدر تھیں کہ فروخت نہیں ہو سکتی تو بائع کا قول  
 معتبر ہوگا اور اگر یہ بات نہیں ہے تو مشتری کا قول  
 معتبر ہوگا۔ اسی طرح اگر دونوں اور شفعہ کے  
 'میں یہ اختلاف واقع ہو تو اوس کا یہی حکم  
 ہے۔

قول المشتري وكذلك اذا وقع الاختلاف بينهما وبين الشفع.

\* \* \* \* \*

۱۲۷۰، وقال القاضي الامام علي السعدي رح وان باع بما لا يباع مثله لا يبعد فان على الشفع ايضا لان هذا قول العوام ان الفتن اذا كان بحيث لا يباع به مثله لا يجوز.

۱۲۷۰، قاضی امام علی سعدی رح کا قول ہو اگر اس قدر شیع بیع واقع ہوئی ہے کہ اوس شخص کی بیع اور سعدی رح سے نہیں ہو سکتی تو ہی شفع کے لحاظ سے باطل اور مشتری کی صفاتی تکمیل کا اس لیے کہ قول عوام کا پورے لگ کر بہت قلیل اکثریت جو بیع جائز نہیں ہوتی ہے

۱۲۸۱، رجل اشترى دارا لابه الصغیر فاراد اب الشفع ان ياخذ الشفعة واختلافم الشفع في الفتن كان القول قول الاب لانه ينكر حق التملك بما ادعى من الفتن ولا يمين على الاب لان فائدة الاستحلاف الافتراء ولو اقر الاب بما ادعى الشفع لا يعم اقراره على الصغیر

۱۲۸۱، ایک شخص نے اپنے نابالغ لڑکے کے لیے مکان خریدیا اور دوسرے شخص کو نابالغ لڑکا اور زمین شفع پر اس شفع کا باپ شفع لینا چاہتا ہے اور اودن وودون نے شفع کے ساتھ زمین میں اخلاق کیا تو باپ کا قول خبر ہو گا اس لیے کہ وہ اس شفع کے بدلے حق تملک کا ستر ہے جس کا مدعی دعویٰ کرتا ہے اور باپ کے اوپر قسم نہ لازم ہوگی اس لیے کہ قسم لینے کا فائدہ اقرار پر اور اگر باپ نے شفع کے دعویٰ کا اقرار کیا تو اس نابالغ پر اس کا اقرار لازم ہو گا۔

۱۲۹۰، ایک شخص کا مکان کسی نے غصب کر لیا اور غصب مالک مکان کی ملکیت سے انکار کرتا ہے اگر اس مکان کے پہلو میں کوئی مکان فروخت ہو اور وہ مالک اس فروخت شدہ مکان کا شفع پر اور مشتری شفع کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ مکان اسکانین پر تو ان مقاتل کا قول ہے کہ مالک مکان کو اس فروخت شدہ مکان میں شفع طلب کرنا چاہیے بعد از ان مشتری اور فاعل غصب سے قاضی کے رو برو اوکو خامست کرنی چاہیے اور یہ کہنا چاہیے کہ اس شخص نے یہ مکان خریدیا اور زمین نے وہ شفع طلب کیا اور میرا معتمد میرے غلام مکان کے بیٹے کو اس دوسرے

۱۲۹۰، رجل له دار غصبها منه غاصب والغاصب يجحد ملكه المصوب منه فبيعت دار بجند هذه الدار والمصوب منه شفع الدار المبيعة والمشتري يجحد الشفعة ويجحد ان الدار المصوبة له قال ابن مقاتل رح يطلب المصوب منه شفعة الدار المبيعة ثم يخام المشتري والغاصب الى القاضي ويقول هذه الرجل اشترى هذه



شخص نے ضبط کر لیا ہے آپ اگر یہ ایک مکان اس بائع پر گواہ پیش کر دے کہ ضبط شدہ مکان اوسے کا مکان ہو تو قاضی اس شخص کو یہ مکان دلا دے گا وشفعة کا بھی حکم دے دیگا اور اگر اسے پاس گواہ نہیں ہیں تو ناصب اور مشتری سے حلف لیگا پس اگر ناصب نے حلف سے انکار کیا اور مشتری نے حلف کر لیا تو قاضی وہ مکان ناصب سے ایک مکان کو دلا دے گا لیکن شفعہ کا حکم اس لیے کہ ناصب کا حلف سے انکار کیا تو قاضی شفعہ کا حکم دے گا اس لیے کہ ناصب پر حجت ہوگا اور اگر ناصب نے حلف کر لیا مگر مشتری نے اس سے انکار کیا تو قاضی شفعہ کا حکم دے گا لیکن ناصب سے وہ مکان نہ دلو اسے گا اس لیے کہ جس نے حلف سے انکار کیا ہے اس کا انکار اسے پر حجت ہوگا۔

\*\*\*  
(۱۳۰) جب قاضی کے نزدیک شفعہ کا حکم دنیا لازم ہو جائے تو جو وقت تک شفعہ قاضی کے رد بردن لاکر موجود نہ کر دے اس وقت تک حکم میں تاخیر کرنی چاہیے اور اگر اس صورت میں شفعہ نے قاضی سے یہ بات کہی کہ میرے لیے شفعہ کا حکم دیکر بدستور اسکو چھوڑ دے اور تادقیقہ میں شفعہ میرے رد برد لاکر پیش نہ کر دے اس وقت تک مجھکو مکان دلا نا تو امام محمد رحمہ کے نزدیک قاضی اسکی بات منظور کرے اور اگر شفعہ نے یہ بات کہی کہ اگر میں میں مذکور شفعہ حاضر نہ کروں تو میں شفعہ سے دست بردار ہوں اور پھر تین روز تک اس سے من لاکر حاضر کیا تو ابن رحمہ نے

الدار قد طلبت منه الشفعة  
ولی شفعتهما بهذا الدار التي غصبني  
هذه الغاصب فان اقام البينة ان  
الدار المنصوبة له قضی الغاصب  
له بالدار المنصوبة وبالشفعة ايضاً  
وان لم يكن له بينة حلف الغاصب  
والمشتري فان نكل الغاصب عن  
البينة وحلف المشتري قضى لقاضى  
له بالدار المنصوبة على الغاصب  
ولا يقضى له بالشفعة لان نكل الغاصب  
يكون حجة على الغاصب دون المشتري  
وان حلف الغاصب ونكل المشتري  
قضى للقاضى له بالشفعة ولا يقضى له  
بالدار المنصوبة لان نكل احدهما  
يكون حجة عليه دون الآخر

(۱۳۱) واذا توجه القضاء بالشفعة  
فان القاضى لا يقضى بالشفعة حتى  
يحضر الشفعين الثمن فان قال الشفع  
اقض لي بالشفعة ودعها على حالها  
ولا تسلم حتى اتيك بالثمن قال محمد رحم  
الرحمة لا يحسم القاضى الى ذلك فان قال  
الشفيع ان لم اجد بالثمن الى ثلثة  
ايام فانا بريء من الشفعة فام يجمع  
بالثمن الى ذلك الوقت ذكر ابن رستم  
عن محمد رحم انه يبطل شفعه لان تسليم

الشفعة اسقاط محض فیعم تعلیقہ بالشرط  
وقال بعض المشائخ رحم لا تبطل شفعتہ  
وهو الصحيح لان الشفعة متى ثبتت  
تطلب المواثبة والاشهاد وما لکدات  
لا تبطل ما لم یسلم بلسانہ

د۱۳۱، وکن الوقال لشتری للشفیع ہا  
الد لہم وخذ شفعتک فان امکنہ  
احضار الدس اہم فی ثلثۃ ایام  
ولم یحضر بطلت شفعتہ عند  
محمد رحم ولو ان الشفیع احضر الد نانیر  
والثمن دس اہم اختلافوا فیہ والصحیح  
انہ لا تبطل۔

د۱۳۲، الوکیل بشرء الد اذ اکان  
شفیعاً قالوا هو یطلب الشفعة من  
الموکل ولیس ہو کن اشتری لنفسہ  
وهو شفیع فانه لا یحتاج الی الطلب  
قالوا الوکیل ایتان الوکیل یقوم مقام  
الموکل فی هذا حق لا یحتاج الی الطلب  
لا یبعد والاول اعجب۔

د۱۳۳، الوکیل بالشراء اذا اشتری  
غناء الشفیع یطلب الشفعة من الوکیل  
قال بعضهم انکان الوکیل یسلم الداد  
الی الموکل لا یعم الطلب منہ وهكذا  
روی عن محمد رحم ان الوکیل لا یبقى  
خصماً بعد التسلم الی الموکل وان کان

روایت کیا کہ اگر وہ اسکا شفعہ باطل ہو جائیگا ایسے کہ شفعہ کا تسلیم  
کرنا فقط اسکا ساتھ کرنا ہو نہیں سکتا بلقی بالخط وکتبا اور بعض  
مشائخ نے بیان کیا ہے کہ اسکا شفعہ باطل ہوگا اور قول صحیح ہی ہے جو  
ایسے کہ شفعہ جو وقت طلب ہو جنت اور طلب شہادت تیار نہ ہو  
اور اگر حکام ہو گیا تو جس وقت تک اپنی زبان ترک نہ کرے وہ شفعہ باطل  
د۱۳۴، اسطرح اگر شتری نے شفعہ سے بیعت کہی کہ روپیہ  
لا اور اپنا شفعہ لے اور تین روز تک وہ روپیہ لاسکتا رہتا  
مگر نلایا تو امام محمد رحم کے نزدیک اسکا شفعہ باطل  
ہو جائیگا اور اگر شفعہ نے بجائے روپیہ کے اشر فیان لاکر  
دیوین تو دوس میں اختلاف ہے اور صحیح  
یہ ہے کہ شفعہ باطل ہوگا۔

\* \* \* \* \*  
د۱۳۵، جو شخص ایک مکان خریدنے کے لیے وکیل کیا گیا  
اور وہ اس مکان میں شفعہ ہی جو فقہار کے نزدیک  
موکل سے اسکو شفعہ طلب کرنا چاہیے خلاف اس شخص کے  
کہ خود خریداری ہو اور شفعہ ہی ہو کہ اسکو طلب کرنا کی ضرورت  
ہی نہیں ہے اور فقہار کا قول ہو اگر یہ بات کہی جائے کہ  
وکیل کا فعل موکل کے اسم مع شین قائم مقام ہونا کہ اسکو بھی  
طلب کی حاجت نہ رہے تو کچھ یہ نہیں ہو سکتا بلقی اس پر بیہوش۔

د۱۳۶، ایک شخص مکان خریدنے کے لیے وکیل کیا گیا اور  
اسے مکان خریدا تو شفعہ نے انکو وکیل سے شفعہ کا مطالبہ  
کیا اس صورت میں بعض کا قول یہ ہے کہ اگر وکیل نے  
وہ مکان موکل کو دیدیا ہے تو شفعہ وکیل سے طلب نہیں  
کر سکتا اور امام محمد رحم سے اسطرح مروی ہے ایسے کہ جب  
وکیل وہ مکان موکل کے قبضہ میں دیکھا تو اب اس سے

کچھ دعویٰ نہیں ہو سکتا ہو اور اگر وہ مکان ہنوز وکیل ہی کے قبضہ میں ہو تو اس سے شفعہ کا مطالبہ ہو سکتا ہو اور شفعہ امام ابو بکر محمد بن فضل رحمہ اور قاضی امام سفدی رحمہ کا قول کو کہ بہ صورت وکیل سے وہ شفعہ کو طلب کر سکتا ہو خواہ وہ مکان موصول کے قبضہ میں دیکھا ہو یا ہنوز اسی کے پاس ہو اس لیے کہ حقوق کے مکمل نہیں کیل خود اپنی ذات کیلئے حق کو برقرار رکھتا ہے سبباً باوجود لہذا شفعہ کی طرح بہ صورت اس سے شفعہ کا دعویٰ ہو سکتا ہو خواہ مکان وکیل کے قبضہ میں ہو یا نہ ہو۔

(۱۳۴) ایک شخص نے کوثر میں ایک مکان شغل پر مین گیہوں سے بلا تعین فروخت کیا اور شرمرو میں شفعہ نے قاضی کے سپرد اپنا مقدمہ دائر کیا اور وہ مکان کو ضلع امروہ میں ہو قاضی نے شفعہ کا حکم دیدیا تو نوادر میں نگار ہو اگر دونوں شہروں میں گیہوں کا ایک ہی نرخ ہو تو سبب گیم قاضی نے شفعہ کا حکم دیا جو اسی غیر میں شفعہ کو اس قدر گیہوں دینا چاہیے اور اگر دونوں شہروں میں نرخ مختلف ہو تو اس کی دوسو تین تین جس میں شفعہ گیہوں دینا چاہتا ہو اگر وہ ان نرخ کی گرائی ہو تو اس وقت شفعہ کو اختیار ہو کہ جہاں چاہے گیہوں ادا کرے اور اگر نرخ کی ارزانی ہو اور مشتری ہی اسی شہر میں چلنے پر راضی ہو تو وہی شفعہ کو اختیار ہو کہ جہاں چاہے اس قدر گیہوں مشتری کو ادا کرے اور اگر مشتری اس بات سے راضی نہیں ہو تو شفعہ کو اس شہر میں گیہوں ادا کرنی چاہیں جہاں کا نرخ اس شہر کے نرخ کے مطابق ہے جس میں وہ مکان خرید گیا ہے۔

(۱۳۵) ایک شخص نے ایک زمین سو روپے پر خریدی یا

الوکیل نام یسلم الی الموکل یصم الطلب متہ و هو خصم وقال الشفیخ الامام ابو بکر محمد بن الفضل رحمہ والقاضی الامام علی السفدی رحمہم الطلب متہ سلم اول یسلم لانه فی حکم الحقوق عاقد لنفسه فکان بمنزلة المشتري یكون خصما فی طلب الشفعة کانت اللہ فی یدہ اولم تکن۔

(۱۳۶) رجل اشترى داراً بالکوفة بکوة خطه بغير عینه فخاصمه الشفیخ الی القاضی میر و والدار بالکوفة او میر و وقضى القاضی له بالشفعة ذکری فی النوادر انکانت قیمۃ الکوفۃ المواضعین سواء اعطاها الشفیخ للکوفۃ قضی له بالشفعة وانکانت القیمۃ متفاضلة فانکان الکوفۃ فی الموضع الذی یرید الشفیخ ان یعطى اعلی قیمۃ فذلک الی الشفیخ یعطیه حیث شاء وانکان الرخص ورضی المشتري بذلک فذلک لك یعطیه الشفیخ حیث شاء وان لم یرض المشتري بذلک اعطاها الشفیخ فی الموضع الذی یکون قیمۃ الکوفۃ مثل قیمته فی موضع الشراء۔

(۱۳۷) رجل اشترى ارضاً بمائة

اوس زمین میں سے مٹی کو دیکر سوچو کہ وہ مٹی کونسی اور  
شفیع سے آکر شفیع طلب کیا تو شفیع امام ابو بکر محمد بن فضل رحمہ  
کا قول دیکر شفیع نصف ثمن یعنی پچاس روپیہ دیکھ لے سکتا ہے  
اس واسطے کہ اوسا ثمن یعنی سو روپیہ سالم زمین کی قیمت اور  
کہو دی ہوئی مٹی کی قیمت پر تقسیم کیا جائیگا اور شفیع سے  
مٹی کی قیمت کم کر دی جائیگی اور قاضی امام علی سفدی  
کا قول ہے کہ شفیع سے نصف ثمن کم کیا جائیگا  
بلکہ مٹی کو دے سے جس قدر زمین کی قیمت میں  
نقصان آیا ہے اوس قدر ثمن میں کمی کر دی جائیگی اور  
اگر مشتری نے مٹی کبھ ملنے کے بعد جس بھر اوڑھا لیا  
پہلے تو سب اب شفیع کے آنے سے پہلے اوسکو  
برابر کر دیا بعد ازاں شفیع مانع ہوا تو شفیع  
امام ابو بکر رحمہ کا قول ہے اس وقت میں مشتری  
سے کہا جائیگا تو نے جس قدر مٹی دوبارہ اس میں  
ڈالی ہے سب اوسا ثمن بعد ازاں مٹی اٹھانے  
القولین ثمن میں کمی کر دی جائیگی۔

\* \* \* \* \*

۱۳۶۱، اگر مشتری نے شفیع سے کہہ کر ایک مہینے  
کی مدت مانگی اور شفیع نے مدت دی پھر اس نے اپنے قول سے  
رجوع کر کے نہی شفیع کا مطالبہ کیا تو وہ ایسا کر سکتا ہے  
۱۳۶۲، اگر مشتری اور شفیع کے مابین ثمن میں اختلاف  
واقع ہو تو مٹ لیکر مشتری کا قول مستبر ہو گا اور اگر شفیع نے  
اپنے دعوے پر گواہی کا سنادے تو امام ابو حنیفہ اور محمد  
کے نزدیک شفیع کے موافق حکم دیا جائے گا

در ہم و رفع منها التراب و بایع التراب  
بماثة در ہم ثم جاء الشفیع و طلب  
الشفعة قال الشیخ الامام ابو بکر محمد  
بن الفضل رحمہ یاخذ الشفیع الارض  
نصف الثمن و هو خسون درهما  
یقسم الثمن علی ثمة الارض قبل دفع  
التراب و علی قيمة التراب المرفوع  
ثم یطرح عن الشفیع قيمة التراب  
وقال القاضی الامام علی السفدی  
رحمہ لا یطرح عن الشفیع نصف الثمن  
واما یطرح عنه بحصة النقصان فلو  
ان المشتري کس الارض بعد  
ما رفع منها التراب فاعادها کما  
کانت قبل ان یحضر الشفیع ثم حضر  
الشفیع قال الشیخ الامام ابو بکر رحمہ  
یقال للمشتري ارفع من الارض  
بقدر ما احدثت فیها ثم یكون الجواب  
فیہ علی ما قلنا۔

۱۳۶۱، المشتري اذا شفع الى الشفیع  
واستعمله شهرا فامهله ثم رجع الشفیع  
وطالبه فی الحال کان له ذلک۔  
۱۳۶۲، المشتري مع الشفیع اذا اختلفا  
فی الثمن کان القول قول المشتري  
مع یئنه وان اقام البينة علی ما ادعی  
یقضی بینه الشفیع فی قول البینة رح

و محمد رحمہ و قال ابو یوسف رحمہ البینۃ  
بینۃ المشتري۔  
اور ابو یوسف رحمہ کہتے ہیں مشتری کے گواہ معتبر  
ہونگے۔

(۱۳۸) الشفیع اذا اخذ الدار من  
البائع كانت عهده على البائع  
وان اخذها من المشتري كانت  
عهده على المشتري وللشفیع  
خيار روية وله ان يرد بالعيب وهو  
مبذلة المشتري في ذلك وان كان  
المشتري اشترى  
الدار على ان البائع يبرئ من كل  
عيب بها او كان بها عيب علم  
المشتري بذلك ودعى كان للشفیع  
ان لا يرضى بالعيب ويرده

(۱۳۹) الشفیع اذا اخذ الدار بالتقوى بنی فیها  
ثم استعقت الدار رجع الشفیع بالثمن  
على من اخذ منه الدار ولا يرجع  
بقیمة البناء على احد بخلاف المشتري  
فان المشتري لما يرجع بالثمن على  
البائع يرجع بقیمة البناء ایضا۔

(۱۴۰) الشفیع اذا وکل رجلا باخذ  
الشفعة جاز فوکیلہ فان قال  
المشتري بعد ما ثبت الوکیل الشفعة  
انا ارید یمن الشفیع انه لم یسلم  
یقال له سلم الدار الی الوکیل  
واتبع الموکل وحلفه وهو کالوکیل قبض

(۱۳۹) اگر شفیع نے بذریعہ شفعہ کے ایک مکان لیکر  
اوسین کچھ عمارت بنالی بعد ازاں اوس مکانین کسی اور  
کاحق نکلا تو یہ شفیع اوس شخص سے ثمن واپس لے سکتا ہے  
جس سے مکان لیا ہو اور عمارت کی قیمت کسی سے نہیں لے سکتا  
بخلاف مشتری کے کہ مشتری جب وقت بائع سے ثمن لے سکتا ہو  
عمارت کی قیمت بھی لے سکتا ہو۔

(۱۴۰) اگر شفیع کسی شخص کو شفعہ لینے کے لیے وکیل کرے  
وکر سکتا ہو اور جب کہ وکیل نے شفعہ کو ثابت کر دیا تو  
بعد مشتری نے کہا کہ میں شفیع سے اس بات پر حلف لینا  
چاہتا ہوں کہ اس نے شفعہ کو ترک نہیں کیا تا اس مشتری  
کہا جائیگا کہ یہ مکان وکیل کو دیکر مجھ موکل سے نزاع کرے  
اور اس سے حلف لے اور اس وکیل کو اس شخص کا

حکم ہے جو دین کے وصول کرنے کو دلیل کیا جائے اور قرض دار  
اس بات کا دعویٰ کرے کہ اس کے مکمل لینے قرض خواہ نے منجھو  
قرض مجبوراً دیا جو اس قرضہ کے کیا جائے گا کہ جو قرض ہے  
اس کی کوئی سیوا یا ان کی سہولت نہ کرے اور اس کے دعویٰ کو اس نے  
۱۴۱ء، ایک شخص نے لکھ کر دیا جو ان کی سہولت نہ کرے اور اس کے  
۱۴۲ء، ایک شخص نے لکھ کر دیا جو ان کی سہولت نہ کرے اور اس کے  
۱۴۳ء، ایک شخص نے لکھ کر دیا جو ان کی سہولت نہ کرے اور اس کے  
۱۴۴ء، ایک شخص نے لکھ کر دیا جو ان کی سہولت نہ کرے اور اس کے  
۱۴۵ء، ایک شخص نے لکھ کر دیا جو ان کی سہولت نہ کرے اور اس کے  
۱۴۶ء، ایک شخص نے لکھ کر دیا جو ان کی سہولت نہ کرے اور اس کے  
۱۴۷ء، ایک شخص نے لکھ کر دیا جو ان کی سہولت نہ کرے اور اس کے  
۱۴۸ء، ایک شخص نے لکھ کر دیا جو ان کی سہولت نہ کرے اور اس کے  
۱۴۹ء، ایک شخص نے لکھ کر دیا جو ان کی سہولت نہ کرے اور اس کے  
۱۵۰ء، ایک شخص نے لکھ کر دیا جو ان کی سہولت نہ کرے اور اس کے

الدین اذا ادعى المدعى المدیون  
ان الموکل ابرأه عن الدين فان  
يؤمر بدفع الدين الى الوكيل ويقال  
له اتبع الموكل وحلفه على ما يدعى  
(۱۴۱) رجل اشترى دارا بالاجاد وقد  
الزبوف فتوزبه الباق فان الشفع  
ياخذ بالاجاد لانه اشتراه بالاجاد  
(۱۴۲) رجل اشترى ارضا بمائة  
درهم وقبضها فخصر الشفع وطلب  
الشفعة وسلمها اليه المشتري بمائة  
درهم ثم ان المشتري نقد الثمن للباقر  
فذهب له الباقر منها خمسة بعد ما  
اخذ المائة فعلم الشفع بالهبة ليس  
له ان يسترد غيثا من المشتري  
من الثمن ولو ان الباقر وهب من  
المشتري خمسة من الثمن قبل  
قبض الثمن والمسئلة مجالها كان للشفع  
ان يسترد من المشتري ما وهب  
له من الباقر لان هبة نفي من الثمن  
قبل قبض الثمن حط والحط يلحق  
باصل العقد فكان للشفع ان يسترد  
من المشتري قدر ما حط عنه  
الباقر اما بعد قبض الثمن هبة  
البعض ليس بحط بل هو تملك مبتدأ  
كانه وهب له ما لا يخر

• • • • •  
• • • • •  
• • • • •

۱۴۳۳، الوکیل بالبیع اذا باع الدار بالف ثم ان الوکیل حط عن المشتري مائة من الفن وهو یضمن قدر المخطوط للأمر ویبطل المشتري عن المائة ویأخذ الشفع الدار بجمیع الفن لان حط الوکیل لا یجوز باصل العقد۔

۱۴۳۳، ایک شخص کو مکان فروخت کر نیکی لے کر وکیل کیا اور پھر روپیہ کو وہ مکان اور نئے فروخت کیا بعد ازاں وکیل نے روپیہ مشتری کی خاطر سے کم کر دے اور سکا یہ کم کرنا بھیجی ہو اور یہ سود پر ہو کل کے وکیل کو دنیا لازم ہو گئی اور مشتری ان سود پر سے ہری جو بائیکا اور شفع ہو راقن دیکر اس مکان کو لے سکیگا اس بے کر وکیل کا کم کر دینا اصل عقد میں معتبر نہوگا۔

۱۴۴۱، رجل اشتری نصفاً شائعاً من دار وحجزاً شائعاً منها ثم ان المشتري قام بالانتم وحضر الشفع فان كانت القصة بقضاء القاضی فان الشفع یاخذ من المشتري ما صار له بعد القصة وليس له ان يبطل القصة رواية واحدة وان كانت القصة بغیر قضاء هل له ان يبطل القصة فيه روايتان والعصم انه لا يبطل وله ان یاخذ بالشفعة مما صار للمشتري۔

۱۴۴۱، ایک شخص نے ایک مکان کا نصف غیر حسین یا ایک نصف حسین خریدا پھر مشتری نے باقی سے اس حصہ کو تقسیم کر لیا بعد ازاں شفع حاضر ہوا تو تقسیم کر کے باقی قاضی ہو ہی جو باقی تو الا شفع اس تقسیم کو باطل نہیں کر سکتا بلکہ اسی حصہ کو لے سکتا ہے جو مشتری کے حصہ میں آیا ہو اور اگر یہ تقسیم حکم قاضی نہیں تھا تو اب اس بات میں اختلاف ہے کہ اس تقسیم کو شفع باطل کر سکتا ہے یا نہیں مگر صحیح ہے کہ باطل نہیں کر سکتا اور اسی جو کو لے سکتا ہے جو باقی تقسیم کے مشتری کے حصہ میں آیا ہو۔

✱ ✱ ✱ ✱ ✱  
✱ ✱ ✱ ✱ ✱  
✱ ✱ ✱ ✱ ✱  
✱ ✱ ✱ ✱ ✱

۱۴۵۱، لو ان رجلین اشتریا داراً شفعیان ولهما شفع ثالث ایضاً فاقسم المشتریان ثم حضر الشفع الثالث كان له ان يبطل القصة كانت القصة بقضاء او بغیر قضاء۔

۱۴۵۱، اگر دو شخص نے ایک مکان خریدا جس میں دونوں شفعیان ہیں اور ایک تیسرے شخص بھی اس میں شفع ہے ان دونوں نے وہ مکان باجم تقسیم کر لیا بعد ازاں تیسرا شفع حاضر ہوا تو وہ اس تقسیم کو باطل کر سکتا ہے خواہ یہ تقسیم حکم قاضی ہو یا بلا حکم قاضی

۱۴۶) رجل اشترى داراً وبها شفعةان  
 احدھا غائب فطلب الحاضر الشفعة  
 فقبض له القاضی ثم جاء الشفیع الثاني  
 فان الثاني بطلب الشفعة من الشفیع  
 الحاضر الذي قبض له القاضی لامن  
 المشتري لان الشفیع الاول قام  
 مقام المشتري هذا اذا طلب الشفیع  
 الحاضر جميع الدار بالشفعة فان  
 طلب النصف على ظن ان لا يستحق  
 الا النصف بطلت شفعته۔  
 ۱۴۷) وكذا لو كان حاضرین فطلب كل واحد  
 منهما الشفعة في النصف بطلت  
 شفعتهما لان كل واحد منهما لم  
 يطلب الكل بطلت شفعته في النصف  
 الذي لم يطلب واذا بطلت شفعته في النصف  
 يبطل في الكل

۱۴۸) رجل باع داراً وهي في اجارة  
 رجل والمستاجر شفیعها جازا البیع  
 في حق البائع والمشتري يتوقف  
 في حق المستاجر فان اجاز المستاجر  
 البیع نفذ البیع لزال ما يوجب التوقف  
 ويكون للمستاجر ان ياخذ الدار  
 بالشفعة  
 ۱۴۹) وهو بخلاف ما لو باع داراً علی  
 ان یکفل فلان بالظن او بالدرك  
 ۱۴۶) ایک شخص نے ایک مکان خریدیا جس میں دو شخص شفع  
 ہیں مگر ایک شفیع حاضر اور ایک غیر حاضر ہے اس  
 حاضر نے شفعہ طلب کیا اور قاضی نے بھی اس کے لیے شفعہ کا  
 حکم دیدیا بعد ازاں شفع دوم حاضر ہوا تو اس شفیع دوم کو  
 مشتری سے طلب شفعہ نکرنا چاہیے بلکہ شفیع اول سے  
 شفعہ طلب کرنا چاہیے جس کے لیے قاضی نے شفعہ کا حکم دیدیا ہے  
 اس لیے کہ شفیع اول مشتری کے قائم مقام ہو گیا گویا او سوت ہے  
 کہ شفیع اول تمام مکان میں طلب شفعہ کیسے گا اگر اس مکان پر کمرہ  
 فقاضی مکان میں حق ہے نصف مکان میں شفعہ طلب کیا تو  
 او کا شفعہ باطل ہو جائیگا۔  
 ۱۴۷) اسی طرح اگر ایک مکان فروخت ہوا  
 جس میں دو شخص شفیع ہیں اور دونوں حاضر ہیں  
 اور ہر ایک نے نصف نصف مکان میں شفعہ طلب کیا  
 تو دونوں کا شفعہ باطل ہو جائیگا اس لیے کہ ہر ایک نے  
 پورے مکان میں شفعہ طلب نہ کیا تو اس نصف باقی میں  
 اس کا شفعہ باطل ہو گیا اور نصف میں باطل ہوا تو کل میں باطل ہو جائیگا  
 ۱۴۸) ایک شخص نے اپنا ایک مکان جس میں کرایہ دار رہتا تھا  
 فروخت کیا اور وہ کرایہ دار خود اس میں شفعہ خالصتاً باع  
 اور مشتری کے حق میں یہ بیع جائز ہو گیا مگر کرایہ دار کے حق میں  
 اجازت پر موقوف رہیگی اگر کرایہ دار نے بیع کی اجازت نہ دی  
 تو نافذ ہو جائیگی اس لیے کہ توقف کا سبب ناکل  
 ہو گیا اور یہ کرایہ دار اس مکان کو شفعہ سے  
 ملے سکتا ہے۔

۱۴۹) اگر ایک مکان بائین فروش نے کیا کہ فلان شخص اس کے  
 شن یا کسی قسم کے نقصان کا قلیل جز اور وہی شخص اس سے



مکان میں شفعہ ہو اگر اس شخص نے کفالت کو منظور کر لیا تو اسکا  
شفعہ باطل ہو جائیگا اسلئے کہ جب بیع کے اندر کفالت کی شرط  
لگائی گئی تو بیع کا تمام ہونا کفالت پر منحصر رہا اور یہ کیلئے منزلہ  
بائع کے ہو جائیگا بخلاف صورت مذکورہ بالا کے کہ وہاں بائع  
اور مشتری کے امین بیع جائز ہو گئی ہے اور وہ کر لیا رہا  
منزلہ بائع کے نہیں ہے لہذا اس کا شفعہ باطل  
ہوگا۔

\* \* \* \* \*

(۱۵۰) اگر صورت مذکورہ بالا میں کرنا بیع کی اجازت  
مندی لیکن شفعہ کو طلب کیا تو شفعہ طلب کرائی کی وجہ سے اسکا  
کرائے نامہ باطل ہو جائیگا۔

(۱۵۱) ایک شخص نے ایک مکان خریدا اور شفعہ نے اگر اس  
مکان کو لینا چاہا تو مشتری نے کہا یہ عمارت میری بنائی ہوئی ہے  
اور شفعہ نے کہا یہ بے زمین ہے بلکہ قونے اسطرح اسکو خریدا ہے  
تو مشتری کا قول مستحب ہوگا اور اگر دونوں نے گواہ سنا دیے  
تو شفعہ کے گواہوں کو ترجیح ہوگی۔

\* \* \* \* \*

(۱۵۲) اسطرح اگر ایک شخص نے ایک زمین خریدی اور شفعہ  
اگر حوت اسکا لینا چاہا تو اس زمین میں درخت موجود تھے  
اور زمینوں کے نسبت مشتری نے کہا یہ درخت میں سے  
لگائے ہیں اور شفعہ نے کہا یہ بات غلط ہے بلکہ حوت تو زمین  
کو خریدی ہے درخت اس میں موجود تھے تو مشتری کا قول مستحب  
ہوگا بشرطیکہ حوت میں حوت نہ معلوم ہو تا ہے اور اگر گڑھا میں  
حوت معلوم ہو تا ہے مثلاً اسے یہ بات کہ اس وقت میں نے

و فلان شفعہ الدار فکفل الشفعہ  
بطلت شفعته لان الکفالة اذا  
شرطت فی البیع کان تمام البیع  
بالکفالة فیصیر الکفیل بمنزلة  
البائع اما ههنا البیع کان تاما  
جائز بین البائع والمشتري فلا  
یصیر المتاجر بالاجارة بمنزلة  
البائع فلا یبطل شفعته۔

(۱۵۰) ولما ان المتجر لم یجز البیع  
ولکنه طلب الشفعة کان طلب الشفعة  
فتحاً للاجارة۔

(۱۵۱) رجل اشترى داراً فحضر  
الشفیع واراد ان یاخذ الدار  
فقال المشتري احدث فیها هذا  
البناء فحق الشفعہ لابل اشتریها  
مینه كما هی کان القول قول المشتري  
وان اقاما المینه كانت بینه  
الشفیع اولى۔

(۱۵۲) وكذا لو اشترى ارضاً فحضر  
الشفیع فاراد ان یاخذ الدار  
وفیها اشجار واخلطنا علی هذا الوجه  
وانها یكون القول قول المشتري  
اذا لم یكن كذا یا هذا وان كان كذا یا هذا  
احد ثقت فیها الا اشجار الان لا یقیل  
قول المشتري وان قال اشتریت

یہ وقت تک اگرچہ مشتری کی دلیل معتبر ہوگا اور اگر کسی کی خرید و بیع ہو جائے  
 پہلے وقت سے پہلے شفعہ کا بیع ہو چکا ہو تو نہ شفعہ کا بیع ہوگا نہ مشتری کی دلیل معتبر ہوگا  
 نہ بیع کی دلیل معتبر ہوگی اور اگر شفعہ کا بیع ہو گیا ہو تو نہ مشتری کی دلیل معتبر ہوگی نہ بیع کی  
 دلیل معتبر ہوگی ۱۵۳ اگر مشتری نے بیعت کی کہ اول زمین نے اس مکان کی  
 عمارت یا سودہ پہر کہ خرید کر بعد ازاں اس کی زمین خریدی ہے  
 یا بیعت کی کہ اول زمین نے اس کی قطعہ زمین اور اس کے بعد اس کی  
 عمارت دوسری بیع سے خریدی ہے اس لیے عمارت کے اندر  
 تیرا شفعہ نہیں ہے بلکہ وہ منقولات میں سے ہو اور یہاں  
 پہر سے مقصود بالذات ہو اور شفعہ نے اس کے جواب میں  
 کہا یہ بات غلط ہو بلکہ تو نے ان دونوں کو ایک ہی مرتبہ میں  
 مخاضہ یا بیعت قیاس پہانتا ہو اس صورت میں مشتری کا قول  
 معتبر ہو اگر مٹا شفعہ کا قول معتبر ہوگا اس واسطے کہ  
 مشتری ظاہر کے خلاف جدا بیعت بیان کر کے عمارت میں  
 شفعہ کا شریعت اور ظاہر میں شفعہ کا سبب موجود ہو نہ مشتری کا  
 قول معتبر ہوگا اور اگر مشتری نے بیعت کی کہ اول بذریعہ  
 پہر کے یہ عمارت محمولی ہے بعد ازاں اس کی زمین کو  
 میں نے خرید لیا ہے تو مشتری کا قول معتبر  
 ہوگا اور یہ شفعہ زمین کو بغیر عمارت کے  
 ہو سکتا ہے۔

منذ عشرين يوماً ما حدثت فيها  
 الاشجار قبل قوله اذا بين وقت  
 لا يكتن به الظاهر۔  
 ۱۵۳ احوان قال المشتري اشترت  
 البناء بجماعة درهم ثم اشترت الارض  
 بعد ذلك او قال اشترت الارض  
 بدون البناء او لا ثم اشترت البناء  
 بعد ذلك اخر فلا شفعة لك في البناء لان  
 نقل صار مقصود او قال الشفعي لابل  
 اشترت بهما معاني صفقة واحدة في  
 القياس يكون القول قول المشتري  
 وفي الاستقسان يكون القول قول  
 الشفعي لان المشتري ينكر الشفعة  
 في البناء لتفرق الصفقة بعد قيام  
 سبب الشفعة ظاهراً فلا يقبل قول  
 المشتري ولو قال المشتري وهب  
 لي البناء او لا ثم اشترت الارض  
 كان القول قول المشتري وياخذ  
 الشفعي الارض بدون البناء۔

(۱۵۴) اس طرح اگر مشتری نے کہا کہ اول میں نے نصف  
 مکان خرید لیا اور نصف مکان دوسرے مرتبہ خرید لیا اور یہاں  
 جو اس مکان کے اندر شفعہ کا بیعت کی تو نہ کل مکان کی بیعت  
 پہرے خرید لیا ہو تو استقساناً شفعہ کا قول معتبر ہوگا اور اگر دونوں  
 گواہ شائع تو ابوسفرد کے نزدیک مشتری کے گواہوں کی  
 اعتبار ہوگا اس لیے کہ گواہوں کی دلیل معتبر ہے کہ پہر

۱۵۴، وكذا لو قال اشترت النصف  
 ثم النصف وقال الجار وهو الشفعي  
 اشترت الكل بعد واحد كان  
 القول قول الشفعي استقساناً وان اقام  
 البينة كانت البينة بينة المشتري  
 وزقول اليه يسف دحلانه هو المحتاح

الی البینة وعلی قول محمد رحم البینة  
بینة الشفیع فان ادعی المشتري انه  
اشتری الكل معا بعد واحد وادعی  
الشفیع انه اشتره متفرقا كان القول  
قول المشتري۔

اور محمد رحمہ نے دیک شفع کے گو اہ معتبر ہو گئے اور اگر مشتری نے  
اس بات کا دعویٰ کیا کہ میں نے مٹا ایک ہی مرتبہ کل مکان کو  
خرید لیا اور شفع نے دعویٰ کیا کہ میں نے دو مرتبہ کر کے  
اوس مکان کو خریدا ہے تو مشتری کا قول معتبر  
ہو گا۔

۱۵۵، وان قال المشتري وهب لي  
هذا البيت من الدار بطريقه الى  
باب الدار ثم باعني ما بقى من الدار  
بالت درهم وقال الشفيع بل اشتريت  
كل الدار بالت درهم كان القول  
قول المشتري في البيت في اخذ الشفيع  
كل الدار ان شاء غير البيت وطريقه  
بالت فان جحد البائنه هبة البيت  
كان القول قوله مع بينه وان صدق  
البائنه المشتري فيما قال كان البيت  
للموهوب له ولا يبعد فان على  
ابطال الشفعة في الدار لان شركة  
اشترى قبل شري الدار لا تظهر  
في حق الشفيع بقولهما الا ان يقيم  
البينة على الهبة قبل شراء الدار  
فيصير المشتري شريكا في الدار  
فيقدم على الجار۔

۱۵۵، اگر مشتری یہ بات کہتا ہو کہ ادا اس املاہ کا  
ایک کمرہ اوس کے راستہ جو املاہ کے دروازے میں سے  
ہو بذریعہ ہبہ کے مجھ کو ملا ہے پھر باقی املاہ ہزار روپیہ میں نے  
خرید لیا ہے اور شفع کہتا ہے یہ بات غلط ہو چکی کہ کل املاہ  
ہزار روپیہ کو خریدا ہو تو اس کمرہ کے بارے میں مشتری کا قول  
معتبر ہو گا اور شفع کو اگر منظر ہو گا تو اس کمرہ ادا اس کے  
راستہ کے علاوہ کل املاہ کو ہزار روپیہ سے لے سکیگا اور اگر  
اس صورت میں اصل مالک پیسے بائع یہ بات کہے کہ یہ کمرہ بیچ  
ہے نہیں کیا تو حلف لیکر اس بائع کا قول معتبر ہو گا اور اگر  
بائع نے مشتری کے قول کے تصدیق کی تو وہ کمرہ بذریعہ ہبہ کے  
مشتری کو مل جائیگا مگر اوس املاہ میں اعلان شفع کے بائع  
ان دونوں کی تصدیق کیجا وگی اس لیے کہ شفع کے حق میں  
بائع اور مشتری کے کہنے سے قبل از خرید املاہ مشتری کے شرکت  
املاہ میں ظاہر ہوگی مگر اس صورت میں کہ مشتری قبل از خرید  
املاہ ہبہ ہم جانتے ہوگا وہاں سے وہاں سے وہاں سے مشتری  
املاہ میں شریک ہونے کی وجہ سے با پڑھرم  
ہو گا۔

۱۵۶، رجل اشترى دارا فادعی  
الشفيع ان المشتري هدم طائفة  
من الدار وكذب المشتري كان

۱۵۶، ایک شخص نے مکان خریدا اور شفع نے اس بائع  
دعویٰ کیا کہ مشتری نے مکان کا کچھ حصہ گرا دیا اور مشتری نے  
اس بات سے انکار کیا تو مشتری کا قول معتبر ہو گا اور اگر دونوں

القول قول المشتري والبينة بينة الشفعة وان لم يوقت شهود صاحب الشفعة يقضى بالبيت بينهما نصفين لاستوائهما في الحجة ويقضى بيقية الدار للذي اقام البينة على شراء كل الدار ولا شفعة لاحدهما على الاخر لانه لم يثبت سبع شراء احدهما۔

گواہ پیش کیے تو شفعی کے گواہ معتبر ہو گئے اور اگر صاحب شفعہ کے گواہوں نے وقت کی تین تین کی تو نصف نصف مکان اور نکو دیا جائیگا اسلئے کہ محبت میں دونوں برابر ہیں اور باقی مکان اس شخص کو دیا جائیگا جسے کل مکان خریدنے پر گواہ پیش کیے ہیں اور ایک کا شفعہ دوسرے پر ہو سکتا اسلئے کہ ایک کے خریدنے کو دوسرے پر تقدم ثابت نہیں ہوا۔

\* \* \* \*

۱۵۶، ولو اختصما في الدارين المتلازمين فاقام احدهما البينة انه اشترى هذه الدار بالفت منذ شهر و اقام الاخر البينة انه اشترى هذه الدار الاخرى منذ شهرين يقضى للثاني بشري الدار الاخرى منذ شهرين كما شهد شهودا ويقضى له ايضا بالشفعة في الدار الاخرى لان جوارا سبق على بيع الدار الثانية ولو لم يوقت شهودا يقضى لكل واحد منهما بدراة ولا شفعة لواحد منهما وجعل كان البيعين كانا معا ولو وقت احدهما ولم يوقت الاخر يقضى لصاحب الوقت بالشفعة على الاخر۔

۱۵۷، اگر دو شخص دو ملے ہوئے مکان میں خلاصت کرنے میں اور ایک نے اس بات پر گواہ پیش کیے کہ مجھ کو ایک مہینہ گزرا جو میں نے اس مکان کو ہزار روپے خرید ہے اور دوسرے نے اس بات کے گواہ پیش کیے کہ دو مہینے گزرے جو میں نے اس دوسرے مکان کو خریدا ہو تو دوسرے کے گواہوں کے حوائج دو مہینے سے دھڑ مکان کے خریدنے کا مکمل دیا جائیگا اور اس کے لیے اس مکان میں شفعہ کا حکم دیا جائیگا اس لیے کہ دوسرے مکان کے بیچ سے پھلاؤ سکون جو اس ثابت ہو اور اگر اس کے گواہوں نے وقت کی تین تین کی تو ہر ایک کو اپنا مکان دلادیا جائیگا اور کوئی کیا شفعہ نہ گا اور ایسا سمجھا جائیگا کہ گواہوں نے دو سوچ ایک ہے وقت میں ہوئی ہیں اور اگر ایک نے وقت کی تین تین کی اور دوسرے نے نہ کی تو تین تین کی والا دوسرے کا شفعہ ہو جائیگا۔

فصل فيما للشفيع ان ياخذ البعض او لا ياخذ۔

اس بات کا بیان کہ شفعی مکان کا ایک حصہ لے سکتا ہے یا نہیں۔

(۱۵۸) رجل اشترى ارضا فاجبرها من (۱۵۸) ایک شخص نے ایک زمین خریدی اور بار کو زمین  
 الجار بالمعزاة او دفعها مزارعة او كان کرایہ پر او معادای یا کاشت کے لیے وہ زمین کسی کو دیدی  
 فيها غنل فدفن الغنل معا ماله او ماله یا اس کے اندر درخت تھے اور معاملہ کے طور پر پرورش کیلئے  
 الجار بعد ما علم الجار بالشراء بطلت وہ درخت کیونکہ دیدنے یا بارے نے مشتری سے اس کی قیمت  
 شفعة الجار لان اقدامه على هذه غیرائی اور اس کو معلوم تھا کہ زمین فروخت ہو گئی ہے  
 التصرفات بعد العلم بها رضامته تو اس بار کا شفیع باطل ہو جائیگا اور اگر وہ علم بالشراء کسی کو نہیں تھا  
 بقرار ملك المشتري فيبطل شفعة بہ قید کہ تاہل کی ایک مشتری کی ملکیت ثابت ہوتے وہ رضی ہوتا۔  
 (۱۵۹) ولو اشترى نخلا لم يقطع ثم اشترى (۱۵۹) اگر ایک باغ کاٹنے کی غرض سے خرید ابد ازان  
 الارض بعد ذلك قال لا شفعة للشفيع اس باغ کی زمین کو بھی خرید لیا تو امام صاحب رحمہ کے  
 في التخليل لانه نقل وكذا لو اشترى الغنل نزدیک ان درختوں پر شفیع کا شفیع ہو گا ایسے کہ وہ بقول لا شین  
 ليعوها والبناء ليهدمه ثم اشترى الارض داخلین اس طرح اگر درختوں کو پھیل توڑنے کی غرض سے خرید کر  
 بعد ذلك كان للشفيع الشفعة في الارض واصلت کی غرض سے خرید کر بعد ازان اس کی زمین کو بھی خرید لیا تو  
 خاصة۔ شفیع کا غرض زمین بن شفیع ہو گا۔

(۱۶۰) ولو اشترى قرية فيها بيوت (۱۶۰) ایک شخص نے ایک گاؤں خرید جس میں بہت سے  
 واشجار ونخل ثم ان باع الاشجار والبناء گھر اور درخت اور باغات ہیں بعد ازان اس شخص نے  
 فقطع المشتري بعض الاشجار وهدم درختوں اور عمارات کو فروخت کیا اور ہنوز مشتری نے  
 بعض البناء ثم حضر الشفيع كان له تنویر سے درخت اور عمارت سے مکانات گر گئے تھے  
 الارض وما لم يقطع من الاشجار کہ اس گاؤں میں فروغ پیدا ہو گیا تو اس کو اس وقت میں مرن  
 وما لم يهدمه من البناء وليس له گاؤں کی زمین اور وہ درخت اور مکانات مل سکتے ہیں  
 ان ياخذ ما قطع ويطرح عن الشفيع ہنوز مشتری نے باقی رہنے والے گھر اور مکانات کو اپنے ہاں لے لیا تو وہ زمین مل سکتی ہے لہذا ان کو ملنے  
 حصة ما قطع من الشجر وما هدم کی قیمت لگا کر شفیع کے لیے نہ کر دیا جائیگا ایسے کہ باقی رہنے والے درخت  
 من البناء لانه صار مقصودا فاخذ اور مکانات مقصود بالذات ہیں لہذا انھیں اول پر تقسیم  
 قسطا من الثمن کیا جائیگا

(۱۶۱) رجل اشترى نهرا بامصالہ (۱۶۱) ایک شخص نے نہر کو بالکل خرید لیا اور نہر کے کنارے  
 ولرجل ارض في اعلى النهر يجنبہ یہ شروع میں ایک شخص کے زمین جو ایک شخص کی زمین

اس نذر کے اخیر میں جو قویہ دونوں زمینداروں سے  
اخیر تک اس زمین شفعہ میں اور غنہ اگر کوئی  
اور چشمہ کا بھی یہی حکم ہے اسلئے کہ یہ سب عقارات میں  
داخل ہیں لہذا سب میں شفعہ ہو سکتا ہے اس طرح وہ چند  
جہ میں ایک زمین سے پانی آتا ہو اور دوسری زمین میں جاتا  
ہو تو اس نذر کے پاس رہنے والے لوگ اول سے  
اخیر تک اس بنامین شفعہ کے اہل و عیال  
ہیں۔

(۱۶۲) ایک شخص ایک زمین حصہ اور ایک شخص  
کی زمین میں نہر ملتی ہو قویہ حصہ دار زمین والے چ نذر کے  
شفعہ میں مقدم ہو گا اس واسطے کہ جسکی زمین میں نہر ملتی ہو  
وہ اس نذر کا چار ہو اور یہ حصہ دار زمین میں شریک ہو لہذا  
اوسکو چار پر مقدم ہو گا۔

(۱۶۳) ایک شخص کے پاس ایک زمین جو جہ میں اوسکو  
محنت ہی زیادہ کرنی پڑتی ہو اور محصول ہی زیادہ دینا  
پڑتا ہو اسوجہ سے کوئی شخص اوسکا خریدار زمین واسطے  
اس زمیندار سے اس زمین کے ساتھ ایک مکان شامل  
کرنے کے بجلی قیمت ڈیڑھ ہزار ہو ڈیڑھ ہزار سے فروخت کیا  
تو اس مکان میں ایک شخص شفعہ ہے سوال یہ ہو کہ یہ شفعہ  
اوس زمین کو چھوڑ کر صرف مکان کو لے سکتا ہو یا نہیں  
فتحا کہتے ہیں اگر زمین ایسی ہو کہ اگر اکیں سلطنت  
میں سے کوئی شخص اوسکا خریدار ہو سکتا ہو تو یہ ڈیڑھ ہزار  
اوس مکان پر اور زمین کی قیمت پر تقسیم کیا جائیگا  
اور زمین کی وہ قیمت فرض کی جائیگی کہ اگر اکیں سلطنت میں سے  
کوئی اوس قیمت سے خرید سکے اور بقدر قیمت مکان کی

ولا خوارض فی اسفل النہر الی جنبہ  
فلہما الشفعة جمیعاً فی اصل النہر من  
اعلا الی اسفله وکذا القناة والبیہر  
والعین لانہما من العقارات وتستحق  
بالشفعة وکذا القناة مفتوحاً فی ارض  
وظہور ما وھا فی ارض اخرى فجدیان  
القناة من مفتوحاً الی معینا شریکاء  
فی الشفعة۔

(۱۶۴) رجل له نصیب فی نہر فہو احق  
بالشفعة ممن یجری النہر فی ارضہ  
لان الذی یجری النہر فی ارضہ  
جار ومباح النصیب فی النہر شریک  
فی المیع مکان مقدما علی الجار۔

(۱۶۵) رجل له ارض کثیرۃ المؤمن  
والخارج لا یشتريہا احد فباعها  
من انسان محدودا لہ قیمتہا الف  
وخمسائة ہالت وخمسائة وللدار  
شفیعہ ای اخذ الدار بالشفعة  
ولا یأخذ الامراض قالوا لکن انت الامراض  
بجالت یشتريہا احد من اصحاب  
السلطان قسم الثمن وهو الف  
ویخمسائة علی الدار وعلی قیمۃ  
الامراض وہی القدر الذی یشتريہا  
احد من اصحاب السلطان فی اخذ  
الشفیعہ الدار یبذل لثان رضی بہ

المشتری والکانت الامراض بحال  
لا یشتريها احد من اصحاب السلطان  
ولکنه ینتفع بها ینظر الی قيمة الامراض  
فی اخر الوقت الذی ذهبت رغبة  
الناس عنها ثم ینقسم الثمن علی ذلك  
لانه اذ لم یکن لها قيمة فی الحال یتبر  
قیمتها فی اخر الوقت الذی کانت متوقفة  
وذهبت رغبة الناس عنها۔

حصہ میں بڑی دہی قیمت دیکر شفع اوس مکان کو لے سکتا ہے  
بشرطیکہ مشتری بھی راضی ہو جائے اور اگر ایسی زمین ہے  
کہ راکین سلطنت میں کئی اوسکو نہیں خرید سکتا لیکن  
اوس زمین سے نفع اوتھا سکتے ہیں تو دیکھا جائیگا کہ آخر  
میں جب سے لوگوں کی رغبت اوسکی خریداری سے  
جاتی ہے اور اوسکی قیمت بھی بڑھو تو اس مکان پر قیمت بڑھ سکتی  
جائیگا اور اسکی احوال زمین کی کچھ قیمت میں ہو تو آخر وقت کی قیمت  
کائی جائیگی جسے لوگوں کی خریداری جاتی رہی ہے۔

۱۶۴، رجل اشتری داسرین فی موضعین  
مختلفین احدھما بالشام والآخری  
بالعراق فی صفقة واحدة فانکانت  
الشفعة شفیعاً للدارین جیباً فانہ  
یاخذ الدارین ولیس لہ ان یاخذ  
احداً لدارین۔

۱۶۴، ایک شخص نے دو مکان دو مختلف شہروں میں ایک ہی  
بیع سے خریدے مثلاً ایک مکان شام میں اور دوسرا عراق  
میں اور ایک شخص ان دونوں مکانوں میں شفع ہو تو وہ  
دونوں مکانوں کو سٹاے سکتا ہے اگر صرف ایک مکان لینا  
چاہے تو نہیں لے سکتا۔

\* \* \* \* \*  
۱۶۵، اگر ایک شخص نے دو شہروں کے دو مکان بیچے  
خریدے اور شفع صرف ایک مکان لینا چاہے  
تو لے سکتا ہے اگرچہ دونوں مکانوں میں وہ  
شفع ہو۔

۱۶۵، وان اشتری الدارین فی  
صفقتین فاراد الشفع ان یاخذ  
احدی الدارین کان لہ ذلک والحق  
هو شفیعاً للدارین جیباً۔

۱۶۶، یک شخص نے کسی سے پانچ مکان کو چھ سربستہ  
میں ایک بیچ سے خریدی اور شفع صرف ایک مکان لینا چاہتا  
ہے تو دیکھا جائیگا کہ بیخی شرکت راستہ کی وجہ سے شفع کرتا ہے  
یا فظاً اس ایک مکان کا دو جہاز۔ دوسری صورت میں ایک  
مکان کو لے سکتا ہے پہلی صورت میں نہیں لے سکتا اسکی  
کہ لازم ورت ایک بیچ کی تفصیل لازم آتی ہے حاصل  
جو شخص کوئی زمین دیکھ لاءو ملے یا دو مکان سٹاے موضع ؟

۱۶۶، رجل اشتری خمس منازل من  
رجل واحد فی مسکة غیر نافذة بصفقة  
واحدة فاراد الشفع ان یاخذ منزل  
واحد قالوا ان طلب الشفعة بحکم  
الشركة فی الطريق لا یاخذ البعض لانه  
تفویض للصفقة من غیر ضرور  
وان اراد الشفعة بحکم الجوار وجوزہ

میں خریدی اور بیچ بھی ملکہ ملکہ ہو کر ہر مکان کو ملکہ  
بیچ سے خریدے اور شفیع بذریعہ ایک مکان یا دو مکان کو  
اونین شفعہ کرے اور فقط ایک مکان کا لینا چاہے تو لے  
سکتا ہے اور اگر ان دونوں کو ایک بیچ سے خریدی  
تو اسکی دو صورتیں ہیں اگر شفیع آن دونوں کے اندر  
شفیع ہو تب تو بذریعہ شفعہ کے ایک کو نین لے سکتا بلکہ  
اوسکو اختیار ہو گا کہ دونوں کو لے لے یا دونوں کو چھوڑ  
اور اگر فقط ایک مکان میں شفیع ہو اور بیچ ایک ہی ہو  
ہو تو ابونعیر رحمہ سے اس صورت میں مختلف قول مروی  
ہیں۔ مگر اخیر روایت اور نیز ابو یوسف اور محمد رحمہ  
کا قول یہ ہے کہ جس مکان میں وہ شفیع ہے  
فقط اوسکو لے سکتا ہے جس طرح کوئی شخص  
ایک غلام اور ایک مکان کو سنا ایک  
بیچ سے خریدے تو شفیع صرف مکان بذریعہ  
شفعہ کے لے سکتا ہے غلام کو نین  
لے سکتا۔

♦ ♦ ♦ ♦ ♦

♦ ♦ ♦ ♦ ♦

♦ ♦ ♦ ♦ ♦

۱۶۷، صورت مذکورہ بالا میں یہ تفصیل اسوقت پر کہ شفیع صرف  
ایک مکان میں شفیع ہو اور اگر دونوں میں شفیع ہو اور بیچ ایک ہی ہو  
کو اختیار ہو کہ دونوں کو لے لے یا بالکل دونوں کو چھوڑ دے۔

۱۶۸، دو شخصوں میں ایک مکان مشترک ایک شخص کے ہاتھ

فی هذا المنزل الذی یرید اخذہ  
لا غیر کان له ذلک فالحاصل انہ  
اذا اشتری عقارا فی موضعین او بستائین  
او داسرین فی مواضع متفرقة فانکانت  
الصفتة متفرقة بان اشتری کل داسر  
بصفقة علی حدة والشفیع شفیع لهما  
بداسرین له او بدار واحد فاراد  
ان یاخذ بالشفعة احدهما کان له  
ذلک وان اشترى لهما  
فی صفقة واحدة فان کان  
الشفیع شفیع لهما جميعا لیس  
له ان یاخذ بالشفعة احدهما ولکن  
یاخذها او یدع۔

وان کان الشفیع شفیعاً لاحدهما  
والصفقة واحدة اختلف الروایات  
فیه عن ابی حنیفة رحمہ فی احوال روایات  
عنہ وهو قول ابی یوسف ومحمد رحمہ  
فانه یاخذ التی هو شفیعها خاصة  
وهو کیا لو اشتری دارا وعبد اصفقة  
واحدة فان الشفیع یاخذ الداسر  
بالشفعة دون العبد۔

۱۶۷، هذا اذا کان الشفیع شفیعاً  
لاحدهما فان کان شفیعاً لهما جميعاً والصفقة  
واحدة فانه یاخذها او یدع۔

۱۶۸، رجلان باع داراً مشترکة بينهما



فروخت کیا تو شفع ایک کے حصہ کو نہیں لے سکتا ہے  
اور اگر ایک شخص نے اپنا مکان دو شخصوں کے ہاتھ فروخت کیا  
تو شفع فقط ایک مشتری کے حصہ کو بھی لے سکتا ہے غرض  
اس بارے میں مشتری کا لانا کیا جائیگا نہ بائع کا اور  
حسن نے ابو حنیفہ رحمہ سے روایت کیا ہے کہ اگر بائع  
دو شخص میں اور مشتری ایک شخص ہے تو شفع ایک بائع  
حصہ کو بھی لے سکتا ہے بشرطیکہ پہلے مشتری نے قبضہ  
نہ کیا ہو اور اگر قبضہ نہ کیا ہے تو ایسا نہیں کر سکتا۔ یہ  
ابو حنیفہ رحمہ کا پہلا قول ہے مگر اخیر قول یہی ہو کہ ہر مال میں  
مشتری کا اعتبار کیا جائیگا خواہ اس کا قبضہ ہو یا ہو نہیں  
اور خواہ مشتری نے اپنے لیے خدایا ہو یا دوسرے کے لیے  
و کالئے خرید یا ہو۔

۱۶۹، ایک شخص نے دو شخصوں کے لیے دو مکان  
خریدے تو شفع کو اس بات کا امتیاز نہیں ہو کہ اکثر کل  
حصہ لے سکے۔

۱۷۰، اگر دو شخصوں نے ایک مکان کسی شخص کے لیے  
خریدا تو شفع اگر لینا چاہے نصف مکان کو لے سکتا ہو  
اور اگر دو شخصوں سے ایک شخص نے مکان خریدا تو شفع نے  
ایک بائع کے حصہ میں شفع طلب کیا تو اس کا  
شفعہ باطل ہوگا مگر اس کو اس مکان  
لینا چاہے گا خواہ قسم شدہ ہو یا نہ ہو۔

شفعہ کے چورہ دینے اور اس کے باطل کرنے یا ساقط  
کرنے کے لیے حیلہ کرنے کا بیان

۱۷۱، ایک شخص نے سوا شری کو ایک مکان خریدا

من رجل لم یکن للشفیع ان یاخذ  
البعض وان کان البائع واحد المشتري  
اثنین فله الشفع ان یاخذ حصہ احدھا  
یعنی بجانب المشتري لا بجانب البائع  
وروی الحسن عن ابی حنیفۃ سرح  
ان البائع اذا کان اثنین والمشتري  
واحد اکان للشفیع ان یاخذ نصیب  
احد البائعين قبل القبض ولا یاخذ  
لبعضہ بعد القبض وهذا قول  
ابی حنیفۃ رحمہ الاول اما فی قوله الاخر  
یعنی بجانب المشتري علی کل حال  
قبل القبض وبعدہ سواء کان المشتري  
اشتراکاً لنفسه او لغيره بالوکالۃ۔

۱۶۹، رجل اشتری دارین لرجلین  
فلیس للشفیع ان یاخذ نصیب  
احد الامرین۔

۱۷۰، وان اشتری رجلان دار الرجل  
کان للشفیع ان یاخذ النصف ولو کان  
البائع اثنین والمشتري واحد فطلب  
الشفیع نصیب احد البائعين لا یبطل  
شفعہ بذلک وله ان یاخذھا  
کلھا مقسومۃ کانت او غیر مقسومۃ  
فصل فی تسلیم الشفعۃ والحیلۃ  
فی ابطالھا واستقاطھا

۱۷۱، رجل اشتری داراً بائعاً

دینار وقال للشفیع اشتريت هذه الدار  
جماعة دینار فسلم نصفها وادفع نصفها  
اليك فقال الشفیع نعم ان قال فعلت  
ذلك يكون تسليم الشفعة.

۱۷۲، وذكر هذه المسئلة في كتاب  
الشفعة وجعلها على ثلاثة اوجه  
اما ان سلم الشفعة بالدار اتم وبعض  
منها اجزئاً او بعضها بخير عيها  
او قال سلمت لك نصف الشفعة  
جماعة دسرا هم بطلت شفعة في الكل  
وان قال سلمت لك الشفعة في  
نصف الدار فيه رواية ايتان في رواية  
تبطل الشفعة في الكل وفي رواية  
لا تبطل وذكر في الجامع  
ما يدل على ان تسليم  
الشفعة في البعض لا يبطل  
شفعة في الكل وان صالح المشتري من  
الشفعة على دسرا هم بطلت شفعة  
ولا يجب المال.

وان صالح على بعض المعين  
من الدار صح الصلح ويكون للشفيع  
نصف الدار ويبقى النصف للمشتري  
(۱۷۳)، ولو ان الشفيع قال للمشتري  
وقد اشتري الدار لغيري بالوكالة  
سلمت شفعتها او سلمت الشفعة

او شفيع سے یہ بات کہی کریں گے اس مکان کو سوا شری سے  
خریدا ہو تو اس مکان کا نصف تجھ کو چھوڑ دے اور باقی نصف  
میں تجھ کو دے گا شفیع نے کہا اچھا میں نے سب کو منظور کیا تو شفیع کا  
قرل تسلیم کر لیا جہاں بیگا۔

۱۷۲، مسئلہ مذکورہ بالا کو کتاب الشفعہ میں ذکر کیا ہے اور  
اسکی تین صورتیں بیان کی ہیں اگر جائے اشراف کی او صفحہ  
دیہ سے یا دوسرے ایک حصہ معین یا غیر معین سے شفعہ کو  
چھوڑ دے یا یہ بات کہے کہ جو عرض سورہ پیر کے میں نے نصف  
شفعہ تجھ کو چھوڑ دیا تب تو کل مکان میں اس کا شفعہ باطل  
ہو جائیگا اور اگر یہ بات کہی کہ نصف مکان میں میرے لیے  
شفعہ چھوڑ دیا تو اس میں دور و ایشین میں ایک دواست  
یہ کہ کل مکان میں اس کا شفعہ باطل ہو جائیگا اور ایک  
روایت کے موافق باطل ہو گا اور جامع کی عبارت سے  
سلوم ہوتا ہے کہ ایک حصے میں شفعہ چھوڑ دینے سے  
کل مکان میں شفعہ باطل نہیں ہوتا اور اگر شفیع نے کہے  
روپیہ چھڑا کر مشتری سے صلح کر لی تو شفعہ باطل ہو جائیگا  
اور مشتری کو چھوڑ دینا نہ بڑے گا اور اگر مکان کا ایک  
خاص حصہ مشتری سے بٹا کر فیصلہ کر لیا تو یہ  
فیصلہ صحیح ہو گا اور شفیع کو نصف مکان مل جائیگا اور  
باقی نصف مشتری کے لیے بچائے گا۔

\* \* \* \* \*  
\* \* \* \* \*  
(۱۷۴)، اگر ایک شخص نے دوسرے کے لیے وکالہ ایک  
مکان خریدا اور شفیع نے اس مشتری سے کہا میں نے  
اس مکان کا شفعہ چھوڑ دیا یا یہ کہہ کر میرے لیے چھوڑ دیا

لك اوقال ذلك للبائت والدا سرا في  
بد البائت كان تسلمها للشفعة.

١٤٧٠، ولو قال للبائش بعد ما سلم  
الدار الى المشتري سلمت الشفعة  
للعق استحقاقا.

١٤٥١، ولوقال سلمت الشفعة  
لسبك أو لأجلك فحتموا واسمنا

٢٤ اعان قال للوكيل لبشر ابعده فادفعه اللادك  
الموكل سلمت لك الشفعة فمساقتان اولواشترى  
دارا بالوكالة لغيره فقال اجبي للشفيع لمشفعة  
هذه الدار للموكل فقال الشفيع سلمتها لك او اعز  
عنها لك فمساقتان فمساقتان اولوا قال للشفيع  
لا اجبيل بتداء سلمت شفعة هذه الدار لك او قال  
اعوضت عنها لك لا يصح تسليمي ولا يبطل شفعتي  
فمساقتان اولوا قال اجبي سلمت الشفعة  
للموكل او قال وهبتها للموكل او قال عرضت  
عنها للموكل لاجلك وشفاعتك فمساقتان  
للامر وتطل شفعتي -

١٤١، ولو صالح الأجنبي الشفيع من شفيعه على دهرهم معلومة كان تسليما ولا يجب المال لأنه لو صالح المشتري من الشفيع على مال بطلت شفيعته ولا يجب المال وهو بمنزلة ما إذا صالح الكفيل النفس الطالب على مال لا يجب المال

یا باغ سے یہ بات کہی اور اس وقت مکان باغ کے قبضہ میں تھا  
 تیرا وکاشفہ باطل ہو جائیگا۔

(۱۷) اگر فوج نے باغ سے بیات کی قبر سے لے لی زمین سے غصہ  
 جوڑ دیا اور مکان پر نشتری کا قصبہ چکا تھا تو اسے ماسا میں فوج  
 کا قصبہ داخل ہو جائیگا۔

۵۷ اگر مومن کو وہ بلا میں شمع نے اس سے کہا تو غافلہ میں شمع کو  
دیا تو قیاس اور نیز آسانا اور کاشف باطل ہو جائیگا۔

۱۷۱۔ اگر ایک وکیل نے مکان خرید کر اپنے موکل کو دیا ہے  
 ازان شفع نے وکیل سے کہا میں نے تیرے لیے غنیمت چھوڑ دیا ہے  
 تو اس نے اس کا شفعہ باطل ہو جائیگا اور اگر اسی صورت میں ایک  
 اجنبی شخص نے شفعہ سے کہا اس مکان کا غنیمت موکل کے لیے

چوڑے شفع کے کما تیرے لیے میں نے چوڑا دیا ہے لیے  
شفعہ حسینؑ اعراض کر لیا تو مانتا ہے افسانہ شفعہ باطل ہو گا  
اور اگر شفع نے اپنی کے فیکہ کو خواہ سے یہ بات کو تیرے لیے میں نے  
شفعہ چوڑا دیا ہے شفعہ سے اعراض کر لیا تو استحسانا  
شفعہ باطل ہو گا اور اگر چاہی سے کہ اسوکل کے لیے میں نے شفعہ چوڑا  
یا موکل کے لیے ہر کہہ دیا یا موکل کے لیے تیری وجہ سے اور تیری غفلت  
سے اعراض کر لیا تو موکل کے لیے اسکا چوڑا صبر ہو گا۔

(۷۱) اگر ایک اجنبی شخص نے کچھ دیر سیر کر کے شیخ سے ملنے کے بارے میں مسلح کر لی تو شیخ بے باطل پہچانے گا اور اجنبی کو روپیہ دینا نہ چڑیگا اس لیے کہ اگر خود شہری بے وض کہہ مال کے شیخ سے مسلح کرے تو شیخ بے باطل ہو جاتا ہے اور شہری کو کچھ مال دینا نہیں چاہتا جو صریح کھیل بالنفس کہہ مال ہیکر غالب سے مسلح کرے تو کھیل کو مال دینا نہیں چاہتا اور اس بات میں اجماع ہے کہ وہ کھال سے بری ہو ماسوائے انہیں جو حفصہ کا دوست

کے موافق بری ہو جاتا ہو اور اگر اس کا واسطہ ہو تو  
بریں نہیں ہوتا۔

۱۷۸۱، اگر ایک اجنبی شخص نے شفعہ سے یہ بات کہی ہو تو  
اس قدر روپیہ کے اس بات پر میں تجھے صلہ کرتا ہوں کہ تو شفعہ  
چھوڑ دے اور یہ لفظ نہ کہہ کر میرے لیے اس شفعہ نے قبول کر لیا  
تو اس اجنبی پر روپیہ لازم ہو گا اور اس کا شفعہ باطل  
ہو جائیگا۔

۱۷۹۰، اگر شفعہ نے اپنے سے کہتا ہے لیکن میں نے تیری  
سچ کو چھوڑ دیا یا مشتری سے کہتا ہے میرے لیے تیری خریدنے کو  
چھوڑ دیا تو شفعہ باطل ہو جائیگا۔

۱۸۰۰، اگر شفعہ نے ایک اجنبی شخص سے کہتا ہے میرے لیے  
میں نے اس مکان کے خریدنے کو چھوڑ دیا تو شفعہ باطل  
ہو گا۔

۱۸۱۰، اگر شفعہ نے مشتری سے کہا میں نے اس مکان کو  
یا اس مکان کے شفعہ کو تیرے لیے چھوڑ دیا اگر تو نے اپنے  
لیے خرید لیا تو مشتری نے کسی اور کے لیے اس کو خرید لیا  
تو شفعہ باطل ہو گا کیونکہ شفعہ نے ترک شفعہ میں شرط  
لگا لی تھی اور شفعہ کا ترک کرنا ایک حق کا ساتھ کرنا نہیں  
شرط لگ سکتی ہے اور شرط واجبہ بشرط کے ثابت  
نہیں ہوتا۔

۱۸۲۰، اگر شفعہ نے مشتری سے کہا نصف مکان نہ بیع  
شفعہ کے مجھ دے اور مشتری نے انکار کیا تو قول صحیح  
یہ ہے کہ شفعہ باطل ہو گا۔ ۱۰۰ بیع اگر بیع سے کہیں اس  
مکان کا شفعہ ہوں لہذا نہ بیع شفعہ کے نصف مکان مجھ کو  
دے تو باقی نصف مکان میں تیرے لیے چھوڑ دوں مشتری نے

وہل یدرأ عن الكفالة في رواية  
ابی حفص جید اور ابو یوسف فی روایۃ ابی سلیمان  
۱۷۸۱، ولو ان اجنبیا قال للشفيع  
اصالحك على كذا من الدار لهم  
على ان تسلم الشفعة ولم يقل  
لي فقبل الشفعه لا يجب المال على  
الاجنبى ولا يبطل شفعته۔

۱۷۹۱، ولو قال الشفيع للباقر سلمت  
لك سيعاك او قال للمشتري سلمت لك  
شراءك بطلت شفعته۔

۱۸۰۰، وان قال لاجنبى سلمت لك  
شراء هذه الدار لم يكن ذلك تسليما  
ولا يبطل شفعته۔

۱۸۱۰، وان قال الشفيع للمشتري سلمت  
هذه الدار لك او شفعه هذه الدار  
لك ان كنت اشتريها لنفسك وقد  
كان المشتري اشتريها لغيره لا يبطل  
شفعته لان على التسليم بالشرط وتسليم  
الشفعة اسقاط لمثل التعليق والمعلق  
بالشرط لا ينفذ عند عدم الشرط

۱۸۲۰، ولو ان الشفيع قال للمشتري  
لهل نصف الدار بالشفعة فجابى  
المشتري لا يبطل شفعته هو الصحيح  
وكذا لو قال الشفيع ان الشفيع  
هذه الدار سلم لي نصفها بالشفعة

فاسلم لك النصف الباقي فإني المشتري لا يبطل شفعتہ۔ اس بات سے انکار کیا تو شفعتہ باطل ہوگا۔

۱۸۳، ولو ان الماتع والمشتري قالا للشفيع ابرئنا عن كل خصومة لك قبلنا ففعل وهو لا يعلم بثبوت الشفعة بطلت شفعتہ قضاء ولا تبطل فيما بينه وبين الله تعالى وهو كرجل قال لغديره اجعلني في حل ففعل ولم يعلم بآله قبله في القضاء يبرأ عما له عليه ولا يبرأ فيما بينه وبين الله تعالى۔ اگر بائع اور مشتری نے شفیع سے کہا کہ ہم سے تجھے جو کچھ چاہے اس سے ہکویری کر دے اور شفیع نے اذکوہی کر دیا اگر ثبوت شفعتہ کا اوسکو علم نہ تھا تو عند القاضی اسکا شفعتہ باطل ہو جائیگا اور عند اللہ باطل ہوگا جیسے کوئی شخص کسی سے کہے میرے اوپر جو کچھ چاہے ہکوہوگا حق کر دے اور اُن شخص کو اس بات کا علم نہ تھا کہ کیا حق ہو اور اس نے مان کر دیا تو عند القاضی یہ شخص اس کے حق سے بری ہو جائیگا اور عند اللہ بری ہوگا۔

۱۸۴، ولو ان رجلا اوصى بدار لرجل فلم يعلم به الموصى له ومات الموصى فبعت دار يجذب دار الوصية ثم قبل الموصى له الوصية فلا شفعة للموصى له في الدار الثانية لانه لم يملك الوصية قبل القبول فلا يكون جارا للدار الثانية۔ اگر ایک شخص نے وصیت کی کہ میرا مکان فلاں شخص کو دیا جائے اور جب تک کہ یہ وصیت کی جو اوسکو وصیت کا علم نہیں ہے اب وصیت کرنے والا مر گیا اور اس مکان پر پہلو میں ایک مکان فروخت ہوا پھر اس نے اوس وصیت کو قبول کیا تو دوسرے مکان میں اس شخص کا شفعتہ ہوگا اصلہ کو قبل از قبول وصیت یہ شخص مکان کا مالک نہ فروخت شدہ مکان کا مالک نہ تھا۔

۱۸۵، ولو ان الموصى له مات قبل ان يعلم بالوصية ثم بيعت اذار الثانية يجذبها فادعى ورثة الموصى له الشفعة في الدار الثانية كان لهم ذلك لان موت الموصى له قبل القبول يكون قولا للوصية فصارت الوصية مديرا عنه لو رثته فاذا ابيت الملك للورثة تحقق لهم سبب الشفعة وهو الجواز۔ اگر ایک شخص نے وصیت کی کہ میرا فلاں مکان فلاں شخص کو دیا جائے اور موصی نے دیکھنے تک کہ یہ وصیت کی تھی اس وصیت سے لاعلم تھا اور اسی لاعلمی کی حالت میں یہ مکان فلاں اور فلاں کے پہلو میں ایک مکان فروخت ہوا اور اس موصی کے لکے والے ثبوت نے فروخت شدہ مکان پر یہ شخص کا دعویٰ کیا تو وہاں کا دعویٰ صحیح ہے کیلئے کہ قبل از ثبوت وصیت موصی کا مرنا وصیت قبل کرنے کے مکمل ہے۔ درہ وصیت کا دعویٰ صحیح ہے کہ دار ثبوت کے ملک بن جائے اور جب ان کے ملک بن گیا تو شفعتہ سبب ہو جائیگا۔

۱۸۶، ضاف حصہ ذکر کیا، بعض چلے ایسے ہیں جسے شفعہ کو خر دی شفعہ کی طرف تو حصہ نہیں رہتی اور بعض ایسے ہیں جسے شفعہ باطل ہو با ۳ ہے ابطال شفعہ کے لیے منجملہ حیلوں کے ایک یہ حلیہ ہے کہ بائع اوس مکان کو اولاً مشتری پر پہر کر کے لوگوں کو گواہ کر دے اوس کے بعد مشتری بائع پر رش ہر کر کے لوگوں کو گواہ کر دے اگر یہ پہر بشرط عوض نہ ہو لیکن یہ ایسا حلیہ ہے کہ ہر شخص اس حیلے کو نہیں کر سکتا اس واسطے کہ پہر تبرعات میں سے ہے اور بعض لوگوں کو تبرعات کا اختیار نہیں ہوتا مثلاً نابالغ کا باپ یا باپ کا وصی وغیرہ۔

\* \* \* \* \*

۱۸۷، از انجملہ یہ حلیہ ہے کہ بائع اپنا مکان مشتری پر مدد کر دے اور مشتری رش کی قدر بلیغ پر مدد کر دے یہ صورت اور پہر کی صورت دونوں برابر ہیں مگر تا فرق ہو کہ اجنبی کے لیے پہر کرتے ہیں کہ پہر کے فالار جمع کر سکتا ہو اور مدد میں رہم عن ضنین کر سکتا۔

۱۸۸، ایک حلیہ یہ جو کہ بائع مکان کا کوئی غیر معین حصہ مشتری کو پہر کر دے پھر یہ بائع اور مشتری ایسے قاضی کے روبرو اپنا قضیہ پیش کریں جو محمل القسمۃ میں ایک حصہ غیر معین کے پہر کو تجویز کر تا ہو تاکہ یہ قاضی حجاز پہر کا حکم دے اور بعد یہ بائع باقی مکان اوس مشتری کے حق فروخت کرے تو اس میں رش مشتری بسبب شرکت کے باہر بر مقدم ہو گا

۱۸۹، از انجملہ ایک یہ حلیہ ہے کہ بشرط عوض اپنا مکان کسی کو پہر کرے مگر اوس روایت کے موافق ہو سکتا ہے کہ ہر بشرط

۱۸۶، واما الحیل فی ابطال الشفعة ذکر المختصات رحمہ فیہ منها ما یکون تزہیداً عن طلب الشفعة ومنها ما یکون ابطالاً اما ما یکون ابطالاً فمنہا ان یهب البائع الدار للمشتري ویشهد علی الهبة والمشتري یهب الفتن للبايع ویشهد علیہا فلا ینبئ الشفعة اذ الم یکن الهبة بشرط العوض الا ان هذا الحيلة لا یمکنہا بعض الناس لانہا تبرع ومن الناس من لا یمکن التبرع کالاب والوصی وغیرہما۔

۱۸۷، ومنها ان یمدق بالدار علی انسان ثم المشتري یتصدق بمثل الفتن علی البائع ففی والهبة سواء الا ان فی الهبة للاجبی یمکن الرجوع فی الصدقة لا یمکن۔

۱۸۸، ومنها ان یهب جزءاً شاماً من الدار ثم یترافعان الی القاضی الذی یروی ہبة المشاع فیما یحتمل القسمۃ فیعکم بجواز الهبة ثم یتبع بقیۃ الدار منہ فیکون الموهوب له مقدماً علی الجار۔

۱۸۹، ومنها ان یهب الدار بشرط العوض الا ان هذا علی الروایۃ

التي لا تثبت الشفعة في الهبة بشرط العوض  
اما في الروايات الظاهرة تثبت الشفعة  
في الهبة بشرط العوض فان  
اراد ان لا يأخذ استغني  
ظاهر الروايات ينبغي ان يأخذ الموهوب  
له المداير اجزاء معها وياخذ الواهب  
كل العوض الا اذا ثبتت الشفعة  
للتشجيع فان في الهبة بشرط العوض قالوا  
انما ثبت الملك للموهوب له اذا قبض  
الكل اما اذا لم يقبض الكل لا تثبت له  
الملک ولا ينقطع حق الواهب ويكون  
للوأهب ان يرجع من غير قضاء ولا  
رضاء يروى ذلك عن محمد بن ح  
نصافيكون هذا كالبیع بشرط الخيار  
للباقر وهم لا تثبت الشفعة للتشجيع بالقي  
حق الباقر هذا اذا كان الموهوب شيئا  
يحمل القسمة فان كان  
لا يحمل القسمة كالبيت الصغير  
والخاوية اذا وهب منها جزءا  
معلوما شافها جاز عند الكل  
ولا يكون للبازان يأخذ بالشفعة  
۱۹۰، ومنها ان يشتري البناء او لا  
في صفقة ثم يشتري العروة فحين غل  
فلا تثبت الشفعة في البناء لانه نقل  
ولا يرغب التشجيع في اخذ العروة فمن

عوض میں شفعہ ثابت نہیں ہوتا لیکن روایت  
ظاہری ہے کہ ہر بشرط عوض میں شفعہ ثابت ہو جاتا ہے  
پس اگر ہر کرنے والے کو مقصود ہو کہ ظاہر روایت کے  
یعنی موافق شفعہ نہ لے سکے تو یہ تدبیر کرتی چاہیے کہ موهوب لہ  
بچے جس کو یہ کیا ہے، کل مکان کو قبول کرے مگر ایک کشت  
چھوڑ دے اور ہر ہر کرے والا کل عوض قبول کرے اور ایک  
پس یہ چھوڑ دے کہ اس وقت میں شفعہ کا شفعہ ہو گا اس لیے  
نہتا کہ نزدیک ہر بشرط العوض میں موهوب لہ کی ملک  
اس وقت ثابت ہوتی ہو کہ جو وقت کل پر قبضہ کرے  
اور جب تک کل پر قبضہ ہو گا ملک ثابت ہوگی اور کثرت  
کامن اس سے منقطع ہو گا بلکہ بلا مکمل قاضی اور بلا رضائے  
باہمی کے اس کو ہر کے واسطے کے کا اختیار ہو گا۔ محمد بن ح  
یہ قول صریح ہے پس اس کا مال ایسی بیع کا مال  
جو زمین یا بیع کا اختیار نہ کیا گیا ہے کہ جب تک باہمی  
حق باقی رہے شفعہ کا شفعہ ثابت ہو گا۔ یہ مکمل اس وقت  
ہو کہ ہر کثرت محتمل قسمت چیز کو ہر کرے اور اگر غیر محتمل  
القسمت چیز مثلا چھوٹی کو طری یا دوکان اور زمین سے  
فصل جلعین ہر کیا تو بالا اتفاق صحیح ہو گا اور ہر کثرت  
کا اختیار ہو گا۔

✦ ✦ ✦ ✦ ✦  
✦ ✦ ✦ ✦ ✦

۱۹۰، ایک علیہ یہ ہو کہ مشتری اولاً ایک بیع سے  
مکان کی صرف عمارت کو خریدے بعد ازاں مکان کی  
زمین کو گران قیمت سے خریدے کہ عمارت جو مکمل نقلات  
میں داخل ہے علیہ اس میں شفعہ ہو گا اور زمین کو گران قیمت سے خریدے ہو گا۔

غال مکان تزهیداً۔

شفیع خود نہ لیکاس حلیہ سے شفیع نہ کر سکیگا اگرچہ اس کا قیام ملے گا  
۱۹۱۰ء ایک حلیہ پر ہر ایک مکان عمارت کو کسی پرہیز کر کے  
اوسکی زمین کو گران قیمت سے اسی شخص کے ہاتھ فروخت کر دے  
اور باغات و آراضی کا بھی یہی حال ہو۔

۱۹۱۰ء، وكذا الوو هب البناء باصله  
ثم يشتري العروة بثمن غال وكذا لك  
في الكروم والاسراضى۔

۱۹۲۰ء حلیہ کی صورتوں میں اگر شفیع کو بائع یا مشتری  
اسباب کا حلف لینا منظور ہو کہ یہ تدبیر ابطال شفعہ کے لیے  
منین کی گئی ہو تو بائع سے حلف نہیں لے سکتا اس واسطے کہ  
اگر بائع نے حلف سے انکار کیا تو مشتری پر اس کا انکار  
حجت ہوگا اور نہ مشتری سے حلف لے سکتا ہوا سلیہ  
کہ اگر مشتری اوسکے دعویٰ کا معر ہو جائے تو وہ دعویٰ  
مشتری پر لازم ہوگا۔

۱۹۲۰ء، وفي هذه الفصول اذا اراد  
الشفيع ان يجلت البائع او المشتري  
بالله ما فعل هذا فدار عن الشفعة  
ان اراد تحليف البائع ليس له ذلك  
لان نكوله لا يكون حجة على  
المشتري وان اراد تحليف المشتري  
فذلك لك لانه يدعى عليه شيئا  
لواقربه لا يلزمه۔

\* \* \* \*

۱۹۳۰ء ایک حلیہ پر ہر مشتری ایک بیج میں مکان کا  
معین حصہ گران قیمت سے خریدے بعد ازاں باقی کو  
ارزان قیمت سے خریدے کہ پہلے بیج میں گرائی کی وجہ سے  
شفیع کو شفعہ کی طرف توجہ نہ ہوگی اور دوسری بیج میں  
وہ سلیہ شفعہ نہ کر سکیگا کہ مشتری شریک ہونے کی  
وجہ سے بار پر مقدم ہو جائیگا۔

۱۹۳۰ء، ومن الحيلة ان يشتري سهما  
معلوما بثمن غال في صفقة ثم يشتري  
الباقى بثمن يسير فلا يرغب الشفيع  
فيما باع او لا لكثرة الثمن وبدونه  
لا يملك اخذ الباقي لان المشتري  
يبيع شريكاً فيكون مقدماً على  
الجار۔

\* \* \* \*

۱۹۴۰ء ایک حلیہ پر ہر مکان کو گران قیمت سے خریدے  
اور بائع کو اوس قیمت کے عوض میں کوئی اور چیز دیدے  
جو مکان کی اصل قیمت کے برابر ہو اس تدبیر سے  
شفیع کو ثمن دیکر مکان کے لینے کی طرف توجہ نہ ہوگی اس لیے  
کہ ثمن مکان کی اصل قیمت سے زیادہ قرار پایا ہے  
اور اوس کے بدلے میں جو چیز بھی دینے کے لیے ایک تھوڑی چیز کا بدلہ

۱۹۴۰ء، ومنها ان يشتري الدار بثمن  
غال ثم ياخذ البائع بذلك الثمن بدلاً  
آخر فلا يرغب الشفيع ان ياخذ  
الدار بالثمن لكثرة ولا يكون له  
ان ياخذها بالبدل الثاني لان الثاني  
بدل عن الثمن لا عن الدار۔



۱۹۵۱. و ذکر الخصاف رحمہ اللہ لم یروھا  
عن محمد بن ح وہی ان یدعی ان الدار  
لابن صغیر لہ فی ید ہذا الرجل ثم  
ان المدعی یصلح الدار فی ید یدہ الدار  
علی ان یدفع الیہ مائۃ دینار ولا یقول  
انہا من مال ابنہ علی ان یسلم الذی  
فی ید یدہ الدار فجوہر ولا شفعة فیہا  
لان الارب لا یأخذ الدار بطریق  
المعاوضة فبقیم المملک للابن دون الارب  
الا ان ہذا کذب فان اراد ابطال  
الشفعة علی وجہ لا یکون کا ذبا یا مر  
الارب ملوکا لہ ان یشترى الدار من  
صاحبہ لابن صغیر لولا بالقرن الذی  
اتفقا علیہ فیشرى المملوک بشرای ثم ان  
المولی یدعی ان الدار لابن الصغیر  
ولا یدعی الشرع فیکون صادقا الا  
ان ہذا لا یخلو عن نزاع شہد لان  
المملک انما یشیت للابن بالسبب  
فاذا ادعی الارب ملکاً مطلقاً کان  
مدعیاً غیر ذلک المملک لان المملک  
المطلق اقوی من المملک بالسبب  
علی ما عرفت ان القضاء للمملک  
المطلق قضاء بالزواج و فی القضاء  
بالمملک بسبب لا یدخل الزواج  
والنہود اذ اختلفوا النہادۃ علی المملک

۱۹۵۱. نعمان رحمۃ اللہ علیہ ذکر کیا ہو چکی روایت  
امام محمد رحمہ اللہ سے نہیں کی جو وہ یہ کہ کہ ایک شخص مالک کل  
پر اس بات کا دعویٰ کرے کہ تیرے پاس جو یہ مکان ہے میرے  
نابالغ لڑکے کا ہے بعد ازاں یہ مدعی کو اسٹرنیان دیکر  
اور مدعا علیہ سے مکان نیکر صلح کر لے اور یہ دیکھ کر میرے  
لڑکے کا مال ہو تو یہ صلح جائز ہے اور اس میں شفعت نہیں ہے  
اس لیے کہ باپ سے یہ مکان بطریق معاوضہ کے نہیں آیا ہے  
لہذا وہ مکان باپ کی ملک ہو گا بلکہ بیٹے کی ملک ہو گا  
مگر اس میں یہ نقصان ہے کہ باپ کا یہ کہنا میرے لڑکے کا ہے  
پس اگر اس کو مضبوط ہو کہ شفعت باطل ہو جاوے اور  
ہو جی نہیں ہو لڑا ہے تو اس کی یہ تدبیر ہو کہ مانع اپنے کسی  
غلام کو حکم دے اور وہ غلام اس مکان کو مالک مکان سے  
خرن خرید کر اپنے ہاتھ کے نابالغ لڑکے کے واسطے خریدے  
بعد ازاں اس کا دعویٰ کرے کہ یہ مکان میرے  
لڑکے کا ہے اور خریدنے کا ذکر کرے تو اس کا یہ کہنا بیچ  
ہو گا مگر اس میں ایک قسم کا شبہ ہے اس واسطے کہ بیٹے کو ملکیت  
باسبب ثابت ہوگی اور باپ ملکیت مطلقہ کا دعویٰ  
کرنا ہو پس اس کا دعویٰ خلاف واقع ہے جو اس لیے  
کہ ملکیت مطلقہ ملکیت باسبب سے قوی ہے چنانچہ معلوم ہو چکا  
ہے کہ ملکیت مطلقہ کے حکم دینے سے زائد کا حکم ثابت ہو جاتا  
ہے اور ملکیت باسبب کا حکم دینے سے زائد کا حکم  
ثابت نہیں ہو جاتا اس طرح اگر گواہوں کو ملکیت باسبب کا  
عقد تھا اور اس پر اظہار میں انہوں نے ملکیت مطلقہ  
بی بیان کیا تو ان کی گواہی خلاف واقع کے ہوگی  
اس لیے کہ ملکیت مطلقہ میں اصل کے ساتھ

زیادتی بھی داخل ہوتی ہے۔

بسبب فاذا شهدوا بالملك المطلق  
كانت شهادتهم بالاصل والزيادة۔

۱۹۶۰، اگر گواہوں کو ملکیت بسبب کا علم ہے  
اور بالغ سے بیچ کو مشتری سے غصب کر لیا اور مشتری  
گواہ پیش کیے اور اسے ملک طلق کی گواہی دے گی  
تو مشائخ رحمہ کا دہن اختلاف ہو بعض کہتے ہیں ان  
گواہوں کو ملکیت مطلق کی گواہی دینا جائز ہے بعض کہتے  
ہیں جائز نہیں ہے اس طرح اگر گواہوں کو کسی خاص  
سبب سے دین کا علم ہے تو بعض مشائخ کے نزدیک  
طلق دین کی گواہی دینا جائز ہے اور بعض کے نزدیک  
جائز نہیں ہے صحافت رحمہ اللہ کا مذہب یہی  
ہے کہ گواہی دینا جائز ہے۔

۱۹۶۰، واختلف المشائخ رحمہ ان الشاهد  
اذا تحصل الشهادة على الملك بسبب  
ثم ان البائع غصب المبيع من المشتري  
فجاء المشتري بالشهود وامرهم ان  
يشهدوا بالملك المطلق قال بعضهم  
يجوز لهم ان يشهدوا بالملك المطلق  
وقال بعضهم لا يجوز وكذا اذا احتملوا  
الشهادة على الدين بسبب هل يباح  
لهم ان يشهدوا على الدين مطلقا  
هو على هذا الخلاف ايضا وانقصا  
رحمہ يقول بالجواز۔

۱۹۶۰، ایک عیلم یہ کہ مشتری کے لیے بالغ سگان کے  
ایک خاص حصہ کا اقرار کرے بعد ازاں مافی کو اس کے ہاتھ  
فروخت کر دے مگر اس میں بھی اختلاف ہے اس لیے کہ اگر کوئی  
شخص دوسرے کے لیے کسی خاص چیز کا اقرار کرے تو بعض کے  
ز نزدیک اس اقرار سے دوسرے کے ملکیت ثابت ہو جاتی  
ہو اور بعض کے نزدیک ملکیت ثابت نہیں ہوتی اس لیے  
کہ اقرار ملکیت کا سبب نہیں ہو و لہذا وہ غلام جو آقا  
کی طرف سے خرید فروخت کا مجاز ہے اگر کسی کے لیے  
اقرار کرے تو اس کا اقرار صحیح ہے اور اگر یہ اقرار ملکیت  
کا سبب بننا تو اس میں تلبیک بلا عوض پائی جاتی  
اور وہ غلام اس بات کا مجاز نہیں تھا۔

۱۹۶۰، ومن جملة الحيل ان يقدر  
البائع بمجزء معلوم من الدين للمشتري  
ثم يبيع الباقي منه الا ان هذا يكون  
على الاختلاف ايضا فانهم اختلفوا ان  
الانسان اذا اقر لغیره بعين هل  
يثبت الملك للمقر له بالاقرار قال  
بعضهم لا يثبت لان الاقرار ليس من  
اسباب الملك و لہذا لا يصح من العبد  
المأذون ولو كان الاقرار  
من اسباب المالك  
كان الاقرار تمليكاً بغیر عوض  
والعبد المأذون لا يملك ذلك۔

(۱۹۸)، ومن الحیل ان یوکل المشتري رجلاً بالشراء فیشتري الوکیل وغیب ولا یكون الموکل خماً للشفیع الا ان هذا علی قول محمد سرح اما علی قول ابی یوسف رحم یكون الموکل خماً للشفیع لیطلب منه الشفعة فانه ذکر فی المأذون اذا اشتری الرجل دسرا وابع من اخر وغاب المشتري الاول ثم جاء الشفیع واسلاد ان یأخذ بالبیع الاول علی قول محمد سرح لا یملك ذلك وعلی قول ابی یوسف رحم یملك ذلك۔

(۱۹۸) ایک حیلہ یہ ہے کہ مشتری کسی شخص کو وکیل مقرر کر کے مکان خریدے اور یہ وکیل مکان کو فروخت کر کہیں غائب ہو جائے اب وہ شفیع اس موکل سے دعویٰ نہیں کر سکتا مگر یہ حیلہ امام محمد رحم کے موافق ہو سکتا ہے اور ابویوسف رحم کے موافق نہیں ہو سکتا اسلئے کہ ابویوسف رحم کے نزدیک اس موکل سے شفیع دعویٰ کر سکتا ہے۔ چنانچہ ماذون میں مذکور ہے کہ اگر کوئی شخص ایک مکان کو خرید کر دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دے اور مشتری اول غائب ہو جائے بعد از ان شفیع بیع اول میں شفیع کا دعویٰ کرے تو امام محمد کے نزدیک کر سکتا ہے اور ابویوسف کے نزدیک نہیں کر سکتا ہے۔

(۱۹۹)، وعلی هذا الخلاف العبد للمأذون المدیون اذا باعه المولی بغير اذن الغرماء فغاب فغصب الغرماء لا خصوصاً لهم مع المشتري فی قول محمد سرح وعلی قول ابی یوسف رحم للغرماء ان یخاصموا المشتري۔

(۱۹۹) اگر ایک شخص کے غلام پر لوگوں کا قرض آتا ہے اور اس شخص نے اون لوگوں کی بلا اجازت غلام کو فروخت کر دیا اور غلام کہیں غائب ہو گیا اب قرض خواہ امام محمد کے نزدیک مشتری سے نزاع نہیں کر سکتی اور ابویوسف کے نزدیک مشتری سے خصمت اور نزاع کر سکتے ہیں۔

(۲۰۰)، ومن الحيلة بالشفعة ان یواجر المشتري من البائع ثوباً لیلبس یوما الی اللیل یجزء من مائة جزء من الدار ففی الیوم ثم یبیم ثوبه اللار من صاحب الثوب فلا یكون الشفعة للشفیع اما فی الجزء الاول فلان صاحب الثوب ملك الجزء بالمنفعة واما فی

(۲۰۰) ایک حیلہ یہ ہے کہ مشتری بائع سے ایک کپڑا صبح سے شام تک پہننے کی واسطے لیوے اور اُسکی اجرت یہ ٹھہرائے کہ اپنے مکان کے سوجھن میں ہر ایک حصہ تجکو دوں گا اور صبح سے شام تک اوس کپڑی کو پہن کر باقی مکان کیڑے والیکے ہاتھ فروخت کر دے تو اس سے شفیع شفعہ نہ کر سکیگا ایک حصہ میں تو اس واسطے کہ کپڑے والا بعض منفعت کے اُسکا

بقية الدار فان صاحب الثوب  
صار شريكاً في الدار فكان مقدماً  
على صاحب الجار۔

۲۰۱، ومنها ان يتاجر صاحب  
الدار الذي يريد شراء الدار  
لبشر الدار على ان يسقيه  
فاذا سقاه في ذلك المجلس او في غيره  
ملك عشر الدار فلا يكون للشفيع  
حق الشفعة وهو اولى من الجبار  
جعل الاجرة ههنا بمنزلة المهر  
وفي المبسوط جعل الاجرة بمنزلة  
المبيع فانه قال لو كانت الاجرة  
عبد اباعه قبل القبض لا يجوز  
ولو استحق العبد الذي  
هو اجد الدار بطل العقد والخصمان  
رح جعل الاجرة بمنزلة المهر۔

۲۰۲، ومن الحيلة انه اذا اراد ان  
يبيع الدار بعشرة الاف درهم  
يبيعها بعشرين الفا ثم يقبض تسعة  
الاف وخمس مائة ويقبض بالباقي  
عشرة دنان او اقل او اكثر  
لواراد الشفيع ان ياخذها  
بعشرين الفا فلا يرغب في الشفعة  
ولو استعفت الدار على المشتري لا يجرم  
المشتري بعشرين الفا وانما يرجع

مالک ہو اسے بوجہ مال کے بیٹن ہوا اور مکان  
کے تئو سے حصہ عین اس واسطے شفعہ نہیں کر سکتا  
کہ کپڑی والا اب اس مکان میں شریک ہی اور جابر اس کو تقدیم  
۲۰۱، ایک حلیہ ہی کہ مالک مکان اس شخص سے  
جو مکان خریدنا چاہتا ہے، بات کہے کہ تو  
مجھ کو پانی پلا دی اور اس کی اجرت میں مجھے اس مکان  
کا دسواں حصہ لے لیا اگر اس شخص نے اس حلیہ  
میں یا اس کی بعد صاحب مکان کو پانی پلا دیا تو پھر  
مکان کے دسویں حصہ کا مالک ہو جائیگا اور پھر  
شرکت شفعہ الجار پر اس کو تقدیم ہو گا۔ اور یہ  
اجرت بمنزلہ مہر کے ہی اور مبسوط میں اس اجرت کو  
بمنزلہ بیع کو قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اگر اس کی اجرت  
ایک غلام قرار پائی اور اجرت لینے والا قبل از قبضہ اس کو  
فروخت کر دی تو جائز نہ ہو گا اور اگر اس غلام میں جو مکان  
کی اجرت قرار پایا کسی کا حق برآمد ہو تو عقد جارہ باطل  
ہو جائیگا۔ اور حضاف پنجم اجرت کو بمنزلہ مہر کو قرار دیا ہے  
۲۰۲، ایک حلیہ ہی کہ جب کوئی شخص ایک مکان  
دس ہزار روپیہ کو فروخت کرنا چاہے تو یہ تدبیر کرے  
کہ بیس ہزار سو اس کو فروخت کرے اور سارے ہزار روپیہ  
لیکر باقی پانچ سو روپیہ کے بل میں دس سو اشرفیان لیکر  
مکان مشتری کو دیدے کہ اس صورت میں اگر شفعہ  
لینا چاہیگا تو بیس ہزار روپیہ اس کو دینی پڑے گی کہ شفعہ  
کی طرف اس کو توجہ نہ ہو گی اور اگر اس میں مکان کے مالک کو ہر آمد  
ہو اس کی وجہ سے مشتری کو مکان کا واپس کرنا پڑے تو مشتری  
بائیس ہزار روپیہ واپس نہیں کر سکتا بلکہ حق

بما اعطاك لانه اذا استحققت الدار  
يظهر ان لم يكن عليه ثمن الدار  
فيبطل الصرف كما لو باع الدار  
والدار احم الق للمشتري على البائع  
ثم نقبدا ان لم يكن له عليه دين  
فانه يبطل الصرف-

۲۰۳۱، ومن حيلة ابطال الشفعه  
ان يقول المشتري للشفيع اني اشتريت  
الدار من فلان بكذا فاسمها منك  
فاشترى ويقول زدي في الثمن  
كذا وخذ او يقول عا وضها لي بدار  
اخرى او يقول اني اوليكها فان  
احبت ان اوليكها بالثمن الذي  
اشتريتها وليتكها فقال الشفيع وليتها  
فانه يبطل الشفعه-

۲۰۴۱، وكذا لو بعث المشتري الى الشفيع  
رجلا يقول للشفيع ذلك فقال الرجل  
المبعوث للشفيع ان فلانا اشترى  
هذه الدار بكذا وهو يقول لك  
ان احبت ان اوليكها بما اشتريتها  
به وليتكها فقال الشفيع نعم وليتها فانه  
تبطل الشفعه-

۲۰۵۱، ولو بعث المشتري الى الشفيع  
رجلا فقال للشفيع قد كنت اشتريت  
من فلان يعني البائع هذه الدار

اشترى داري او سقدروا پس ايگا اسو اسطيكه حق برآيه  
ہونے سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ مشتری پر اس مکان کا  
ثمن واجب نہیں تھا لہذا اس پر دس ہزار روپیہ  
کی بیع اولیٰ اشترى فیو باطل ہو گئی بطریق ایک شخص کا دوسرے  
پر کہ روپیہ آتا ہے اور قرضہ نہ عوض اس دسہ کہ کچھ شرفی  
قرضہ کے لئے کر دینے پر کو باطل اس کی تہذیب کے لئے ہمارے ہمارے  
۲۰۳۱، ایک حیلہ یہ کہ مشتری شفیع سے یہ بات کہی کہ  
میں نے فلان مکان فلان شخص سے اس قدر روپیہ کو  
خرید لیا ہے اور تیرے ہاتھ فروخت کرتا ہوں تو خریدنے  
لیکھے اس قدر ثمن بڑھا کر تو مجھے لیلے یا یہ کہے کہ اس کے  
بدلے میں دوسرا مکان مجھ کو دیدے یا یہ کہے کہ اس کے  
میں اس مکان کا تولیہ کرتا ہوں اگر تیری مرضی ہو تو  
حب قدر ثمن سے میں نے لیا ہے اس قدر سے تیرے ہاتھ فروخت کرتا ہوں  
اور شفیع نے اس کو قبول کر لیا تو  
شفعہ باطل ہو جائیگا۔

۲۰۴۱، اگر مشتری شفیع کے پاس کسی شخص کی نعمت  
پیغام بھیجے اس شخص نے جاکر شفیع سے یہ بات کہی  
کہ فلان شخص نے اس مکان کو اس قدر روپیہ سے  
خرید لیا ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ اگر تیری مرضی ہو تو میں  
قد روپیہ میں تجھ کو یہ مکان دے دوں گا اور  
شفیع نے تولیت کو منظور کر لیا تو شفعہ  
باطل ہو جائیگا

۲۰۵۱، اگر مشتری نے شفیع کے پاس کسی شخص  
کو بھیجا اس شخص نے جاکر شفیع سے کہا کہ میں فلان  
یعنی نام اس مشتری کے ذریعہ جاکر اس کا شفعہ لے کر کہان

اگر مشتری شفیع کے پاس کسی شخص کی نعمت پیغام بھیجے اس شخص نے جاکر شفیع سے یہ بات کہی کہ فلان شخص نے اس مکان کو اس قدر روپیہ سے خرید لیا ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ اگر تیری مرضی ہو تو میں قد روپیہ میں تجھ کو یہ مکان دے دوں گا اور شفیع نے تولیت کو منظور کر لیا تو شفعہ باطل ہو جائیگا

تو اس کا شفعہ باطل ہو جائیگا کیونکہ شفعہ نے انکار کر لیا کہ اس  
شعری کا خریدنا صحیح نہیں ہے اور جب خریدنا صحیح نہ ہو تو شفعہ  
صحیح ثابت ہوگا اس لیے اگر اس شخص نے شفعہ کے پاس اگر  
کما یہ مکان تیرا ہے اور سلطان بائع کا نہیں ہے اور شفعہ نے  
کہا ایک تو شفعہ باطل ہو جائیگا اس لیے کہ جب شفعہ نے  
اپنے واسطے ملکیت کا دعویٰ کیا تو گویا اس بات کا  
اقرار کر لیا کہ میرا شفعہ نہیں ہے۔

\* \* \* \* \*

۲۰۶۱، اگر شعری نے شفعہ سے کما یہ مکان سوا شعری کو  
میں نے خریدنا ہے اگر تیری مرضی ہو تو دس اشرفان  
تیرے واسطے کم کر دوں اور شفعہ نے کما اچھا تو اس کا  
شفعہ باطل ہو جائیگا فقہا کا قول ہے کہ صورت مذکورہ میں  
شفعہ وسوقت باطل ہوتا ہے کہ جب شعری شفعہ سے  
یہ لفظ کہے اور کے زمین میں سے تجھے دس اشرفان  
کم کرتا ہوں اور تو فی اشرفیوں کو تیرے ہاتھ فروخت  
کرتا ہوں اور اگر یہ لفظ نہیں ہے یا تو شفعہ باطل  
ہوگا۔

\* \* \* \* \*

۲۰۶۲، اگر ایک شخص نے مکان خریدنا اور شفعہ نے  
اس میں شفعہ طلب کیا اور شعری نے شفعہ سے  
اس بات پر فیصلہ کر لیا کہ اس مکان میں سے خاناں  
کو شعری میں بھجوا دیتا ہوں جب قدر میں اس کے حصہ  
میں آوے تو بھجوا دوں اگر دے تو ہمارے نزدیک یہ فیصلہ  
ناہی ہے اس لیے کہ زمین کا حصہ غیر معلوم ہے پس اگر شعری کو

قبل شراء هذا الرجل فقال  
الشفيع نعم بطلت الشفعة لان  
الشفيع اقر ان شراء هذا المشتري  
لم يصح فلم يثبت به الشفعة وكذا  
لو قال ذلك الرجل  
للشفيع هذه الدار لك ولم يكن  
لفلان الباتم فقال الشفيع نعم بطلت  
شفعته لانه لما ادعى الملك لنفسه  
فقد اقر بان لا شفعة له۔

۲۰۶۱، ولو قال المشتري للشفيع اني  
اشتريت هذا الدار بمائة دينار  
فان احببت ان احطك من ثمنها  
عشرة دينار فقال نعم بطلت  
شفعتي قالوا نعم يبطل  
شفعتي في هذا الصور  
اذا قال احط عنك من  
ثمنها عشرة دنانير وبيعها منك  
بتسعين دينارا اما بدون هذا  
الزيادة لا يبطل شفعتي۔

۲۰۶۲، ولو اشترى دارا وطل الشفيع الشفعة ففصل  
المشتري من ذلك على بيت معين  
من الدار يدفعه اليه بحصته  
من الثمن ذكرنا انه لا يجوز لان  
حصته من الثمن ليست بمعلوم فان  
اراد ان يسلم البيت الى الشفيع وسقى

منظور ہو یہ کوٹری شفع کو دیدن اور باقی مکان اپنے پاس رکھوں تو اس کی پندرہ سو روپے کی شفع کی اجازت سے ایک اجنبی شخص اس کوٹری کو شفع کے لیے خریدے بعد ازان باقی مکان میں یہ شفع شفع کو بھجوز دے تو ہر ایک کا مقصود حاصل ہو جائیگا یعنی وہ کوٹری شفع کو مل جائیگی اور باقی مکان مشتری کا رہیگا۔

(۲۰۸) اگر قاضی نے شفع کے لیے شفعہ کا حکم دیا مگر شفع بیان پڑھنے کرنے اور فن ادا کرنے سے پہلے مر گیا تو یہ مکان شفع کے وارثوں کو مل جائیگا اس لیے کہ قاضی کا حکم دنیا بمنزلہ بیع کے ہے۔

\* \* \* \*

\* \* \* \*

(۲۰۹) اگر بیع مکان خرید کر مر گیا تو اس کے وارث مکان کے مالک ہونگے۔

\* \* \* \*

(۲۱۰) اگر قاضی نے شفع کے لیے شفعہ کا حکم دیدیا اور مشتری نے شفع سے اس بات کی درخواست کی کہ تو اعتد زیاہ من لیکر مکان مجھے واپس کر دے اور شفع نے واپس کر دیا تو پہلے ہی من سے وہ مکان مشتری کا ہو جائیگا اور زیادتی باطل ہو جائیگی خواہ وہ زیادتی من سے ہو یا غیر من سے اس واسطے کہ وہ مکان مشتری کو بیہوینا اتالہ کے حکم میں ہے اور اتالہ پہلے ہی من سے ہوتا ہے اور من زیادتی درست نہیں ہوتی۔

\* \* \* \*

\* \* \* \*

ما بقی من الدار للمشتري يشترى رجل اجنبی هذا البيت للشفيع بامر لا ثم ان الشفيع يسلم الشفعة فيما بقی من الدار فيحصل الغرض لكل واحد منهما يسلم البيت للشفيع ويثبت الدار للمشتري۔

(۲۰۸) اذا مات الشفيع بعد ما قضى القاضی له بالشفعة قبل ان يقبض الدار وقبل ان يتقد الثمن كانت الدار لورثة الشفيع لان قضاء القاضی بالشفعة بمنزلة البيع۔

(۲۰۹) ولو مات الشفيع بعد ما اشترى الدار كانت ميراثا لورثته۔

(۲۱۰) ولو قضى القاضی بالشفعة للشفيع وطلب المشتري من الشفيع ان يرد الدار على المشتري بمزیدة فی الثمن والزیادة من حبس الثمن او من غیر حبسه یصیر الدار للمشتري بالثمن الاول ویبطل الزیادة لان رد الدار على المشتري یمکن بمنزلة الاقالة والاقالة انما تكون بالثمن الاول ولا یعم فیها الزیادة۔

۲۱۱، وکن الوطلب المشترى من  
 الشفیع بعد ما قضی القاضی له  
 بالشفعة ان یرد الدار علی البائع  
 بزیادة فی الثمن ففعل کانت اقاله  
 والاقاله کما تكون بین البائع و  
 المشترى تتحقق بین البائع والشفیع  
 لان الشفیع بعد ما قضی القاضی  
 له قائم مقام المشترى ویمیر المشترى  
 کالوکیل للشفیع فیعم اقاله الشفیع  
 مع البائع ویكون له حق الحبس الی  
 ان یتوفی الثمن۔

۲۱۲، ذکر محمد رحمہ فی الاصل  
 الحیلۃ فی اسقاط الشفعة ولم یذکر  
 الکراهیۃ قالوا علی قول ابی یوسف  
 رحمہ اللہ لا یکرهہ وعلی قول محمد  
 یکرهہ وھذا بمنزلة الحیلۃ لمنع  
 وجوب الزکوۃ ومنع الاستبراء علی  
 قول ابی یوسف رحمہ لا یکرهہ۔

۲۱۳، وقال بعض مشائخنا رحمہ یکرهہ  
 الاحتمال لاسقاط الشفعة بعد  
 الوجوب لانه احتیال لابطال  
 حق واجب وقیل الوجوب انکان  
 الجار فاسقایتاذی منہ لا یاس بہ  
 ۲۱۴، وقال الشیخ الامام شمس  
 الانسۃ السرخسی رحمہ لا یاس

۲۱۱، اگر قاضی نے شفیع کے لیے شفعہ کا حکم دیدیا بعد از  
 مشتری نے شفیع کو حراست کی کہ اس قدر ثمن بڑھا کر  
 یہ مکان تو بائع کو واپس کر دے اور نہ واپس کر دیا  
 تو ثمن کی زیادتی باطل ہو جائیگی اور یہ واپس کرنا اقالہ  
 ہو گا اور اقالہ صلیح بائع اور مشتری میں ہونا ہوا بائع اور  
 شفیع میں بھی ہو سکتا ہے اس لیے کہ قاضی نے جب شفیع کے  
 لیے شفعہ کا حکم دیدیا تو شفیع مشتری کے قائم مقام ہو گیا  
 اور مشتری اس شفیع کے لیے کو یا وکیل ہو گیا لہذا شفیع  
 کا اقالہ بائع کے ساتھ صحیح ہوا اور جب یکسٹن نہ لے  
 بیع کو روک سکتا ہے

\* \* \* \*

۲۱۲، محمد رحمہ مبوطین اسقاط شفعہ کا حیلہ بیان  
 کیا ہے اور اسکی کراہت کا ذکر میں کیا مگر فقہائے کثرین  
 کہ ابو یوسف رحمہ کے نزدیک حیلہ کرنا مکروہ نہیں ہے۔  
 محمد رحمہ کے نزدیک مکروہ ہے اور اسکا حکم ایسا چھین  
 کوئی شخص زکوۃ لازم ہونے کے لیے یا استبراء واجب ہونے  
 کے لیے حیلہ کہہ کر ابو یوسف رحمہ کے نزدیک حیلہ کرنا مکروہ  
 نہیں ہے۔

۲۱۳، ہمارے بعض مشائخ کا قول ہے وجوب شفعہ کے  
 بعد اسقاط شفعہ کے لیے حیلہ کرنا مکروہ ہے اس واسطے کہ  
 اس میں ایسے حق کا باطل کرنا ہے جو واجب ہو چکا ہے  
 اور اگر منہوز شفعہ باطل نہیں ہوا اور جار ایک فاسق اور  
 موذی شخص ہے تو حیلہ کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

۲۱۴، شیخ شمس لائے سرخی رحمہ کا قول ہے کسی مسکین  
 اچال حق شفعہ کے لیے حیلہ کرنا برا نہیں ہے وجوب شفعہ



بہا احتیال لا بطلان حق الشفعة  
 علی کل حال اما قبل وجوب  
 الشفعة لا شک کما لو ترک الکتاب  
 المال لمنع وجوب الزکوۃ وبعد  
 وجوب الشفعة لا یکرہ  
 الاحتیال ایضاً لانہ احتیال  
 لدفع الضرر عن نفسه لا  
 للضرر اسر بالغیر فظاہر ما ذکرنا  
 دلیل علی هذا۔

بچہ تو ظاہر ہی ہے جس طرح کوئی شخص وجوب زکوۃ کے  
 خوف سے مال ماسل کرنا چھوڑے اور وجوب شفعہ  
 کے بعد بھی حیلہ کرنا برا نہیں ہے اس لیے کہ اس کو اپنی  
 ذات سے مزر کا دور کرنا مقصود ہے دوسرے کی ضرر  
 رسانی مقصود نہیں ہے اور یہ بات ہمارے ظاہر ہی بیان  
 سے ثابت ہوتی ہے۔

+ + + + +  
 + + + + +  
 + + + + +

تمام شد

# هذا كتاب في بيان احكام الشفعة

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

- ( ۱ ) وہی فی اللغة من الشفع وهو الضم ضد الوتر من شفع الرجل اذا كان فردا فصار له ثان والشفيع ايضا يضم الماخوذ الى ملكه فلذلك سمي شفعة۔
- ( ۲ ) وفي الشرع هي الشفعة عمليات البقعة جبرای من حیث الجبر علی المشتري بما ای بالذی ای بالقرن الذی قام علیه ای علی المشتري۔
- ( ۳ ) وقيل هي بقتعة مشتقة الى عقار الشفيع بسبب الشراكة او الجوار وهذا احسن۔
- ( ۱ ) شفعة کا لفظ شفیع سے ماخوذ ہے جو وصل کے معنی پر اور وہ طاق کی ضد ہے اگر کوئی شخص تنہا ہو اور پھر اس کے ساتھ دوسرا شخص مل جائے تو عربی کا لگ کہتے ہیں شفع الرجل یعنی ایک سے دوسرے کے ساتھ شفیع کے اندر ہی شفیع کا بلا شفیعہ کو اپنے ملک کے ساتھ ملا لیا ہے اس واسطے اس کا نام شفیعہ رکھ دیا گیا ہے۔
- ( ۲ ) شرع میں بشری سے جبر ایک قطعے پچھ اور جبر قرین اس کو دینا پڑتا اور قدر قرین کے ادا کر دینا نام شفیعہ ہے۔
- ( ۳ ) بعض شفعہ کے معنی بیان کیے ہیں کہ بسبب شریک یا جوار کے ایک فرخ شدہ قطعہ کا شفیع کے ماہد اد بین شامل کر دینا امدیہ تفسیر غایت عمدہ ہے۔

۴۰، وتجب الشفعة والمواذ من الوجوب الثبوت للخلیط وهو الشربک الذي لم يقاسم في نفس المبيع وهذا بالأجماع لما روى جابر بن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم في كل شربة لم تقم ربة أو حائط لا يجل له أن يبيع حق يوزن شربة فان شاء اخذ وان شاء ترك وان باعه ولم يؤذن به فهو احق به رواه مسلم وابوداود والنسائي۔

۴۱، وتجب الشفعة والمواذ من الوجوب الثبوت للخلیط وهو الشربک الذي لم يقاسم في نفس المبيع وهذا بالأجماع لما روى جابر بن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم في كل شربة لم تقم ربة أو حائط لا يجل له أن يبيع حق يوزن شربة فان شاء اخذ وان شاء ترك وان باعه ولم يؤذن به فهو احق به رواه مسلم وابوداود والنسائي۔

۴۲، وتجب الشفعة والمواذ من الوجوب الثبوت للخلیط وهو الشربک الذي لم يقاسم في نفس المبيع وهذا بالأجماع لما روى جابر بن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم في كل شربة لم تقم ربة أو حائط لا يجل له أن يبيع حق يوزن شربة فان شاء اخذ وان شاء ترك وان باعه ولم يؤذن به فهو احق به رواه مسلم وابوداود والنسائي۔

۵۰، شربک فی نفس المبيع کے بعد اس شخص کو حق شفعة ہو جو حق میں شربک ہو اور یہ وہ شخص ہو جو اپنا حصہ تقسیم کر لے مگر اس جامدا کے حق میں اس کی شرکت باقی ہو مثلاً پانی پیئے کا حق یا راستہ چلنے کا حق مگر یہ شرط ہے کہ شرب خاص اور طریق خاص ہو شرب خاص سے اس قدر چھوٹی نہ مراد ہو کہ اگر کشتی نہ چل سکے اور طریق خاص سے وہ راستہ مراد ہو جو سرسبز ہو اگر اس میں کشتی چل سکے اور راستہ سرسبز نہیں ہو بلکہ چلتا ہو اگر تو اس کی وجہ سے استحقاق شفعة کامنہین ہوتا۔

۵۱، شربک فی نفس المبيع کے بعد اس شخص کو حق شفعة ہو جو حق میں شربک ہو اور یہ وہ شخص ہو جو اپنا حصہ تقسیم کر لے مگر اس جامدا کے حق میں اس کی شرکت باقی ہو مثلاً پانی پیئے کا حق یا راستہ چلنے کا حق مگر یہ شرط ہے کہ شرب خاص اور طریق خاص ہو شرب خاص سے اس قدر چھوٹی نہ مراد ہو کہ اگر کشتی نہ چل سکے اور طریق خاص سے وہ راستہ مراد ہو جو سرسبز ہو اگر اس میں کشتی چل سکے اور راستہ سرسبز نہیں ہو بلکہ چلتا ہو اگر تو اس کی وجہ سے استحقاق شفعة کامنہین ہوتا۔

۵۲، شربک فی نفس المبيع کے بعد اس شخص کو حق شفعة ہو جو حق میں شربک ہو اور یہ وہ شخص ہو جو اپنا حصہ تقسیم کر لے مگر اس جامدا کے حق میں اس کی شرکت باقی ہو مثلاً پانی پیئے کا حق یا راستہ چلنے کا حق مگر یہ شرط ہے کہ شرب خاص اور طریق خاص ہو شرب خاص سے اس قدر چھوٹی نہ مراد ہو کہ اگر کشتی نہ چل سکے اور طریق خاص سے وہ راستہ مراد ہو جو سرسبز ہو اگر اس میں کشتی چل سکے اور راستہ سرسبز نہیں ہو بلکہ چلتا ہو اگر تو اس کی وجہ سے استحقاق شفعة کامنہین ہوتا۔

۵۳، شربک فی نفس المبيع کے بعد اس شخص کو حق شفعة ہو جو حق میں شربک ہو اور یہ وہ شخص ہو جو اپنا حصہ تقسیم کر لے مگر اس جامدا کے حق میں اس کی شرکت باقی ہو مثلاً پانی پیئے کا حق یا راستہ چلنے کا حق مگر یہ شرط ہے کہ شرب خاص اور طریق خاص ہو شرب خاص سے اس قدر چھوٹی نہ مراد ہو کہ اگر کشتی نہ چل سکے اور طریق خاص سے وہ راستہ مراد ہو جو سرسبز ہو اگر اس میں کشتی چل سکے اور راستہ سرسبز نہیں ہو بلکہ چلتا ہو اگر تو اس کی وجہ سے استحقاق شفعة کامنہین ہوتا۔

چوئی نہ کرے۔ اور نبض کے نزدیک اگر نہروالے محدود لوگ  
 ہیں تب تو وہ نہ صرف ہے اور اگر بیشمار ہیں تو وہ نہ کرے  
 مگر شائع کا قول بھی یہی ہے مگر محدود اور غیر محدود کے  
 درمیان اختلاف ہے بعض نے یہ محدود دکی حد پانچ اور  
 بعض نے پچاس بعض نے پالیس بیان کی ہے اور ابو یوسف  
 رحمہموی جو شرب فاس سے اتنی بڑی نہ مراد ہے جس سے  
 سون روہین باغ کی آبپاشی ہو سکے اور اس سے زیادہ  
 شرب مسموم ہے۔ بعض کہتے ہیں محدود اور غیر محدود جوئے کا  
 مارا اس زمانہ کے مجتہدین کے رائے پر ہے اگر وہ ان  
 لوگوں کو بہت سمجھیں تو بہت زمین اور توڑی سمجھیں تو  
 وہ توڑے زمین اور یہ قول سب اقوال میں قریب قبال  
 ہے۔

✱ ✱ ✱ ✱ ✱  
 ✱ ✱ ✱ ✱ ✱

۷۔ ہشویک فی حق المبیع کے بعد بار ملاحق کو اشتقاق  
 شفعہ ہاویہ وہ شخص ہے جس کا گائے کے گھر کی پشت پر  
 واقع ہے اور اس کا دروازہ دوسرے کو چھین ہے۔

✱ ✱ ✱ ✱ ✱  
 ۸۔ خاص فی حق نزدیک ہوا کی وجہ سے شفعہ کا

اشتقاق ثابت نہیں ہوتا اس واسطے کہ بار بار نہ فراتین  
 انھیں سے اس واسطے کہ ہرگز منقسم ہاں میں شفعہ کا  
 حکم دیا ہے اور محدود دے جانے اور راستے طالعہ ہو جانے  
 کے بعد شخصین جو قتل یا زخمی ہو کر مرے ہیں ان کے

۹۔ حنفی کی دلیل یہ حدیث صحیح ہے کہ انھیں سے ملا علیہ  
 وسلم نے فرمایا جو گھر کے پاس ہے والا ادرون پر مقدم ہے

الشفعة بسببه والجوار احق منهم بخلاف  
 النهر الصغير وقيل اذا كان اهله  
 لا يحصون فهو كبدوان كانوا يحصون  
 فهو صغير وعليه عامة المشائخ لكن  
 اختلفوا في حد ما يحصى وما لا يحصى  
 فبعضهم قدر ما لا يحصى فبعضهم  
 وبعضهم نجسين وبعضهم باسرين  
 وعن ابی يوسف النخاس ان يكون  
 نهرا يسقى منه قرا حان او ثلاثة  
 وما زاد على ذلك فهو عام وقيل  
 هو مفوض الى سراى المجتهدين في  
 كل عصر وزمان فان سادهم كثيرون  
 كانوا اكثر من اعدان سادهم قليلا كانوا  
 قليلا او هاشبه الاقارب.

۱۰۔ ثم تجب الشفعة بعد ذلك  
 الجوار الملاصق وهو الذي داسر  
 على ظهر الدار المشفوعة وبابها في  
 سكة اخرى۔

۱۱۔ وقال الشافعي لا شفعة للجوار  
 لقول جابر رضي الله عنه م قضى بالشفعة  
 في كل مال ام يقسم فاذا وقعت الحدود  
 وصورت الطرق فلا شفعة سرا ولا  
 الجبارة وبه قال مالك واحمد  
 ۱۲۔ ولنا قوله عم جارا لدار  
 احق من غيره سارا لدار احمد وابوداود

مولا علی بن ابی طالب

والترمذی وصحہ وقولہ علیہ السلام  
الجار حق یستحب ما کان رولا احد  
والنسائی وابن ماجہ ویروے  
یستحبہ وکلاهما معنی واحد وهو  
القرب وقد روی هذا التفسیر  
مرفوعا اثبت النبی صلعمین مثل  
عن الشفعة فقال الشفعة للجار  
بعدة قرب فیسحق الشفعة وحديث  
جابر معنا انها لا تجب للجار بقسمة  
الشراکاء لانهم احق منه وحقه متأخر  
عن حقه وهذا لا یحصل التوفیق بین  
الاحادیث۔

اتحاد اور اتحاد اور شری نے اس حدیث کو روایت کیا ہے  
اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمسایہ اپنے قریب کی  
دوسرے جگہ ہے کہ جو زیادہ تر مستحق ہے اصل حدیث میں مثبت  
یا سبب کا لفظ آیا ہے مگر یہ باعتبار قماروی ہو گا دوسرے  
قریب مراد ہے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بڑے بڑے  
ہمسایہ کے لیے شفعہ ثابت کر دیا تو وہ لامحالہ شفعہ کا مستحق  
ہو گا اور جابر نے جو حدیث روایت کی ہے اس کے یہ سننے  
ہیں کہ اگر شریک لوگ باہم اپنے حصے تقسیم کرین تو جابر کو انہیں  
سوتیلین اتھاق غنم کا نہیں ہے اس کا لفظ کہ اس کا جابر اولیٰ ہے اور  
تقدم پر اور جابر کا حق اس کے بعد ثابت ہوتا ہے پس ان  
اما دیغین کہ منافات نہیں ہے۔

\* \* \* \* \*

۱۰۰ وواضع الجذوع علی الحائط  
ای علی حائط الدایبان کان له حق  
الوصع والشریک فی خشبة موضوعة  
علی الحائط وواضع الجذوع علی  
الحائط جار فلا یسحق الشفعة الا  
بعد الشریک فی نفس المبیع والشریک  
فی حق المبیع لان الشریکة المعتدلة  
هی الشریکة فی العقار لا فی المنقول  
والخشبة منقولة وواضع الجذوع  
علی الحائط لا یمیر بشریک فی الدار  
وکن الشریکة فی الجذوع لا یمکن  
بما یمکن لکنہ جار ملاصق لوجود  
انہما لا ذمیرة احد مما سبقہ الاخر

۱۰۰ اگر ایک شخص کی کوئی ان دوسری کے دیوار پر رکھی  
ہوئی ہیں یا جو بجز اس کے کہ وہ کریون کو دیوار پر رکھ لے اور  
اس کا کوئی حق دیوار میں نہیں ہے تو یہ کریون والا شریک  
یہ سمجھا جائیگا بلکہ وہ جار سمجھا جائیگا اس طرح اگر ایک شخص کی  
شرکت صورت کریون میں ہے جو ایک دیوار پر رکھی ہوئی ہیں  
اور دیوار میں شرکت نہیں ہے تو یہ شخص جار سمجھا جائیگا لہذا یہ دونوں  
شخص جار ہونے کی وجہ سے شریک فی نفس المبیع اور شریک  
فی حق المبیع کے بعد شفعہ کے مجاز ہو گا اس واسطے کہ شفعہ کے اندر  
جس شرکت کا اعتبار اس سے وہ شرکت مقصود ہے جو عتبار  
۱۰۱ دیوار کریون سنوالات میں سے ہے۔ اور کسی کی دیوار پر کریون  
رکھنے سے کریون والا اسکان میں شریک نہیں ہو جاتا بلکہ اگر وہ  
اندر شریک ہونے سے وہ مکان میں شریک نہیں ہو سکتا بلکہ  
انفال کا نیست کی وجہ سے یہ شخص دوسرے کا جار ملاصق ہو گا

فیسبق الاخر الشفعة حل انہ خیار ملاقص ولا یترجیح بذلک علی غیرہ  
اور دوسرے ہسایون پر اس خاص وجہ سے اور اس کو  
تقدم نہ ہو جائیگا۔

من المجدیان -

۱۱، وكذلك اذا كان بعض المجدیان  
شريكاً في المجدار لا يقدم على غيره  
من المجدیان لان الشركة في البناء  
المجرد بدون الاسراض لا يسبق بها  
الشفعة ولو كان البناء والمكان الذي  
عليه البناء مشتركاً بينهما كان هو  
اولی من غيره من المجدیان۔

۱۱، اس طرح اگر ایک جدار مکان میں کسی مرتد یا زمین  
شریک ہو تو اس کو دوسرے ہسایون پر تقدم نہ ہو جائیگا  
کہ صرف عمارت میں اگر ایک شخص شریک ہو اور عمارت کی زمین  
میں شریک نہ ہو تو اس شرکت سے وہ شفعہ کا مستحق نہیں ہوتا  
ہو البتہ اگر عمارت میں بھی دو وزن شریک ہیں اور اس  
عمارت کی زمین میں بھی شریک ہیں تو دوسرے ہسایون پر اس شریک کو  
تقدم نہ ہو جائیگا۔

۱۲، وقال الكرخي في مختصره الشفعة  
تستحق عند اصحابنا جميعاً بثلاثة  
معان الشركة فيما وقع عليه عقد  
البیع أو بالشركة في حقوق ذلك  
أو بالجوار الاقرب فالاقرب وقسمي  
ذلك دار بين قوم فيها منازل لهم  
فيها شركة بين بعضهم وفيها ما هي  
مفردة لبعضهم وساحة الدار مرفوعة  
بينهم يتطرقون من منازلهم فيها  
وباب الدار التي فيها المنازل في  
نفاق غير نافذ فباع بعض الشركاء  
في المنزل نصيبه من شريكه او من  
رجل جنبی بحقوقه من المتطرق في  
الساحة فالشريك في المنزل هو  
بالشفعة من الشريك في الساحة

۱۲، کرخی رح نے اپنے مختصر میں بیان کیا ہے کہ تمام  
فقہاء کے نزدیک شفعہ کا اتقان تین وجہ سے ہو کرتا ہے  
ایک تو خود اس بیع میں شریک ہونے کی وجہ سے دوسرے  
اس بیع کے حقوق میں شریک ہونے سے تیسری جو اس کی  
وجہ سے الاقرب فالاقرب اور اس کے صورت سے ہے کہ  
چند لوگوں کا ایک عمارت یا اسل عمارت میں ایسی قسمیں متعدد  
کرے ہیں مگر بعض کمرے ایسے ہیں جن کا الگ بلا شرکت  
غیر ایک ایک شخص ہو اور بعض ایسے ہیں جن میں کئی کئی  
شخص شریک ہیں اور عمارت کے صحن میں سب شریک ہیں اور  
اپنے اپنے کمرے سے نظر اس صحن میں سب آتے دیکھتے ہیں  
اور اس عمارت کا دروازہ کو چھوڑ کر کسی طرف کو چھوڑ کر  
ایک شخص نے جو کمرے کے اندر شریک ہو اپنا حصہ خواہ کچھ  
کے ہاتھ فروخت کیا تو سب لوگوں پر حق شفعہ کے اندر  
اس شخص کو تقدم ہو گا جو اس باغ کے ساتھ کمرے میں  
شریک ہو اگر اس شریک نے شفعہ چاہے تو وہ لوگ

شفعة کر چکے مجاز ہو گئے جو محن میں شریکین اگر انہوں نے  
صحیح شفعہ چھوڑ دیا تو اس وقت کو چہ والوں کو حق شفعہ ہو گا  
اور نام کو چہ واسطے برابر بار شفعہ میں شریک ہو گئے بیٹے لوگ  
کو چہ کے شروع میں رہتے ہیں اور جو چہ کے اتہا پر رہتے ہیں  
سب برابر کے شریک ہو گئے اگرچہ لوگ بھی شفعہ چھوڑ دینگے  
تو اس وقت بار ملاصق کو شفعہ ہو گا جسکا راستہ اس کو چہ میں  
ہو کر نہیں ہے اور اگر بار ملاصق نہیں ہے اور  
اس کو چہ کی طرف کوئی اور اس کا راستہ نہیں ہے  
تو اس کو بالکل استحقاق شفعہ نہیں  
ہو گا۔

ومن الشريك في الزقاق الذي فيه  
باب الدار فان سلم الشريك في  
المنزل الشفعة فالشريك في الساحة  
اخر بالشفعة وان سلم الشريك في  
الساحة فالشريك في الزقاق الذي  
لا منفذ له الذي يشرع فيه باب  
الدار احق بعد لا بالشفعة  
من الجار الملاصق وجميع اهل  
الزقاق الذي طريقهم فيه شركاء  
في الشفعة من كان في اذناة واقصاء

\* \* \* \* \*  
\* \* \* \* \*  
\* \* \* \* \*  
\* \* \* \* \*  
\* \* \* \* \*

في ذلك سواء فان سلم الشريك في الشفعة  
في الزقاق فالجار الملاصق ممن لا طريق  
له في الزقاق بعد هو لا احق وليس لغير  
الملاصق من الجيران شفعة ممن لا طريق  
له في الزقاق انتهى۔

۳۱) جنفیک کے نزدیک شفعہ شریک ہو گئے شفعہ سے انذر  
سب برابر ہو گئے اور شافعی رحمہ فرماتے ہیں جس قدر جس کا حصہ  
ہو گا اس قدر اس کو حق شفعہ ہو گا مالک اور احمد رحمہ لکھتے  
ہیں اسی کے قائل ہیں مثلاً ایک مکان میں زیادہ عمر دار  
عالم شریکین جنہیں سے زیادہ حصہ کا اور عمر وچھے حصہ کا  
اور فالثلث کا شریک ہو اب عمر وچھے اپنا حصہ فروخت کیا  
اور دونوں نے شفعہ کا دعویٰ کیا تو ان کے باج حصہ کے  
زیادہ کو حصہ اور عمر وچھے دے جائینگے اس واسطے کہ شفعہ  
ملک کے تو اسی میں سے ہے لہذا جس قدر جس کے ملک ہو گی  
اس قدر اس کا حق ہو گا جس طرح شافعی کی موتین تفصیل لکھیں

(۳۲)، وکلمة على في قوله على عدد  
الرؤس تتعلق بقوله تجد الشفعة  
للتخليط اى تجب الشفعة على عدد  
الرؤس وقال الشافعي على قدر سهامهم  
وبه قال مالك واحمد كما اذا كانت  
دار بين ثلاثة لاحد هم نصفها والاخر  
سدسها والاخر ثلثها فاما عدد سدس بوطناً  
الدار بالشفعة فانها تقسم بينهما  
اخصا لثلاثة اخص لصاحبه الغنم والخصان  
لصاحب الثلث لان الشفعة من

ہے کہ شفعہ کی علت صرف اتصال ملکیت ہوا و اس بات میں ملکیت قلیل اور ملکیت کثیر دونوں ہر ایک میں اس واسطے مذکورہ میں زید اور عمرو کو برابر ہر ایک حق شفعہ ہوگا۔

۱۴۔ بعض کا قول تو یہ ہے کہ شفعہ بیع کے سبب ثابت ہوتا ہے اور مصنف کے کلام سے بھی ایسا ہی ثابت ہوتا ہے مگر قول صحیح ہے کہ لازمی طور پر اتصال ملکیت کا ہونا شفعہ کا سبب ہوا بیع اس کے لیے شرط ہے لہذا مصنف نے جو بالبیع کا لفظ کہا ہے اس میں عقد کا لفظ مقدر ہے کہ یہ بیع کر کے چاہیں کہ بیع ہونے کے بعد شفعہ ثابت ہوتا ہے۔

۱۵۔ ثبوت شفعہ کے لیے بیع کا صحیح ہونا شرط ہے نہ فاسد کی صورت میں شفعہ ثابت نہیں ہوتا اس واسطے کہ بیع فاسد قابل قبض سفید ملک کے نہیں ہوتا اور بعد از قبض ہی وہ فسخ ہو سکتے قابل ہوتا ہے پس اگر آدمی جو شفعہ کا حکم دیا جائے تو اس ملک کا برقرار نہ کرنا لازم آئے گا اور یہ بات ناروا ہو مگر میں نے کفرح کا قائل ہونا ہے تو البتہ شفعہ ثابت ہو جائیگا اس واسطے کہ بیع فاسد قابل ہونا ۱۶۔ بیع کے اندر غلطی ہو چکے تو شفعہ کے لیے ایک شرط یہ ہے کہ اگر زمین مالع کا اختیار شرط نہ کیا گیا ہو کہ اس کے بعد سے بیع مالع کے ملک سے خارج نہ ہو گا اور اگر مالع نے اول اختیار کو تسلیم کر دیا تو شفعہ ثابت ہو جائیگا اور اگر مشتری کا اختیار شرط کیا گیا ہے تو بیع چرچ نہیں ہو اس واسطے کہ اس سے زمین و بیع مالع کے کاشین افضل نہیں ہوتا۔ غلام رویت اور غلام عیب کا بھی یہ مال ہے۔

۱۷۔ شفعہ کا استحکام طلب اٹھا دے ہوتا ہے اس واسطے

مرا فقہ المالک فاشبه المولیٰ و بنا ان العلة اتصال الملك و قلیله فی ذلک کثیره فیکون ما باع صاحب السدسینهما نصفان۔

۱۴۔ و الباء فی قوله بالبیع متعلق بقوله تجب ایضا اشار بهذا الی ان سبب وجوب الشفعة البیع اعنی دیم الدار المتفقہ هكذا قال بعضهم والعصم ان السبب هو اتصال الاملاک علی اللزوم والبیع شرط بخینئذین لیکون التقدير تجب الشفعة بعقد البیع ای بعد وجوده۔

۱۵۔ والمراد بالبیع العصم فان البیع الفاسد لا تجب فیہ الشفعة لانه قبل القبض لا یفید الملك و بعد لا مستحق للفسخ فایجابها تقدير الفساد فلا يجوز الا اذا سقط الفسخ وجبت لزوال المانع۔

۱۶۔ وفيه قيد آخر وهو ان یرکون خالیا عن خيار البائع لانه یمنع خروج المبیع عن ملکة حق لو اسقطه وجبت وخيار المشتري غیر مانع لانه لا یمنع خروج المبیع عن ملکة البائع وکذا فی خيار الرؤية والعیب لا یمنعان۔

۱۷۔ وتستقر الشفعة بالاشهاد



عینی شرح کند

کتاب الشفعة

لأنها حق ضعيف فلا بد من طلب  
المواشاة والأشهاد على الطلب -

۸ کرشمه لیک حق ضعیف ہو لہذا طلب ہواشت کرنا اور پھر  
طلب پر گواہ کرنا ضرور ہے۔

۱۸، وعلک الشفعة بالآخذ ای  
بأخذ الدار المشفوعة بالتراضی بان  
سلمها المشتري برضاء أو بقتناء القاضی  
من غیر آخذ لانها ملک فلا یعمل الا  
بما ذکرنا۔

۱۸، مکان یا زمین شفعہ کا شیخ اور وقت الگ ہے  
کہ یا تو وہی ملک خود اپنی خوشی سے وہ مکان یا زمین اوس کو  
دیے یا قاضی ملے کہ شفعہ کا حکم دے چاہے اسی اور سنا  
نہو ہوا سا ملک کہ جب شیخ مشتری ملک میں داخل ہو تو فیہ ان بانگہ  
اوسکی ملکیت منتقل ہو کر دوسرے کے ملک میں داخل نہیں ہو سکتی

۱۹، وفائد تہ انہ اذا مات الشفیع  
بعد الطلبین قبل التسليم او المحکم  
لا یورث عنه ولو باع دارا لا یق  
یسقن بها الشفعة بطلت شفعت  
ولو بیعت دار یجنبها لا یسقنھا بالشفعة  
لعدم ملکہ مہا۔

۱۹، صورت مذکورہ بالا کا نتیجہ یہ کہ اگر بالفرض شیخ  
اور شہاد کے بعد قبل از قبول و قبل از حکم تاجر گریا اور اسکے وارث  
اوس جائیداد کے مالک نہ ہوئے یا آئندہ اپنے مکان کو جسکے ذریعہ شفعہ  
کرنا تھا فروخت کر ڈالا تو شفعہ باطل ہو جائیگا اگر مکان شفعہ کے حرب  
کوئی مکان المعروف بہ اوقاف شیخ اوس دوسرے مکان میں شفعہ کا دعوی  
نہ کر سکے گا اس واسطے کہ وہ مکان کسی ملک میں نہ ہو نہ داخل نہیں ہو اور

هذا باب فی بیان احکام طلب الشفعة  
والخصوص فیہا و بیان کیفیۃ الطلب

طلب شفعہ کرتے اور اوس میں پارہ جوئی  
کرنے کا بیان

۲۰، فان علم الشفیع بالبیع ای بیع  
الدار المشفوعة اشہد علی نفسه  
علی الفور من غیر تاخیر ولا سکوت فی  
مجلسه علی الطلب لان سکوت بہد  
العلم يدل علی رضا لا یجوز ارجاسا  
الحادث ومعاشرته فتبطل شفعت  
ب۔

۲۰، جو وقت شیخ کو علم ہو کہ ظان مکان فروخت ہو گیا ہو  
اوی جلسہ میں اپنے طلب شفعہ کرنے پر لوگوں کو گواہ کرنا چاہیے  
اور تاخیر یا سکوت نہ کرنا چاہیے ایسے کہ اگر بیع کا مال معلوم  
ہوئے کہ نبھاس نے سکوت کیا تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ شیخ  
مشتری کے ہمسائیگی اور اوس کے پاس رہنے سے راضی ہے  
لہذا اوس کا شفعہ باطل ہو جائیگا۔

۲۱، ولو اخبر بکتاب والشفعة  
فی اولہ او وسطہ فقرأ الکتاب الاخر  
بطلت شفعتہ اذا کان ذلک بعد علم

۲۱، اگر ذریعہ ایک خط کے شیخ کو بیع کا علم ہو اور اوس  
خط کے مال میں یا اسکے وطن میں بیع کا بیان تھا اور جب تک  
خط کو نہ پڑھ گیا مگر شفعہ کو طلب نہیں کیا تو شفعہ باطل ہو جائیگا

المشتري والممن.

۲۲، فان اخبر بصرة الشهود فيهم

عليه ولا يطلب من غير اشتهاد لان  
هذا الطلب صحيح من غير اشتهاد

۲۳، ويشترط ان يكون متصلا بعلة

عند عامة المتأخر وهو مروى عن محمد  
وعنه ان له التامل الى اخر الجلس

كالخبرة وهذا اخذ الكرخي.

و قال الشفيع بعد ما علم البيع

الحمد لله اولاحول ولا قوة الا بالله

العلي العظيم وقال سبحان الله لا تبطل

شفعته على هذه الرواية.

وكذا وقال من ابتاعها وبكم

بيعت وكذا الوصال خلص الله تعالى

۲۴، وليعلم الطلب بكل لفظ يفهم منه

طلب الشفاعة في الحال.

۲۵، ولا يطلب الطلب حتى يذبحها ارجلان غير عدلين

او واحد عدل عندا يحنقه او رجل

وامرأتان وعندهما يجب عليه الاشتهاد

اذا اخبر واحد حرا كان او عبدا صغيرا

كان او كبير اذا كان الخبر حقا وان لم يطلب

بطلت الشفاعة

۲۶، ولو اخبر المشتري بنفسه

يجب عليه الطلب بالاجماع ايضا كان

لا تهم فيه والعدالة غير معتبرة

وشرطه ان يشهد بشفاعة بطلان سكوت في مقدمه او شري كمال

۲۳، اگر شفیع کو هیچ کمال معلوم نه دشت گویا چون

اوسوت من قوا وگواه کرد و یا ما پیوند بیکدیگر کنی و گویا

طلب کرنا چایه اسواط کدر طلب بیکدیگر گویا چون هیچ بود جاتی بود

۲۴، عامه شراخ کاندب بایه یو که طلب علم بیک

ساته معا بود چایه اورا امام محمد رسته یو ایک روات

یو دیگر دوسری روات امام محمد رسته یو که اگر غیر مالیک

شفیع و ذکر کرک طلب کرنے کا افتضا چو بطرح فاو در عورت

طلاق کا افتضار رسته تو اخیر مجلس تک عورت کو اختیار ہوتا ہے

کہ گھر دے ہی قول کر پسند کیا یو اگر شفیع نے علم البیعت

الحمد لله اولاحول و لا قوة الا بالله العلی العظيم ایمان انشاء کا لفظ

کما تو اس روایت کے موافق اور کاشف باطل ہوتا کہ

الطرح اگر یہ بت کہ کہ مکان کسے خریدایو یا کس قیمت کو خریدت

ہوایو یا یہ کہ اگر خدا اے قتالی نے جو تو مجا دیا تو شفعہ باطل نہ کیا

۲۴، جس لفظ سے فی الحال طلب شفعہ چھی جائے خواہ وہ

کوئی لفظ ہو اوس سے طلب شفعہ کرنا صحیح ہوتا یو۔

۲۵، امام ابو حنیفہ رسته کے نزدیک طلب شفعہ کرنا لا وقت

ضروری ہوتا یو کہ ایک پرستہ کار مر یا د و معمولی مرد یا دود

عورتین اور ایک مرد شفیع سے بیج کا مال بیان کریں چھ ماہیں

فراستہ میں غلطی شخص کی بیان کرنے سے شفیع کو طلب کہہ کر

خواہ وہ خبر دینے والا ہو یا غلام بالغ ہو یا نابالغ بکرہ شری

کہ شفیع کے گناہین وہ خبر صحیح ہو اگر اس وقتین شفیع طلب نہ کیا

۲۶، اگر خود شری نے شفیع بیج کا مال بیان کیا اور اذنا

شفیع کو طلب شفعہ کرنا چایه خواہ وہ شری کیسے ہی تمہیں

کہ شری اور کلامی علیہ یو اور دمی علیہ کہ اندر عادل ہو

وشرطه ان يشهد بشفاعة بطلان سكوت في مقدمه او شري كمال

وشرطه ان يشهد بشفاعة بطلان سكوت في مقدمه او شري كمال

فی الخصوم۔

لانا من کیا جاتا ہے۔

۲۷، ثم اشهد على البائع لو كان المبيع في يده اشهد على المشتري واشهد عند العقار وهذا الطلب المتعبر وما ذكرنا طلب الواثبة۔

۲۷، علم بالمبيع کے بذریعہ کے اوپر جو طلب شفیعہ لازم ہوتی ہو اس کو طلب واثبت کہتے ہیں اس طلب کے بذریعہ کو چاہیے خواہ بائع کے سامنے لوگوں کو ادا کرے یا مشتری کے مدبر دیا اس کا طلب بائن کا اگر بائع کے مدبر دیا ہو تو گواہ کر سکتا ہے۔

مکہ بنو مذکور  
بائع و مشتری  
و اس طلب کے بذریعہ  
کے ہیں

۲۸، وكيفية ان يقول ان فلانا باء هذه الدار وبيد كرحد ودعا الاربعة وانا شفيعها وقد كنت طلبت شفعتها واطلبها الان فاشهد واعلى بذلك۔

۲۸، طلب تقریر کرنے کا طریقہ کہ شفیعہ بات بیان کرے کہ فلان شخص فلان مکان کی فروخت کیا ہے کہ جس کے مدد و مدد اربعہ ہیں اور میں اس کا شفیع ہوں اور طلب شفیعہ کر چکا ہوں اور اب بھی طلب کرتا ہوں تم لوگ میرے لیے اس بات پر گواہ ہو۔

۲۹، ومدة هذا الطلب مقدسة بكنة من الاشهاد مع القدرة على احد هؤلاء الثلاثة حتى لو تمكن ولم يطلب الشفعة بطلت شفعتها۔

۲۹، طلب تقریر کرنے کی قوت شفیعہ باطل ہو گیا۔

۳۰، وان قصداً ليعلم من هذه الثلاثة وتوكلوا في نان كانوا جميعاً في مصر وجاز استفسارنا وان كان بعضهم في مصر والبعض الآخر في مصر اخر اوفى الرستان فقصدنا الا بعد وتوكل الذي في مصر بطلت شفعتها

۳۰، اگر ادا و تینوں میں سے قریب کو چھوڑ کر شفیعہ نے بعید کے پاس جا کر گواہ کیا تو اوس میں دوسروں میں اگر یہ تینوں میں سے ایک اور مشتری اور مکان سب اویسکے شہر میں تھے تب تو احسان کے طور پر اس کی محنت کا حکم دیا جائیگا اور اگر مکان مثلاً اویسکے شہر میں ہو مگر بائع اور مشتری کسی دوسرے

۳۱، ان اشهد عند طلب الموائبة على البائع بان كان حاضراً او على المشتري او عند العقار يكفي ذلك ويقوم مقام الطلبين ذكره شافعي الاسلام۔

۳۱، اگر طلب واثبت کی وقت بذریعہ نے بائع یا مشتری کے مدد یا مکان کے پاس جا کر لوگوں کو ادا کر دیا تو شفیعہ کا حکم دیا جائیگا اور اگر مکان کافی ہو گا اور دونوں طلبین کے قائم مقام ہو جائیگا تب اب اسکو طلب تقریر کی ضرورت نہ رہیگی۔

۳۲، وفي طلب ثالث وهو طلب اخذ التاك اثار اليه بقوله ثم لا تستعط الشفعة بالتأخير

۳۲، طلب مواثبت اور طلب اٹھا دے کہ بذریعہ کو طلب ملک کرنا چاہیے مگر سامعین رحم کا قول ہو گا اگر اس طلب میں نہ

شہر میں ایک  
میں ایک ایک  
گواہ کی ایک ایک  
میں ایک ایک  
میں ایک ایک  
میں ایک ایک

ای بتاخر طلب الاخذ بعد ما استعمرت  
شفعت بالاشهاد عندهما وعند محمد انه  
ان اخرو هذا الطلب الى مشهور من غير  
عذر بطلت الشفعة وبه قال زفر  
وهو رواية عن ابی یوسف وفي العین  
وبعضنا ان فی به وعنه انه قد لا يشترط ان یام  
۳۳۳ عن ابی یوسف اذا ترك الحاكم  
والمراغة الى القاضي فی زمان یقدر  
على ذلك بطلت الشفعة۔

۳۳۶، وعندنا اشاحی فی المجلدین احمد فی ایه تبطل  
بالتاخير ولو بلا عذر۔

۳۵۵، وعند مالك تبطل بمضى سنة  
۳۵۶، والفتوى على قول ابي حنيفة انها

لا تبطل ابد حتى يسقطها بلسان  
لان الحق قد ثبت بالطلب فلا يبطل بالتأخير  
كسائر المحقوق۔

۳۵۷، ولو كان التأخير بعد زمن مرض  
يوسف او حبس او عدم قاض يبرى الشفعة  
بالجوار في بلد لا لا تسقط بالاجماع وان  
طالت المداة۔

۳۵۸، فان طلب الشفيع الشفعة عند  
القاضي سال القاضي المدعى عليه  
وهو المشتري عن الدار التي يشفع  
بها الشفيع هل هي ملك للشفيع ام لا  
فان اقر المشتري بملك ما يشفع به ولو نكل

تاخير جوبائے اور طلب اشناد کر چکا ہو تو اس کا شفیع ساقط نہیں  
ہوتا ہے اور محمد رحمہ کی نزدیک اگر بلا عذر ایک مہینہ تک طلب  
اشہاد کے بعد طلب تک نہ کرے تو شفیع باطل ہو جاتا ہے ورنہ  
یہی ای کے قائل ہیں اور ابو یوسف رحمہ بھی ایک مہینہ تک یہی  
قول موی ہے۔ اور یحییٰ بن مرقہ کہ ہمارے بعض فقہارے کہتے  
تھیں ابو یوسف کا یہ کہتے ہیں ابو یوسف رحمہ سے یہ کہنا تو نہیں چاہیے کہ کسی  
۳۳۳ ابو یوسف رحمہ سے مروی ہے کہ اگر کوئی شخص  
اتنی مدت پائے کہ اس مدت میں طلب تک کر سکتا ہو  
مگر نہ کرے تو شفیع باطل ہو جاتا ہے

۳۳۶، ما شاخنی رحمہ کا قول ہے یہاں تاخیر امام احمد رحمہ سے حکایت ہے  
یہ کہ طلب تک میں تاخیر کرنے سے شفیع باطل ہو جاتا ہے اگرچہ بلا عذر ورنہ

۳۵۵، امام احمد رحمہ کے نزدیک لیکن اس کی وجہ سے شفیع باطل ہو جاتا ہے  
۳۵۶، فقہی یہ قول اس بار میں امام صاحب رحمہ کا قول ہے

کہ جب تک شیخ خود شفیع کو اپنی زبان پر اظہار نہ کرے اور وقت تک ساقط  
نہیں ہوا اس کے طلب کرے یہی شفیع ثابت ہو گیا مگر صاحب رحمہ  
حقائق کا حال یہ کہتا ہے کہ یہی ساقط نہیں ہوتا بلکہ یہی ساقط نہیں ہو سکتا

۳۵۷، اگر طلب تک میں کسی عذر سے تاخیر ہو گئی مثلاً بیمار ہونا  
یا سفر میں ہونا یا قید مانعین وغیرہ اس کے ضمن میں اس کا شفیع بھی شفیع  
بالجوار کو بخیر کرنا ہو تو اتفاق ہائے اس شخص کا شفیع ساقط نہیں  
ہوتا اگرچہ مدت دلاؤ گزر جائے۔

۳۵۸، جس وقت شیخ طلب تک کرے یعنی قاضی کے درجہ  
اپنے شفیع کا اسطہ لیکر کہے تو قاضی کو مشتری سے سوال کرنا چاہیے  
کہ جس مکان کے درجہ سے یہ شیخ شفیع کا دعویٰ کرتا ہے  
وہ اسکی ملک ہو یا نہیں اگر اس صورت میں مشتری اقرار کرے  
کہ وہ مکان شیخ کی ملک ہو یا اس بات کا سکر ہو کہ یہ حق نہیں ہے

المشتری عن الیمین بعد ما انکر ابرہن  
الشفیع ای اقام بیئۃ انہا مملکہ ثم سالہ  
اوسل للقاضی المشتري عن الشراء  
فیقول له انفقیت ام لا فان انکر  
المشتری بیه ای بالشراء او نکل عن  
الیمین بعد ما انکر ابرہن الشفیع  
ای اقام بیئۃ علی الشراء قضی لقاضی  
بہا ای بالشفعة لثبوت عدلہ  
والواجب فی ہذا ان یسال  
القاضی اولا المدعی عن موضع الدلاء  
من معبر ومحلۃ وحدودھا لانه  
ادعی فیہا حقاً فلا بد ان تتكون  
معلومة۔

فاذا بین ذلک سال هل قبض  
المشتری الدار ام لا لانه اذا لم یقبضها  
لا تعدم دعوا علی المشتري حق یحضر  
البائع فاذا بین ذلک سالہ عن طلب  
التقریر کیف کان وعند من اتہم  
فاذا بین ذلک کملہ ثم دعوا علی  
علی المدعی علیہ من سالہ عن الدار لانی  
یشفع لبائعہا ای ملک الشفیع ام لا فان  
اعترف ثبت باعترافہ وان انکر کلف  
القاضی الشفیع اقامة البیئۃ علی البائع  
لما لیشفع بہ۔

وعند زفری قاضی بظاہر الید

انکار کرے یا خوشیغ اس بات کے گواہ پیش کر دے کہ وہ مکان  
میرا ملک ہے تو بر مال اسکے بعد قاضی کو مشتری سے  
خرید کی نسبت سوال کرنا چاہیے کہ تو نے یہ مکان شفوعہ  
خرید یا نہیں اگر وہ خرید نہ کیا اقرار کرے یا انکار کرے پھر  
حلف کرنے سے بھی انکار کرے یا خوشیغ اس بات کے گواہ  
پیش کر دے کہ مکان شفوعہ اس مدعی علیہ نے خرید یا نہیں  
قاضی کو شفوعہ کا حکم دینا چاہیے اس واسطے کہ اس گفتگو سے  
قاضی کے نزدیک شفوعہ ثابت ہو گیا۔ اور شروع سے اس  
گفتگو کا طریقہ یہ ہے کہ اولاً قاضی کو مدعی سے مکان شفوعہ کا  
پتہ و نشان دریافت کرنا چاہیے کہ کون سے شہر میں اور  
کون سے محل میں ہے اور اس کے حدود و اربعہ کیا ہیں اس واسطے  
کہ جب اس مکان میں وہ اپنے حق کا دعوی کرتا ہے  
تو قاضی کو اس مکان کا معلوم ہونا ضروری ہو جب مدعی  
اس کا بیان کر چکے تو قاضی اس سے سوال کرے کہ مشتری  
اوس پر اپنا قبضہ کر لیا ہے یا نہیں اس واسطے کہ اگر مشتری کا  
قبضہ نہیں ہوا ہے تو بغیر موجودگی بائع کے مشتری پر  
مدعی کا دعوی صحیح ہو گا جب اسکو بھی بیان کر دے تو  
قاضی اس سے یہ بات دریافت کرے کہ طلب تقریر نے  
کس طرح کی اور کس کے پاس گواہ کیا جب اسکا بھی جواب  
دے دے تو اسکا دعوی پورا ہو جائیگا اسکے بعد قاضی کو مدعی  
کی طرف مخاطب ہونا چاہیے اور اس سے دریافت کرنا چاہیے  
کہ جس مکان کے دربارے سے یہ شفیع شفوعہ کا دعوی کرتا ہے وہ  
شفیع کی ملک ہے یا نہیں اگر اس نے اقرار کر لیا تو شفیع کی  
ملکیت اس کے اقرار سے ثابت ہو گئی اور اگر مشتری نے کہا  
کہ وہ مکان شفیع کی ملک نہیں ہے تو شفیع سے اس بات کے گواہ لینے

وهو احدى الروايتين عن ابي يوسف  
وقول الشافعي لان اليد دليل الملك  
ظاهرا ولنا ان الظاهر يكفي للدفع دون  
الانزام-

فان عجز عن البينة فطلب بينة  
استقلت المشتري بالله ما يعلم انه مالك  
للذي ذكره مما يشفع به عند ابي يوسف  
وعند محمد بن عيسى بن علي البات  
فان نكل او اقام الشفع بينة او اقر  
المشتري بذلك ثبت ملك الشفع  
في الدار التي ليشفع بها وثبت السبب  
وبعد ذلك سال القاضي المدعي عليه  
فقبول له هل اشترت ام لا فان  
انكر الشراء قال للشفع اقم البينة انه  
اشترى فان عجز عن اقامة البينة  
وطلب بيمين المشتري استقلت بالله  
ما اشترى او بالله ما يفتق عليه في  
هذه الدار شفعة من الوجه الذي  
ذكره فهذا التحليف على الحاصل وهو  
قول ابو حنيفة ومحمد والاول على  
السبب وهو قول ابي يوسف فان نكل  
او اقر او اقام الشفع بينة فتقضى به الظهور  
الحق بالحجة-

(۳۹) ولا يلزم الشفع احضار الثمن  
وقت الدعوى فيجوز له المنازعة وان لم

يأهين كرهه مكانا كماله هو اورام زفره فرائض  
فقط طاهري قبضه سے ملکیت کا حکم دیا جائیگا اور امام  
ابو یوسف رحمہ سے بھی ایک روایت یہی ہے اور امام شافعی  
کا قول یہی ہی ہے اس واسطے کہ قبضہ ملکیت کی دلیل ہے  
مگر خفیہ کہتے ہیں ظاہری قبضہ دوسرے کے ملکیت کی دفع  
کرنے کو کافی ہو سکتا ہے اگر دوسرے کے اور اس کے ذریعے

حق ثابت نہیں ہو سکتا۔ العرض بقوت قاضی نے شفع سے  
گواہ طلب کیے اور گواہ دلا سکا ملک اس نے مشتری سے  
ملک ہو گیا خواست کہ مشتری یہ دعویٰ کرے کہ ملک اپنا تھا کہ ملک اس کا  
سلوک میں اس کا حق نہ ہو نہ خود کا دعویٰ کہ یہ وہ ملک کا دعویٰ کہ یہ وہ ملک کا  
ہو سکتا ہے کہ اس کا حق نہ ہو نہ خود کا دعویٰ کہ یہ وہ ملک کا دعویٰ کہ یہ وہ ملک کا  
یا خود شفع ملکیت کے گواہ سنا دے یا مشتری اس کی ملکیت کا اقرار  
کرے تو جس مکان کے ذریعے شفع شفع کا دعویٰ کرنا ہی اس  
مکان میں شفع کی ملکیت ثابت ہو جائیگی اور شفع کا سبب بھی  
ہو جائیگا بعد ازاں قاضی کو مدعی علیہ سے یہ سوال کرنا چاہیے  
کہ تو نے کان مشفوعہ میں یہی یا نہیں اگر خریدنے سے انکار کرے  
تو شفع سے اس بات کے گواہ طلب کیے جائیں گے کہ وہ مکان مشتری  
خرید آیا اگر گواہ دلا سکا اور اس نے مشتری سے ملک لینا چاہا  
تو مشتری سے یہ ملک لینا چاہیگا کہ خدا کی قسم میں نے نہیں خریدا  
یا یہ کہ خدا کی قسم میں اس مکان میں نہیں شفع کا دعویٰ  
کرنا چاہوں ورنہ یہ شفع کا سبب نہیں ہو کہ دوسرا ملک  
حاصل کے اوپر ہے اور ابو حنیزہ اور محمد کا قول یہی ہے اور  
پہلا ملک سبب کے اوپر ہے اور ابو یوسف رحمہ کا قول یہی ہے اور امام

(۳۹) دعویٰ کے وقت شفعیہ شرع کا سحرہ کرنا ضروری  
نہیں ہے اگر قاضی کچھ اہل حق سے حاضر نہیں کیا ہے تو قاضی

ملک ہو گیا خواست کہ مشتری یہ دعویٰ کرے کہ ملک اپنا تھا کہ ملک اس کا  
سلوک میں اس کا حق نہ ہو نہ خود کا دعویٰ کہ یہ وہ ملک کا دعویٰ کہ یہ وہ ملک کا  
ہو سکتا ہے کہ اس کا حق نہ ہو نہ خود کا دعویٰ کہ یہ وہ ملک کا دعویٰ کہ یہ وہ ملک کا  
یا خود شفع ملکیت کے گواہ سنا دے یا مشتری اس کی ملکیت کا اقرار  
کرے تو جس مکان کے ذریعے شفع شفع کا دعویٰ کرنا ہی اس  
مکان میں شفع کی ملکیت ثابت ہو جائیگی اور شفع کا سبب بھی  
ہو جائیگا بعد ازاں قاضی کو مدعی علیہ سے یہ سوال کرنا چاہیے  
کہ تو نے کان مشفوعہ میں یہی یا نہیں اگر خریدنے سے انکار کرے  
تو شفع سے اس بات کے گواہ طلب کیے جائیں گے کہ وہ مکان مشتری  
خرید آیا اگر گواہ دلا سکا اور اس نے مشتری سے ملک لینا چاہا  
تو مشتری سے یہ ملک لینا چاہیگا کہ خدا کی قسم میں نے نہیں خریدا  
یا یہ کہ خدا کی قسم میں اس مکان میں نہیں شفع کا دعویٰ  
کرنا چاہوں ورنہ یہ شفع کا سبب نہیں ہو کہ دوسرا ملک  
حاصل کے اوپر ہے اور ابو حنیزہ اور محمد کا قول یہی ہے اور  
پہلا ملک سبب کے اوپر ہے اور ابو یوسف رحمہ کا قول یہی ہے اور امام



تاجی کو شیعہ کے گواہ نہ بننے جا پس میں اس واسطے کہ اس بیچ میں ایک  
دو نوں کا حق ہو اسلئے کہ مفسد اگر جب بائع کا ہاتھ ملے مفسری  
کی جو اور شیعہ دو نوں حقوق میں نہ قتل ہو لہذا بائع اور بیچ میں  
حاضر نہ ضروری ہے تاکہ مفسری کے رد ہوا اور بیچ فسخ نہ کر دیا  
اور اگر مفسری کا بیچ قبضہ ہو گیا ہے تو مفسری کا حاضر نہ ہونا  
ہو اور بائع کے حاضر ہونے کی ضرورت نہیں جو اس واسطے کہ جب مفسر کا  
قبضہ ہو گیا تو اب بائع لیک لکھنی شروع ہو گیا اور بیچ تمام ہو گئی۔

۲۴۲) خفیہ کے نزدیک اگر مکان میں پیش کی کا حق برآمد ہوا تو بائع اس کے ثمن کا ذمہ دیا ہوگا اور اگر ملکہ لائے کے نزدیک مشتری ذمہ دار ہوگا اور اس اختتام کا انشائیہ ہو کہ اگر ملکہ لائے کے نزدیک بیع کے احکام، مالک کی طرف مراجع ہوتے ہیں اور خفیہ کے نزدیک عقد کرنے والی کی طرف مراجع ہوتے ہیں۔

[illegible]

منهما في المبيع حقا للبائع المثل للمشتري  
الملك والشذيم يتعرض للحقن جميعا  
فلا بد من حضورهما فيفسخ البيع عند  
أي بمشهد المشتري أي حضوره بخلاف  
ما بعد القبض حيث لا يشترط حضور  
البائع لأن العقد قد انتهى بالتسليم  
فصارا للبائع اجنبيا عنهما.

٢٢٧، والعهدة وهي ضمان الثمن عند الاستحقاق على البائع عندنا -  
وقالت الثلاثية على المشتري و  
الأصل في ذلك ان حقوق العقد تنبع  
الى المالك عند هم والى العاقد  
عندنا -

(٢٥)، والوكيل بالشراء خضم للشئ  
ما لم يسلم المبيع الى الموكل لان الوكيل  
هو العاقد والاخذ بالشفعة من حقوق  
العقد فيكون متوجبا عليه الا ان يسلم  
الدار الى الموكل فيخرج عن الخصومة  
وعند الثلاثة الخضم هو الموكل ابتداء  
لان الوكيل بمنزلة السفير

٣٦٩، وللشفيع خيار الروية والعيب  
وان شرط المشتري البراءة منه  
اي من العيب بالاجماع لان الاخذ  
بالشفعة بمبازلة الشراء ثبت فيها  
الخيار ولا يسقط برؤية المشتري شرط



اس مشتری کا نام بن میں پہلا مشتری کے ساتھ کرنے سے  
اوسکا حق ساقط ہو گا۔

۴۷، اگر شفع اور مشتری کے مابین بن میں کی مقدار میں  
اختلاف ہو تو مشتری کا قول مستبر ہو تا ہو اس واسطے کہ مشتری  
منکر ہو تا ہو کہ شفع اس بات کا مدعی ہو کہ توڑا میں دیگر  
میں اس مکان کے لیے کا مستحق ہوں اور مشتری اوس سے  
انکار کرتا ہو مگر اوس سے حلف نہ لیا جائیگا اس واسطے  
کہ دونوں طرف سے حلف پئے کا حکم نص سے صرف اُس  
صورت میں ثابت ہو کہ دونوں طرف سے دعویٰ در دونوں  
طرف سے انکار پایا جائے اور یہاں مشتری شفع پر کسی چیز کا کہ  
نہیں کرتا کہ شفع اوسکا منکر ہو تا پس حدود نص میں غل  
نوا اور بر خیز اس میں کر سکتے۔

۴۸، اگر دونوں نے اپنے اپنے دعویٰ پر گواہ سنا دے  
تو مابین ہم کے نزدیک شفع کے گواہوں کا اعتبار کیا  
جائیگا۔

\* \* \* \* \*  
۴۹، صورت مذکورہ بالا میں ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک مشتری  
گواہوں کا اعتبار ہو گا اس واسطے کہ اوس سے ایک زیادہ بات  
ثابت ہوئی ہو اور شافعی اور احمد کے نزدیک دونوں کے گواہ  
نا مستبر ہونگے اور مشتری کے قول کا اعتبار کیا جائیگا اور ان میں  
ایک ثابت ہو ہی کہ قرعہ اندازی کیا جائیگی اور ایام اکثہ فریقین  
۵۰، مابین ہم کی دلیل ہو کہ شفع کے گواہوں سے دو سہ پر  
حق لازم ہو تا ہو اور مشتری کے گواہوں سے لازم نہیں ہو تا کیونکہ اگر  
شفع اپنا دعویٰ جوڑ دے تو مشتری خود ہو تا ہو اور شفع  
کے گواہ مستبر ہونگے۔

براعت لان الشفع لیس بناسب عنه فلا یسقط  
حقہما سقاط مشتری۔

۴۷، وان اختلف الشفع والمشتري  
في مقدار الاخذ فالقول للمشتري  
لانه منكر لان الشفع يدعي استحقاق  
الاخذ عند فقيد الاصل والمشتري  
ينكره ولا يتحالفان لان التحالف عرف  
بالنص فيما اذا وجد الاكهار من  
الجانبين والدعوى من الجانبين  
والمشتري لا يدعي على الشفع شيئا  
فلا يكون الشفع منكر او لا يكون في حقه  
ما ورد به النص فامتنع القياس۔

۴۸، وان برهناى وان اقام كل  
واحد منهما البينة على دعواه فله شفع  
اى فالبينة بينة الشفع  
عندهما

۴۹، وعند ابى يوسف البينة بينة  
المشتري لانها تثبت الزيادة وعند  
الشافعي واحمد تها ترقا والقول للمشتري  
وعنهما يقرع وعند مالك يحكم بالعدل  
والابايعين۔

۵۰، ولهما ان بينة الشفع ملزمة  
وبينة المشتري غير ملزمة لان الشفع  
لو ترك الدعوى ميتة فيكون المزم  
اولی۔

حکم دونوں کے گواہوں کے بیچ اگر اندازہ ہو کہ ایک گواہ کا دعویٰ زیادہ ہو گا تو شفع کے گواہوں کا اعتبار ہو گا۔

۱۵) اگر شہری کتابچہ یہ مکان پر ہے، سو وہ یہ کو خریدے اور بائع کتابچہ میں سے پچاس کو فروخت کیا اور دہن دربان نے ثمن کو وصول نہیں کیا تو شفعہ اس میں پچاس روپیہ دیگر مکان مشغولہ کو لے سکتا ہے۔ اسی لئے کہ اگر فی الحقیقت پچاس کو خریدے ہو، شب کو شفعہ کو پچاس ادا ہی کرتے ہاں میں اور اگر سو کو خریدے ہو تو بائع کا یہ نہ کہ میں نے پچاس کو فروخت کیا، نہ ثمن کا کم کرنا خیال کیا جائیگا اور کسی شفعہ کے حق میں ہمارے جائیگی واسطے پچاس سے لے سکیگا اور اگر شہری پچاس کا دعویٰ کرتا ہو اور بائع تنو کا دعویٰ ہو تو اون دونوں سے حلف لیا جائیگا اور جو کوئی حلف سے انکار کرے گا کتابت سے جائیگا کہ وہ سہ ما قول صحیح ہے اور اسی کے موافق شفعہ کو ثمن ادا کرنا چاہیگا۔ اور اگر قاضی نے بائع اور شہری کے عقد کو نسخہ کر دیا تو بائع کے قول کے موافق شفعہ کو ثمن دینا پڑیگا۔

۵۲۔ اگر صورت مذکورہ بالا میں باطنی نشیمن کو وصول کر لیا ہو تو شتری کے بیان کے موافق مطلع کو نشیمن یا پڑ گیا بیشک یہ شتری کو امتداد سے یا حلقہ کر کے اسلئے کہ وصول نشیمن کے بعد عقد نامہ ہو گیا اور باطنی ایک اجنبی شخص ہو گیا اور ائمہ فکھتہ کے نزدیک پہلی صورت میں بھی شتری کا قول معتبر ہو گا۔

۵۳۔ اگر بالغ نے منہ کے اندر کچھ کی کر دی تو شفیق کے حق میں بھی کئی مجاہدینگی اور اسے قیدر کی سے مکان کو لے گیا اس واسطے کہ جب یہ کئی نفس چچ کے اندر داخل ہو گئی تو کم کرنے کے بعد بقدر باقی رہا اور اسے قیدر شفیق پر رہا اور

١٥ وان ادعى المشتري ثمنًا وادعى  
بأنه اقل منه والحال انه لم يقبض  
التمن اخذها اى المشفوعة الشفيع  
بما قال البائع لان الامران كان كما  
قاله البائع فالشفيع ياخذ له وان كان  
كما قاله المشتري يكون حطامن  
المشتري بدعواه الاقل وحط البعض  
يظهر في حق الشفيع في اخذ له  
ولو كان ما ادعاه البائع اكثر مما  
ادعاه المشتري تحالفا وبهما كل  
ظهر ان الثمن ما يقوله الاخر في اخذها  
الشفيع بذلك وان فسره القاضي العقد  
بينهما ياخذ به الشفيع بما يقوله  
البائع -

٥٢٠، وان قبض البائع الثمن في المسئلة  
التي كورده اخذها الشفيع بما قال  
المشتري اذ اثبت ذلك بالبينة او ضيقه  
ولا يلتفت الى قول البائع لان باستيفاء  
الثمن انتهى العقد وصار البائع كالاجنبي  
وعند الثالثة يؤخذ بقول المشتري  
هنا ايضا.

٥٣) وخط البعض اى بعض الثمن  
يظهر في حق الشئ حتى ياخذ لا بما يقى  
لان الخطا الحق باصل العقد ما ر  
المباقي هو الثمن وعند الثلاثة لا يظهر

ولا يسقط عن الشفعين بل عليه الثمن  
المسمى وقد مر اصل هذا في كتاب  
البيوع۔

اگر مشتری کے نزدیک شفعہ کی نہ کر جائیگی بلکہ جہنم پہلے قرار پائے گا  
وہ جہنم کو سکودینا پڑے گا۔ کتاب البيوع میں اس مسئلہ کی اصل  
گفتہ ہوئی ہے۔

۵۴، لا يظهر حط الكل اى كل الثمن  
يعنى لو حط الباقر كل الثمن عن  
المشتري لم يسقط عن الشفعين بالاجماع  
لانه يصير بيعا بلا ثمن وانه باطل۔

۵۴، اگر باقر نے مشتری کو کل خرچہ چھوڑ دیا تو بالاتفاق شفعہ  
دوسرے ساقا بنوگا اس واسطے کہ یہ بیع بلا ثمن ہوگی اور بیع بلا ثمن  
باطل ہوتا ہے۔

۵۵، ولا يظهر ايضا الزيادة على  
الثمن بعد عقد البيع حتى لا تلزمه  
الزيادة بالاجماع لان في اعتبارها  
الحاق الضرر به وهو مدفوع۔

۵۵، اگر بیع ہو جائے کہ بعد مشتری نے باقر کے لیے ثمن بڑھایا  
تو بالاتفاق وہ زیادتی شفعہ پر لازم ہوگی اس واسطے کہ اگر اس  
زیادتی کا اعتبار کیا جائے تو زمینین شفعہ کا ضرر ہو اور شفعہ  
کے اندر ضرر دفع ہے۔

۵۶، وان اشترى دار المعرض  
او بعقار اخذها اى الدار الشفعين  
بقیمته اى بقيمة ذلك العرض  
او العقار واخذها بمثل اى بمثل  
ذلك العرض لو كان مثليا اى من  
ذوات الامثال كالملك والموزون  
والعددي المتقارب كما في ضمان  
العدوان۔

۵۶، اگر ایک مکان معرض ایک زمین کے یا بعض منقول  
چیز کے خریدار شفعہ کو اس کے برابر زمینین اور اس چیز کی قیمت  
ادا کرنا چاہیے اور اگر وہ چیز مثلی یعنی ذوات الامثال میں سے  
ہو مثلاً وہ چیزیں جو ناپ یا تول یا گنتی سے فروخت ہوتے ہیں  
تو شفعہ کو اس کا مثل ادا کرنا چاہیے جس طرح قصداً ہلاک  
کرنے کے صورت میں تادان کا قاعدہ ہے۔

۵۷، واخذها الشفعين بحال اى  
بقن حال لو كان الثمن مؤجلا  
بان كان المشتري اشتراها  
الى اهل او يصيرها الشفعين عن الاخذ  
حتى معنى الاحل المضروب بدين  
الباقر والمشتري فياخذان ما

۵۷، اگر مشتری نے ایک مکان کچھ مدت کے بعد جہنم  
ادا کرنے کے وعدہ پر خرید لیا ہے تو شفعہ اس طرح اس کو خرید سکتا  
بلکہ نے الحال کو سکودینا اور اگر نا پڑے گا یا اس  
مدت میں تک شفعہ کو صبر کرنا پڑے گا بعد ازاں  
اوس ثمن سے لے سکیگا جو اس کے برابر قرار پایا ہو۔

بعد ذلک۔

۵۸، وقال زفر ومالك واحد  
والشافعي في التقديم له ان ياخذها  
في الحال بالتمن المؤجل لان الشراء  
وقم به ولنا ان الاصل في التمن  
ان يكون حالا وانما يؤجل بالشرط  
ولا مشروط في حق الشفيع۔

۵۹، ثم لا بد من الطلب ان كان  
يصل الى حلول الاجل حتى لو سكت  
ولم يطلب في الحال بطلت شفيعته  
عندهما وعند ابی يوسف لا تبطل  
بالتاخير الى حلول الاجل لان الطلب  
ليس بمقصود لذاته بل للاخذ وهو  
لا يتمكن منه في الحال بتمن مؤجل  
فلا فائدة في طلبه في الحال ولهما  
ان حقه قد ثبت ولهذا ان ياخذ  
بتمن حال ولو لا ان حقه ثابت لما كان  
له ذلك والسكوت عن الطلب بعد  
ثبوت حقه يبطل الشفعة۔

۵۸، زفر اور مالک اور شافعی رحمہم اللہ کا قریب  
قول یہ ہے کہ صورت مذکور میں شفیع اویس وقت اس مکان کو  
اویس مدت کے وعدہ پر نے الحال لے سکتا ہے اس واسطے کہ اگر  
مکان کی بیع اس طرح واقع ہوئی ہو حنفیہ و مجریہ ان کے  
میں کہ اصل میں تمین اویس وقت ادا کرنے کی چیز ہو اور اس کے اندر  
صرف شرط لگانے سے ہو مافی ہذا و شفیع کے حق میں شرط نہیں لگائی گئی  
۵۹، مگر صورت مذکورہ میں اگر شفیع کو اویس مدت میں کے  
گذرنے کا انتظار کرنا منظور ہو تو ہی اس کو طلب شفیعہ اویس وقت  
کرنا پائیے اگر نے الحال شفیعہ طلب نہ کیا بلکہ سکوت کر لیا تو شفیع  
کے نزدیک اس کا شفیعہ باطل ہو جائیگا اور ابو یوسف رحمہ کے  
نزدیک باطل ہوگا اس واسطے کہ طلب شفیعہ کو اس مقصود والا  
چیز میں ہر بلکہ لیفگی غرض سے طلب کیا جاتا ہو اور وہ اس  
صورت میں مکان کو نے الحال نہیں لے سکتا پھر اس کے فی الحال طلب  
کرنے کا کیا نتیجہ ہے۔ اور صاحبین رحمہ کی دلیل یہ ہو کہ اس مکان کو  
نہایت ہو چکا ہو لہذا فی الحال تمین دیکر فی الحال مکان کو لے سکتا ہے  
اگرچہ نہایت فو تا کو سطر لے سکتا تھا اور یہ قاعدہ ہو کہ اگر  
ثبوت حق کے بعد پھر شفیعہ سے سکوت کیا جائے تو شفیعہ باطل ہو جاتا  
ہے۔

۶۰، ایک ذمی نے دوسرے ذمی سے ایک مکان جو بن  
شراب یا خمر کے خرید اور اس کا شفیع بھی ایک ذمی شخص  
تو شراب کے بدلہ شراب اور خمر کے بدلہ اس کی قیمت  
ادا کر کے مکان کو لے سکتا ہے اس واسطے کہ اس قسم کی بیع  
ذمی کو گونگے باہم درست ہے اور جب درست ہوئی تو بیع کے

۶۰، واخذها بمثل الخمر وقيمة  
الخمر في ان كان الشفيع ذميا بصورة  
اشترى ذمی من ذمی عقار الخمر  
او خمر فان كان شفيعه ذميا  
اخذ بمثل الخمر وقيمة الخمر لان هذا

احكام البیع مثل الشفعۃ وغیرہا غیر  
ان الذی لا یتعد علیہ تسلیم الخمر  
فیأخذ بها لانها من ذوات الامثال  
والخزیر من ذوات اللیم فیجب علیہ  
قیمتہ۔

وان کان الشفعی مسلما و ذمی  
اخذ کل واحد منهما النصف بما ذکونا  
من قیمۃ الخمر او مثلها ولو اسلم الذی  
صار حکمہ حکم المسلم من الابداء  
فیأخذها بالقیمۃ والمستامن کالذی  
فی جمیع ذلک۔

۱۱۱، و اخذ بقیۃتہا ای بقیۃ الخمر  
وقیمۃ الخزیر لو کان الشفعی مسلما  
لانہ لا یتقد ر علی تسلیم المثل لکونہ ممنوعا  
عن تمکیکہما و تمکیکہما فیجب علیہ  
قیمتہما کما فی ضمان العد وان۔  
۱۱۲، و اخذها بالثمن و قیمۃ البناء  
والغرس لو بنی المشتري علی الارض  
المشفوعة او غرس فیها او کلف الشفعی  
المشتري قلعہما ای قلع البناء والغرس  
و یاخذ الارض فارغۃ۔

۱۱۳، وعن ابی یوسف انہ لا یکلفہ  
بالقلم و لکنہ بالخیار ان شاء اخذها  
بالثمن و قیمۃ البناء والغرس وان شاء  
ترک وہ قال مالک و الشافعی

شراب کے بدلہ شراب کا دنیا دشوا زمین پر اس واسطے اس کو شراب  
ذمی ہو گیا اور خنزیر جو کہ غیر شرابی چیز پر اس واسطے اس کی قیمت ادا کرے  
اور اگر اس کو زمین ایک مسلمان اور ایک ذمی شخص شفعہ میں ہو کر  
نصف مکان کو شراب کی قیمت یا شراب کے بدلہ شراب ایک  
لے سکتا ہے۔ اور اگر ذمی مسلمان ہو گیا تو اس کا مکمل  
اوپر شخص کے مانند جو بیشتر سے ہی مسلمان ہوا اور شتان  
کا حال تمام احکام میں ذمی کا سا ہے

♦ ♦ ♦ ♦ ♦  
♦ ♦ ♦ ♦ ♦  
♦ ♦ ♦ ♦ ♦  
♦ ♦ ♦ ♦ ♦

۱۱۱، اگر ایک ذمی نے دوسرے ذمی سے بوف خر  
یا سور کے ایک مکان خریدا اور ایک مسلمان کا اس میں شفعہ ہو  
تو اس مسلمان کو لون و دون کی قیمت ادا کرنی ہو گی اس واسطے  
کہ مسلمان لون کا لین دین نہیں کر سکتا لہذا او کی قیمت کو کفنی  
ہو گیا جس طرح قصداً ہا کر کے کی کو نہیں تاوان دینے کا قاعدہ ہے۔  
۱۱۲، اگر شفعہ میں شفعہ وغیرہ میں کچھ عمارت بنائی یا درخت لگائے  
تو شفعہ کو زمین کفنی کے ساتھ اس عمارت اور درختوں کی قیمت بھی  
ادا کرنی ہو گی اور شفعہ کو مشتری سے یہ درخواست کرنی ہو گی کہ اپنی  
عمارت اور درختوں کو اگر کر لے جائے اور شفعہ کو زمین قالی کرے  
دیکھ۔

۱۱۳، صورت مذکورہ بالا میں امام ابو یوسف رو سے مروی ہو کر  
شفعہ اس عمارت اور درختوں کے گرائی کی درخواست مشتری سے  
نہیں کر سکتا بلکہ صرف اس کو اس بات کا اختیار ہو کہ تاؤ زمین کے  
شع کے ساتھ عمارت اور درختوں کی قیمت بھی دیکر ان کو لے لیا یا کھل جائے

فی قول \* \* \* \*

وعن الشافعی واحد ليس له قلعهما بل يأخذهما بقيمتيهما فقط۔

۴۴۸، وجه الظاهر ان المشتري تصرف في ارض قلعن بياحق متاكدا للغير من غير تسليط من جهة فينتقض

۴۴۹، فان قلعهما اى البناء والغرس الشفعين فاستحققت الارض بعد ذلك فكلف المستحق الشفعين بالقلع فقلعهما رجع الشفعين على المشتري بالقرن لانه تبين ان المشتري اخذ القرن من الشفعين بغير حق لان الارض لم تكن في ملكه فيسترد الشفعين منه القرن فقط بعض لا يرجع بقيمة البناء والغرس لاعلى البائعين ان اخذها منه ولا على المشتري ان اخذها منه معناه لا يرجع بها نقص بالقلع وعن ابى يوسف انه يرجع به لانه مملوك عليه فكان كالمشتري۔

۴۵۰، وجه الظاهر وهو الفرق بينه وبين المشتري ان المشتري مفرد من جهة البائع ومسلط عليه من جهة ولا غرور ولا تسليط للشفعين من جهة المشتري لان الشفعين اخذها

منه جبرا

غفوة کو ترک کر کے اور مالک مالک اور المٹ مٹا دے یہ بھی ایک بات ہے یہی آیا ہے جو دوسری روایت ہے کہ مشتری اس عمارت اور زمین کو نہیں گرا سکتا بلکہ شفعین کو قیمت ادا کر کے لوٹکا لینا چاہیے گا۔

۴۴۸، ظاہر روایت کی وجہ یہ ہے کہ مشتری نے اس جگہ اپنی زمین میں تصرف کیا ہے جو زمین دوسرے کا ہے نہ تو اس کو گرا دینا اور تصرف دوسرے بلا اجازت ہے لہذا اس کا تصرف باطل ہو جائیگا۔

۴۴۹، اگر صورت مذکورہ بالا میں شفعین نے عمارت اور زمین کو ادا کرنا اور العبادہ ادا کرنا زمین میں کسی اجنبی شخص کا حق ہے اگرچہ تو یہ شفعین مشتری سے زمین واپس لے سکتا ہے اس واسطے کہ حق برکبر ہونے سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ مشتری نے ناحق شفعین سے زمین لیا ہے اس واسطے کہ شفعیت وہ زمین اس کی ملک نہیں تھی لہذا اس سے زمین واپس لیا جائیگا مگر عمارت اور زمین کی قیمت کا مطالعہ کسی سے نہ کر سکتا نہ بائع سے نہ مشتری سے پسند و خوں اور عمارت کے گرا دینے سے اس زمین کی قیمت کچھ کم ہو گئی لہذا اس واسطے البتہ نہیں کر سکتا اور ابوسفرد سے مروی ہے کہ واپس لے سکتا ہے اس واسطے کہ جب اس نے بائع سے حق ملک کی گرفتاری کی ہے تو وہ ہنر نہ مشتری کی ہے۔

\* \* \* \*

۴۵۰، ظاہر وہ ہے کہ بائع اور مشتری میں فرق ہے کہ مشتری تو بائع کے قریب میں آ سکتا ہے اور بائع کی طرف سے اس کو ملکیت ہو سکتی ہے اور شفعین میں یہ بات نہیں ہے اس واسطے کہ وہ جبراً ملک بن جاتا ہے کسی کے ملک بنانے سے نہیں ملک بنتا کسی کے فریب میں نہیں آتا۔

\* \* \* \*

۶۷، واخذها الشفيع بكل الغن ان  
خربت الدار بعد شراء المشتري  
من غير صنع احد او جفت الشجر  
لذلك لانهما تابعا للارض حتى  
يلاخلان في البيع من غير ذكر فلا يقابلها  
شيء من الغن ولهذا يبيعهما في هذه  
الصورة من جهة بلا بيان -

بخلات ما اذا تلف بعض الارض  
بغرق الماء حيث يسقط من الغن  
بجمته لان الغائت ههنا بعض لاصل  
هذا اذا نهدم البناء ولم يبق له نقض  
ولا يبق من الشجر شيء من حطب او  
خشب وما اذا بقی شيء من ذلك  
فلا بد من سقوط بعض الغن فيقسم  
الغن على قيمة الدار يوم العقد وعلى  
قيمة النقض يوم الاخذ -

۶۸، واخذها جمعة العرصه  
ان نقض المشتري البناء لانه صار  
مقصودا بالانقلاب والتبع اذا صار  
مقصودا به يقابل به شيء من الغن  
بخلات الاول لان الهلاك فيه بافة  
سماوية فاذا كان له حصه من الغن  
يضم الغن على قيمة الارض والبناء يوم العقد  
عليهما

۶۹، بخلات المسئلة الاولى وهو

۶۷، اگر ایک شخص نے ایک مکان خریدا جسکے اندر رکھ دشت  
ہی تھے بعد ازاں وہ مکان خرید دشت پر گیا یا دشت خود بخرید  
ہو گئے تو شفع کو اس مکان اور دشتوں کا پورا شن اور اگر ناچ گیا  
اس واسطے کہ دشت وغیرہ زمین کے توابع ہیں زمین اس وجہ سے غیر  
ذکر کیے ہیں زمین زمین کے بیچ میں اصل ہو جاتی ہیں فیلے شن کا کوئی  
حصہ انکے مقابل نہ سمجھا جائیگا و لہذا یہ مشتری کو نفع دیکر بغیر بیان کیے  
اس صورت میں اس زمین کو شرعا فروخت کر سکتا ہے۔ اور اگر زمین کا  
کچھ حصہ باقی رہے غن ہو کر تلف ہو جائے گا تو اس کے قدر شفع پر  
شن میں کمی کر دی جائیگی اور صورت مذکورہ بالا میں کم مذکور اس وقت  
ہو کر عمارت گر جائے کے بعد عمارت کا لمبہ اور عرض مختلف ہو جائے  
کے بعد دشتوں کی کل زمین باقی نہ رہی ہوں اور اگر باقی تو شفع کو  
شن میں کمی کر دی جائیگی اور مکان اور لمبہ کی قیمت ہر ذن شفع کی جائیگا  
مگر مکان کی قیمت وہ گائی جائیگی جو خریدتے وقت ہوتی ہوگی  
اور لمبہ کی قیمت وہ گائی جائیگی جو بینے وقت ہوگی -

۶۸، اگر ایک شخص نے مکان خریدا اور کسی عمارت کو خود اوکھا لیا  
تو شفع سے عمارت کی قیمت کم کر دی جائیگی اور جب قدر شن زمین کے  
حصہ میں پڑ گیا اس وقت شفع کو اوکھنا پڑ گیا اس واسطے کہ شفع  
جب خود اوکھا اوکھا ہو تو وہ ایک مقصود بالانقلاب ہر جزا باقی  
اور توابع جب مقصود بالانقلاب ہو جاتے ہیں تو شن کا ایک جز بھی  
انکے مقابل میں خیال کیا جاتا ہے و بخلات مسئلہ اولی کے رد بیان  
آفت سہوی سے عمارت وغیرہ تلف ہو گئی ہے زمین مشتری کو  
کچھ دخل نہیں ہے اور جب اس کے مقابل میں بھی شن کا ایک حصہ واقع ہو  
۶۹، اور اگر خرید شدہ مکان کی عمارت خود منہ مہ سبھا

۳ زمین اور عمارت کی قیمت ہر ذن شفع کی جائیگی اور مکان اور لمبہ کی قیمت ہر ذن شفع کی جائیگی

اور اس کا لمبہ باقی ہو تو اس لمبہ کی قیمت لگائی جائیگی جو شفعہ کے ذریعے سے لیتے وقت اس کی قیمت ہو کیونکہ اگر دیکھ رہے ہوں اس کی قیمت ہو ہی ہے اور اگر کوئی اپنی خواہش سے اس کا کئی عمارت کو منہم کر دے تو اس کو بھی مشتری کے منہم کرنا ۷۰، اگر مشتری نے مکان کی عمارت کو خود منہم کیا ہو تو شفعہ سے عمارت کی قیمت کم کر کے عمارت کا مابہ مشتری کو یہ یا مانگا اس واسطے کہ شفعہ زمین کے ساتھ بالحق عمارت کو لے سکتا تھا اور منہم ہونے کی وجہ سے اس کا اتصال زمین سے جاتا رہا۔

(۷۱)، اگر ایک شخص زمین کو مع درختوں کے خرید اور درختوں کے پھل بھی بیج کے اندر لپیٹے یا پھل نہیں لپیٹے مگر مشتری کے قبضہ میں اگر درختوں پر پھل آگئے تو شفعہ مع پھلوں کے مشتری سے اس زمین اور درختوں کو لے سکتا ہے اس واسطے کہ اتصال غلطی کی وجہ سے پھل درختوں کے تابع سمجھے جاتے ہیں۔

(۷۲)، اگر مشتری نے صورت مذکورہ بالا میں پھلوں کو توڑ لیا تو بقدر اون کے حصہ کے شفعہ کے ذریعے سے کم ہو جائیگا یا یہ کہ جب بیج کے اندر پھلوں کا بیج ذکر کر دیا ہو تو پھل مقصود بالذات چیز ہو گئے اس طرح اگر پھل آفت سادہ سے منافع ہو جائیں تو بھی ان کے قدرشن میں کمی کر دیا جائیگا البتہ جس صورت میں پھلوں کا ذکر بیج کے وقت نہ آیا ہو بلکہ مشتری نے پاس آکر درختوں پر پھل لیا ہو تو اس کے منافع ہو جائے شفعہ میں کمی نہ کی جائیگی اس لیے کہ بیج کے وقت جو نیکہ پھل ہو جاتا تھا اس واسطے فقط بالحق بیج کے ساتھ شفعہ پھل کو لے سکتا ہے اگر شفعہ کوئی جزا اس کے مقابل میں نہیں ہو۔ اور ابو یوسف رحمہ اللہ

ما اذا انهدم بنفسه وكان النقص باقيا  
حيث يعتبر فيها قيمة النقص يوم الاخذ  
بالشفعة لانه صار له قيمة بالحبس  
ونقص الاجنبى البناء كنقص المشتري  
(۷۰)، والنقص بكمى النون لبعضى  
المنقوض كالنكث بمعنى المنكوث وجاء  
النقص ليعتد به له اى للمشتري  
لان الشفعه اى ياخذها بطريق  
التبعية للعرصة وقد زالت بالانقضاء  
(۷۱)، واخذها الشفعه بقرها ان  
ابتاع اى ان اشترى المشتري ارضا  
ونخلها وغروا بان شرطه فى البيع  
واشترى ارضا ثم اشترى النخل فى يده  
اى فى يد المشتري بعد الشراء لانه  
بالاتصال خلقه صار تبعا من وجه.

(۷۲) وان جذا بالذال المعجمة  
المشدد اى وان قطع المشتري  
الخروفا اذا اشترى بها بالثمن بالشرط  
سقطت حصته اى حصه الثمر  
من الثمن لانه لما دخل بالتسمية صار  
اصلا وكل لك اذا هلك باثمة سماوية  
واما فى الفصل الثانى فياخذ  
الارض والنخل بجميع الثمن لان الثمر  
لم يكن موجودا عند العقد فلا يدخل  
عند الاخذ فى المبيع الاتباعا لانه لا



شمی من الثمن۔

یہ ہے کہ اس صورت میں بھی شفع سے فن میں کمی  
کر دیا جائیگی لیکن اخیر قول اون کا کتاب کے  
موافق ہے۔

وكان ابو يوسف يقول اولا

يحيط عنه من الثمن في الفصل الثاني

ايضا ثم رجع الى ما ذكر في الكتاب

هذا باب في بيان احكام ما يجب

فيه الشفعة وما لا يجب.

۳۱، انما يجب الشفعة في عقار

سواء كان مما يقسم او مما

لا يقسم۔

۳۲، وقال الشافعي لا يجب فيما لا يقسم

كالهبة والرحى والحمام والبنهر والثلج

والاصل فيه انها عدا لا دفع ضرر

القسم فلا تحقق الا فيما يقسم وعندنا

للا دفع ضرر الجوار على الدوام ولا

اختصاص لذلك بالمقسم دون

غيره۔

۳۳، وقوله ملك على صيغة المجهول

صفة لقوله عقار واحترز بقوله

بعوض عما اذا ملك بالهبة فان

الشفعة لا يجب فيها واحترز بقوله

هو مال عما اذا ملك بعوض غير

مال كالهبة والخلع والصلم عن دم

العقد والعق وخذ ذلك فان

الشفعة لا يجب في هذا

الامشياء۔

اس امر کا بیان کر کے چیزیں شفع ثابت ہوتا  
ہو اور کس چیز میں نہیں ثابت ہوتا  
۳۳، شفع صرف عقار کے اندر ثابت ہوتا ہے  
خواہ اس کی تقسیم ہو سکے یا نہ ہو سکے۔

۳۴، امام شافعی رحمہ کے نزدیک بن عقار کی تقسیم  
نہیں ہو سکتی اور نیز شفع ثابت نہیں ہوتا جیسے کنواں چھلی  
حمام نہ راستہ اور فشا اختلاف کا یہ ہے کہ شافعی رحمہ کے نزدیک  
شفع تقسیم کی وقت سے بچنے کے لیے مقرر ہوا ہو لہذا غیر قابل  
قسمت چیزوں میں ثابت نہ ہو گا اور خفیہ کے نزدیک وسط  
شفع مقرر کیا گیا ہے کہ شفع کو ہمسایہ کے ضرر سے تمام عمر تک بچے  
ہوتا ہے اس رہے اور اسکے اندر قابل قسمت یا غیر قابل قسمت کی  
۳۵، عقار کے اندر ہر مال میں شفع واجب نہیں ہوتا  
بلکہ صرف اوس وقت میں واجب ہوتا ہے کہ ہر ہوس مال کے اور کے  
اور ملکیت حاصل ہو ہی ہو اور اگر کوئی شخص بذریعہ ہبہ کے  
ایک عقار کا مالک ہو جائے یا اگر کوئی شخص بعوض مال کا  
مالک ہو مگر وہ عوض مال کے قبیلہ سے ہو مثلاً ایک مکان  
کسی عورت کا مہر یا بدل خلع یا آزاد کر کے کا بدل قرار پائے  
یا کوئی شخص قصداً کسی کو قتل کر دے اور قتل کے وارث  
قابل سے ایک مکان لیکر صلہ کر لیں تو اس مکان میں  
بہر مال شفع نہ ہو گا۔

۶۱۰، لا تجب الشفعة فی عوض وفلک غیر منقولات میں اور کشتی میں شفعہ نہیں ہوتا اور اسی سفینہ وقال مالک تجب فی السفینۃ امام مالک حضرت ابن کشتی کے اندر شفعہ ثابت ہوتا ہے لانہا تسکن کالعقار وعن احمد مالک اس واسطے کہ عمار کی طرح ان میں بھی لوگ بود و باش فی روایۃ تجب فی منقول ولنا ما روی کرتے ہیں اور احمد مالک اسے ایک روایت ہے کہ انہم قال لا یشفعۃ الا فی ربع واحاط شفعہ ثابت ہوتا ہے خفیف کی دلیل یہ کہ انھوں نے (۶۱۱) تجب ایسا فی بناء ونخل بیعا بلا عرصۃ اگر ایک عمارت یا درخت غیر زمین کے فروخت ہوں تو غیر شفعہ لانہما منقولان وان بیعا مع الارض ثابت ہوتا ہے کہ وہ منقول ہیں زمین اور اگر زمین کی فروخت تجب تبعاً لہا ہوں تو تابع زمین شفعہ ثابت ہوتا ہے۔

مطلوبہ اس پر اس کے لئے فرمایا کہ اگر عمارت یا نخل کے فروخت ہوں تو غیر شفعہ نہیں ہوتا

۶۸۱، بخلاف العلو حیث یستحق بالشفعة اگر ایک دو منزلہ مکان جو تو بیچنے والے کو اور بچے کے مکان و مستحق بہ فی السفلی علی انہ خلیط فی اور اوپر والے کی بچے کے مکان میں شفعہ ثابت ہوگا اس واسطے المحقوق وهو الطریق لان حق التعلی کہ اوپر والا حق ہے راستہ میں نیچے والے کا شریک جو کہ بچے بقی علی الدوام وهو غیر منقول فیستحق اور بچے کو ہمیشہ کے لیے اوپر والے کا حق ثابت ہے اور غرض شفعہ بہ الشفۃ کالعقار ولا کذلک البناء میں بچے کا حق کہ طرح زمین شفعہ کا استحقاق ہوگا انجان عمارت والفضل فلا یستحق بہما الشفۃ اور فروختوں کے کہ وہ منقول ہیں زمین سے ہیں۔

۶۹۱، ولا تجب ایضا فی دار جعلت مہر یا بان تزوج علیہا امراۃ او جعلت اجرة بان استاجر ماما بدل ارید فہا الیہ عوض الاجرة او جعلت بدل خلع بان خالعا علی دار رد فہا الیہ او جعلت بدل صلح عن دم العمد او جعلت عوض عتق بان اعتق عبدا علی دار وعند الشافعی تجب فیہ الشفۃ لان ہذا الاعواض متقومة عندا وعندنا لان المستحق یہذا العقود

۶۹۱، اگر عوض ایک مکان کے ایک عورت سے نکاح کیا یا مثلاً ایک حمام ایک سال کے لیے کرایہ پر لیا اور اس کا کرایہ یہ قرار پایا کہ فلاں مکان مالک حمام کو دیدہ نکلیا عورت نے ایک مکان دیکر اپنے خاوند سے طلاق لیلی یا ایک شخص نے قتل دوسرے کو قتل کر ڈالا اور مقتول کے وارثوں نے قاتل سے ایک مکان لیکر راضی نامہ کر لیا یا ایک شخص نے بچہ کو ایک مکان کے اپنے غلام کو آزاد کیا تو بچہ حال ان مکانات میں شفعہ نہیں ہے مگر شافعی رحمہ کے نزدیک ان میں شفعہ ثابت ہوتا ہے اور دشنا اختلاف کا یہ جو کہ شافعی کے نزدیک شرکاء اور قتل غیر مقوم چیز میں اور غرض کہ یہ چیزیں اصل میں بے قیمت ہیں کیونکہ وہ مال کے

قبیلہ سے نین میں البتہ شارع نے لوگوں کی ضرورت یا ان چیزوں کی شرافت اور عزت کا لحاظ فرما کر مال سے انکا تاوان مقروض فرمایا جو اس واسطے صرف ضرورت کے مقدمات میں حکم مقرر ہو گیا اور اس بات کی کچھ ضرورت نہیں کہ ثبوت شفعہ کے لیے کیا ۸۰، اگر ایک مکان کسی کو ہو یہ کیا اور یہ کہ گذر کو عرض یعنی کی ضرورت نہیں لگائی تو اس مکان میں شفعہ ثابت نہوگا اور اگر شرف لگائی ہو تو شفعہ ثابت ہو جائیگا اس واسطے کہ بہر بنظر بلوغ آخر کار بیع ہو جائے۔ اور اگر بغیر شرط کیے یہ کہ گذر عرض بلوغت ہو تو شفعہ ثابت نہیں کیے گا اگر امام الگ کرے نہ کہ ایک ہی ہو جائے ۸۱، اگر ایک مکان فروخت ہو اور بلوغ کا اختیار اوس کے ہاں نہ ہو تو کیا گیا تو زمین شفعہ ہوگا اس واسطے کہ جب تک بلوغ کا اختیار ہو وقت تک بیع بلوغ کے ملک سے خارج نہیں ہو سکتا اگر بیع نامہ سے کوئی مکان فروخت ہو تو اوس میں بھی شفعہ نہیں ہوتا البتہ اگر مشتری اوس میں کچھ عمارت بنائے تو حق فسخ ساقط ہو جائے اور بلوغ کا حق منقطع ہو جائیگی وجہ سے اوس میں شفعہ ثابت ہو جائیگا اور صاحبین کے ترک ایک شفعہ ثابت نہوگا اس واسطے کہ بلوغ کا حق منقطع نہوگا بلکہ وہ مکان کو دلا پس لے سکتا ہو اور مشتری کی عمارت کو گرا سکتا، اس واسطے کہ بلوغ کو دلا پس کرے کا حق ہر شعیب اوس حق سے جو شفعہ کو حاصل ہوتا ہو زیادہ ترقی ہو اور یہ نامہ ہے کہ مشتری عمارت بنا لینے سے شفعہ کا حق باطل نہیں ہوتا بلکہ اوس کو عمارت کے گرانے کا اختیار ہوتا ہے لہذا بلوغ کو بطریق اولیٰ سے اعتبار ہوگا اور اب مفید ہر کی دلیل یہ ہے کہ بیع فاسد کے اندر اوس کی کیا ۸۲، اگر ایک مکان مشترک کو شریکوں نے باہم تقسیم کیا تو اس مکان کے بار کو اس تقسیم کرنے سے شفعہ ثابت ہوگا اس واسطے

ليست بمال غير ان الشارع جعلها  
مضمونة بالمال اما لخطورها والاضر  
فالتي قد يضر عن موضعها والاضر  
الشفقة فلا تكون متقومة في حق  
١٥٠) كرهت الدار بلا عوض مشروط  
في العقد ولو شرط تجب لانها بيع  
انتهاع واما اذا وهبت له هبة  
ثم عوض عنها بغير شرط لا تجب  
معد فاحل المالك.

٨١، اصبحت الدار بخير البائ ثم كان خياره بالخروجها  
عن ملكه او بيعت الدار بيعا فاسدا  
لانه مستحق الفسوق ما لم يسقط حق  
الفسوق بالبناء اى ببناء المشتري  
فيها لان حق البائ ثم ينقطع به عند  
البيع لفة وعند هنا لا ينقطع فلا يجب  
فيها الشفعة وتسترد وينقض ما بناء  
المشتري لان حق البائ ثم في الاسترداد  
اكد من حق الشفعين وحقه لا يبطل  
وله نقض البناء فالبائ ثم اولى وله  
ان حق الاسترداد في البيع الفاسد  
حق الشارع والبناء حق المشتري  
وحقه مقدم لحاجته والمشتري بنى  
بتبسيط البائ ثم فلا يكون له نقضه  
٨٢، او قسمت الدارين الشراكاء  
لا يجب ايضا لجارهم بالقسمه بينهم

۴۱ دسکاکرم دیا جائے لہذا استفادہ کے حق میں یہ چیزیں مفہوم نہ تھیں جائیں گی۔

[illegible]

لان القسمۃ فیہا معنی الافراز ولہذا کہ تقسیم کے اندر مبادلہ کے معنی نہیں ہیں بلکہ اوسین حصوں کا  
یجری فیہا الجبر والشفعة لہ تشرع مبادلہ کرنا ہی ولہذا زبردستی ایک شریک دوسرے  
الافی المبادلۃ المطلقة وہی المبادلۃ شریک سے اپنے حصہ کو جدا کر سکتا ہو اور شفیع صرف اوس  
من کل وجہ۔

۸۳۰، اسلمت شفعتہ ای الشفیع الشفیعۃ من اللاد الی البائع بخیار رؤیۃ او بخیار شرط  
کیسا کان اور دت بخیار عیب بقضاء قاض لا تجب الشفعة ایضا  
لانہ فسخ من کل وجہ فلا یمکن ان یجعل عقدا جدید افاد الی قدیم  
ملك البائع ولا فرق فی ذلک بین ان یمکن ان یمکن قبل القبض او بعد  
ان یمکن ان یمکن قبل القبض او بعد (۸۳۷)، وتجب الشفعة لوردت اللاد  
بخیار عیب بلا قضاء قاض او قضا لا البیع لانہ فسخ فی حقہما ولا یتصل علی  
انفسہما فانہ بیع جدید فی حق ثالث لوجود حد البیع وهو مبادلۃ المال  
بالمال بالتراضی والشفیع ثالث ۸۵۰، وعندها لا تجب لان شفعتہ  
بطلت بالتسلیم والرد بالعیب بخیر قضاء اقالۃ والا قالة فسخ لقصدہا  
ذات والعبرة لقصد المتبايعین واللہ اعلم۔

۸۵۱، صاحبہ بیع کے نزدیک صورت مذکورہ بالا میں شفیع ثابت نہیں ہوتا اسواسطے کہ شفیع ترک کرنے سے شفیع کا فسخ باطل ہو گیا اور غیر ملکہ قاضی عیب کی وجہ سے بیع کا واپس کرنا اقالہ کے حکم میں ہو اور اقالہ بیع کا فسخ ہوتا ہو کہ بیع اور شریک اقالہ سے بیع کا فسخ کرنا مراد ہوتا ہو اور شرح کے انداز کا فقہ معتبر ہے والفقہ

### بطان شفیع کا بیان

۸۶۱، اگر شفیع کو بیع کا مال معلوم ہو اور اوس نے طلب کرے

الموتبة او بترك طلب التقریر حین علم  
مع القدس بان لم یسد احد فیه  
او لم یکن فی الصلوة لانها تبطل بالاعتناء  
وترک الطلبین او احدهما مع القدس  
علیه دلیل الاعراض۔

یا طلب التقریر کو بلا عذر ترک کر دیا یعنی مثلاً کسی نے اوس کے  
سوتھ کو بند نہیں کر دیا تھا یا وہ نازکی حالت میں تھا تو کا  
شفعہ باطل ہو جائیگا اس واسطے کہ اعراض کرنے سے شفعا باطل ہوتا  
ہو اور یا جو قدرت کے دونوں طلبوں کا خواہ ایک طلب کا ترک کر دیا  
شفعہ سے اعراض کر چکی دلیل ہے۔

۸۷۰، وتبطل ایضا بالصیام ای بصوم  
المشتري الشفع من الشفعہ  
علی عوض لانہ اخذ الاعتیاض عن  
حق لیس بمال فسقط حقہ وعلیہ  
ای علی الشفع رد لای رد العوض

۸۷۰، اگر مشتری نے کچھ خریدی شفع کو دیکر شفع سے انصاف  
کر لیا تو شفعا باطل ہو جائیگا ایسے کہ اوسنے اپنے حق کے عوض میں  
جو مال کے قیلمہ سے نہیں تھا یہ دے پیر لیا یا لہذا مال کا حق نہ ملے  
ہو گیا اور پھر شفع کو اس رد پیر کا بھی واپس کرنا پڑے گا  
اس واسطے کہ وہ ایک قسم کی رشوت ہے۔

لان رشوة۔

۸۸۰، وتبطل ایضا بموت الشفع  
قبل الأخذ بعد الطلب او قبلہ  
فلا تورث عنہ۔

۸۸۰، اگر شفع نے ہنوز مکان کو شفعا سے نہیں لیا تھا کہ اوس کا  
انتقال ہو گیا تو اس کا شفعا باطل ہو جائیگا اور اگر کو شفعا کا حق  
نہو گا خواہ طلب شفعا اپنی زندگی میں کر چکا ہو یا نہیں۔

۸۹۰، وقال الشافعی لا تبطل لانها  
حقہ والوارث یخلفہ فی حقوقہ  
ولنا ان حق الشفعۃ حق التملک هو  
حق قائم بالشفیع فلا یبقی بعد موتہ  
۹۰۰، لا تبطل بموت المشتري لوجود  
المستحق۔

۸۹۰، امام شافعی رحمہ کے نزدیک صورت مذکورہ بالا میں  
میت کا حق شفعا باطل نہیں ہوتا اس واسطے کہ وہ مورث کا  
حق تھا اور وارث اس کے قائم مقام ہیں جنفیر کی دلیل یہ کہ حق  
حقیقت میں ملکیت حاصل کرنے کا حق جو اور وہ شفع کا آقا  
۹۰۰، اگر مشتری کا انتقال ہو جائے تو شفعا باطل نہیں ہوتا  
اس واسطے کہ شفع کا حقہ موجود ہے۔

۹۱۰، وتبطل ایضا ببيع الشفع ما  
لیشفع بہ وهو الدال الی یشفع بہا  
قبل القضاء ای قبل حکم الحاکم  
بالشفعة لوزال سبب الاستحقاق  
ولا فرق بین ان یکون عالما وقت

۹۱۰، اگر قاض نے ہنوز شفع کے لیے شفعا کا حکم نہ دیا تھا  
کہ شفع نے اوس مکان کو جس کے ذریعے شفع کرنا تھا فروخت  
کر ڈالا تو اس کا شفعا باطل ہو جائیگا اس واسطے کہ انتقال شفعا کا  
سبب جاتا رہا۔ اور اس بات کا کچھ لحاظ نہ کیا جائیگا کہ اوس کو کیا علم  
فروخت کرنے وقت مکان شفعا کے فروخت ہونے کا تھا یا نہیں

مسئلہ قاضی کا حکم نہ دینے سے قبل

بیع دار لا بشرء المشفوعة اولم یکن  
عالمًا لانه لا یختلف فی الحالین فصار  
کالتسلیم الصریح فانه لا یختلف بین  
ان یعلم ببیعها اولم یعلم وکن  
ابراء الغریم لان ذلک اسقاط فلا  
یتوقف علی العلم کالطلاق والعتاق  
ولا تبطل ان کان بالخیار لبقاء السبب  
۹۳۰، ولاشفعة لمن باع اى للذی  
باع بالوکالة بان کان الشفیع وکیلا  
ایاتم الدار المشفوعة لانه موکل  
بإتمام البیع وفی اخذها بالشفعة  
نقض ما وکل بإتمامه وعندئذ لا یثاق  
تجب له الشفعة۔

۹۳۱، او بیع له اى اولمن بیع له  
والضمیم فی له یرجع الی من بیع  
بیع العقار لاجله بان کان البائع  
مضارباً فباع الدار لیس لرب الدار  
الشفعة فیها لان البیع له وکن اذا کان  
عبد اماذ وناله فی التجارة فباع الدار  
لیس للولی الشفعة فیها لما ذکرنا  
۹۳۲، او ضمن الشفیع الدارک وهو  
تبعه الاستحقاق عن البائع لا یجب  
الشفعة لان بضمنه له الدارک  
ضمن له ان تحصل له الدار وذلک  
لا یکن الا بترکه للشفعة وفی اخذها

اس واسطے کہ اس کا جملہ داروں کا بطرح عامہ شفعہ اپنے  
شفعہ کو ترک کر دے تو بطرح یا عدم علم کا کچھ خیال نہیں کیا جاتا  
اور شفعہ باطل ہو جاتا ہے یا کوئی شخص اپنے فرزند کو فرمے  
جو بڑے سے تو فرمنا احمد القاضی یہی ہو جاتا ہے خواہ اس  
فرخہ کو اپنے فرمے کا علم ہو یا نہ اس واسطے کہ یہ جہیز استقامت  
قبیلہ سے ہیں لہذا ان میں علم کا جو تاخیر و تاخیر میں جو شرط طلاق  
اور عتاق کی صورتیں۔ اور اگر اس صورت میں شفعہ نے اپنے  
۹۳۰، اگر شفعہ نے اپنے کی طرف سے وکیل ہو کر مکان شفعہ کرے  
کسی سے فروخت کیا تو اس شفعہ کا شفعہ باطل ہو جائیگا  
کیونکہ اس کو کوچ کامل کیلئے یہ وکیل کیا ہے اگر خود بذریعہ شفعہ  
اباوس مکان کو شفعہ لے لے تو میں جہیز کے لیے اس کو وکیل کیا تھا  
اویسی جہیز کا نقصان اس کی طرف سے لازم آجائے گا اور اگر نہ لائے  
نزدیک اس کا شفعہ باطل نہیں ہوتا۔

۹۳۱، اگر دید و عمر تجارت کے اندر شریکین اور نزدیک مال  
اور عمر کی محنت قرار پائی ہو اور عمر و تجارت کے مال میں سے  
ایک مکان فروخت کیا تو نزدیک کو حصہ شفعہ کا استحقاق نہیں ہے  
اس واسطے کہ یہ بیع اسی کی طرف سے ہو اس طرح اگر ایک شخص نے  
اپنے غلام کو خرید و فروخت کی اجازت دی رکھی ہو اور اس غلام نے  
ایک مکان فروخت کیا تو اس شخص کو شفعہ ہو گا کیونکہ یہ بیع  
الکسیرت سے ہے۔

۹۳۲، اگر ایک مکان فروخت ہو اور شفعہ نے مشتری سے  
ہے بات کہی کہ اس میں کسی کا حق برآمد ہو تو میں اس کا ضمان  
ہوں تو اس شفعہ کا شفعہ باطل ہو جائے گا اس واسطے کہ یہ شفعہ  
گروہ مشتری کے لیے وصول مکان کا ضمان ہو گیا ہے اور یہ  
اوس وقت ہو سکتا ہے کہ وہ غلام کو ترک کر دے اور شفعہ سے

۱۰ افتاء شریکین اور شفعہ باطل ہو گا کیونکہ شفعہ کا شفعہ جہیز کا نہیں ہے

یعنی اس کا باطل کرنا ہو گا مگر اگر فلاں نے اس کے نزدیک شفعہ باطل نہیں ہوتا۔

بہا ابطال ذلک وعند الثلاثة تجب۔

۹۵، اگر ایک شخص مکان کو وکالت خریدے تو اس کا شفعہ باطل نہیں ہوتا اس واسطے کہ شفعہ سے لینے میں اس کا خریدنا

۹۵، ومن ابتاع ای اشتری او ابتیع لہ ای او اشتری لاجلہ

باطل نہیں ہوتا بلکہ شفعہ کے اعتبار سے وہ خریدنا برقرار ہے کیونکہ شفعہ سے لینا بھی بمنزله خریدنے کے ہے۔ اس طرح اگر ایک

والضمیر فیہ یرجم الی من فله الشفعة اما اذا اشتری بطریق الوکالة

مکان شفعہ کے لیے کوئی شخص خریدے تو اس کا شفعہ باطل نہیں ہوتا مثلاً اگر دینے تجارت کے لیے کسی شخص کو مال دیا ہو اس مال سے

وہو شفعہ فله الشفعة لانه لیس فیہ ابطال شرائہ بل فیہ تقریر

اگر شخص مذکور نے کوئی مکان خرید لیا اور دینے کا وہ شفعہ کر سکتا ہو اور اس طرح اگر غلام یا دھن لینے مالک کی طرف سے جس کو

من جہتہ لان الاخذ بالشفعة مثل الاخذ بالشراء واما اذا اشتری لہ فکذلک کا مضارب اذا

شفع ہو تو مالک اس مکان کو بذریعہ شفعہ کے لے سکتا ہے بشرطیکہ وہ غلام کو گوشت کا قرضدار ہو اور اگر قرضدار نہیں ہو تو

اشتری العقار من مال المضاربة ورب المال شفيعها كان لرب المال الشفعة وكذا العبد المادون

مالک کو اس مکان کے لینے کی کیا ضرورت ہو ایسے کہ وہ چرکا حق میں چلے نہیں ہو بلکہ وہ ایسی ملک ہو۔

اذا اشتری قلمولی الشفعة اذا كان علی العبدین وان لم یکن علیہ

♦ ♦ ♦ ♦ ♦

دین فلا فائدة بالآخذ لانه

♦ ♦ ♦ ♦ ♦

ملک ولم يتعلق به حق غیرہ۔

۹۶، شفعہ سے کسی نے بیان کیا کہ فلاں مکان ہزار روپیہ کو فروخت ہو گیا اور شفعہ نے اس کو گران سمجھا یا نقد پر یہ بیٹھ گیا

۹۶، وان قيل للشفيع انهاء الدار بیعت باللف دس هم فسلم

وہ سے شفعہ کو ترک کر دیا بعد ازاں معلوم ہوا کہ ہزار سے کم کو فروخت ہوا ہے یا معلوم ہوا کہ وہ مکان اجویں اسفند گیہوں یا جو کے

شفيعها لاجل الاستكثار ثم علم انهاء الدار بیعت باقل من الالف او علم ان الدار بیعت

فروخت ہو ہے جسکی قیمت ہزار روپیہ یا ہزار روپیہ سے زیادہ ہے تو اس شفعہ کا دعویٰ کر سکتا ہے، ایسے کہ حسب طرح اس صورت میں

مبرا وشعیر قیمتہ الف دس هم

او اکثر من الالف فله الشفعة لان  
التسليم لم يصادف على الوجه المستحق  
لان كان للاستكثار او لغد الجنس  
فلم يصح وهكذا الحكم في كل مورد  
او مكمل او عدادى متقارب۔

بجلا ف ما اذا علم انها بيعت  
بعوض قيمته الف او اكثر لان اللجب  
فيه القيمة وهى دسراهم او دنانير  
فلا يظهر فيه التيسر۔

۹۷، ولو بان اى ظهر انها اول الدار  
بيعت بدنانير قيمتها الف فلا شفعة  
لانها جنس واحد في القنية وقال  
زفر والثلاثة هو على شفعة لانها  
جنس اثنى عشر۔

۹۸، وان قيل له اى للشفيع ان  
المشتري فلان فسلم شفعة اما  
اكر اماله او خواف من شراء فبان  
اى ظهر انه غير لافله الشفعة  
لما ذكرنا ولو ظهر ان المشتري  
هو مع غيره كان له ان ياخذ  
نصيب غيره لان التسليم لم يوجد  
في حقه۔

۹۹، ولو بلغه شراء النصف فسلم  
ثم بلغه شراء الكل فله الشفعة  
في الكل۔

او كؤشفعة كاتفاق هو اتحا او طرح سے ترک شفعمین پایا  
گیا بلکہ اگر ان بچنے یا نقد بیسیر نوٹے کی وجہ سے اوٹنے  
ترک کیا گیا تو اس کا اعتبار نہ ہو گا۔ یعنی چیزیں باقی  
یا گنتی کے حساب سے فروخت ہوتی ہیں سب کا حکم ہو اور  
اگر معلوم ہو کہ وہ مکان اس قدر اسباب کو فروخت ہو کہ  
جس کی قیمت کم از کم ایک لاکھ سے زیادہ ہو تو شفعة باقی نہ رہیگا  
اس واسطے کہ ایسی محدود زمین بہر حال شفیع کو قیمت دینی پڑتی  
اور اس نے اس کے آخر اس میں ظاہر  
ہو گا۔

۹۷، اگر شفیع کو معلوم ہو کہ فلاں مکان ہزار روپیہ کی فروخت ہوا  
اور اوٹنے شفعة کو ترک کر دیا اس کے بعد معلوم ہوا کہ اسواشر فی  
فروخت ہوا پھر جسکی قیمت ہزار روپیہ ہو تو پھر شفعة ثابت ہو گا ایسے  
کہ یہیہ اول شرفی شئیت کے اعتبار سے ایک جنس بھی جاتی ہے یا نہ  
(دفعہ ۱۰۷۰ کے تحت) اگر کسی نے ایک شفعة ثابت ہو جائیگا ایسے کہ حقیقتاً  
۹۸، شفیع سے کسی نے یہ بیان کیا کہ فلاں مکان زید نے فروخت  
شفیع نے یہ سنا کہ زید کی عزت کا خیال کر کے یا اس کے خوف سے  
شفیع کو چھوڑ دیا بعد ازاں معلوم ہوا کہ اس مکان کو عمر نے خرید  
تو شفعة ثابت ہو جائیگا اس لیے کہ جس طرح اتفاق شفوعا مل  
ہوا اتحا او طرح سے ترک شفعمین پایا گیا اور اگر معلوم ہو کہ زید نے  
مع عمر کے خریداری تو صرف عمر کے حصہ کو لے سکتا ہے ایسے کہ  
عمر کے حق میں ترک شفعمین پایا گیا۔

۹۹، اگر شفیع کو اولاً نصف مکان کے فروخت ہونے کا  
علم ہوا اور اوٹنے شفیع کو ترک کر دیا بعد ازاں کل مکان کے  
فروخت ہونے کا علم ہوا تو اب کل مکان میں شفعة کر سکتا ہے



۱۰۰۰، اسکا لشفعہ کے لیے ایک حلیہ پر کفر وعت کرنا والا  
اپنے کل مکان کو فروخت کر ڈالے مگر شفعہ کی جانب سے ایک گز  
زمین کو مستثنیٰ کر لے گا اس سے شفعہ کو شفعہ ثابت نہیں ہوتا  
کیونکہ جو کہ سبب سے شفعہ کا استحقاق ہوتا ہے اور اس میں  
شیعہ کے ساتھ افعال نہیں پایا گیا اس لیے اگر بائع اپنے  
مکان کی ایک گز زمین جو شفعہ کے ملک سے متصل ہے مشتری کو  
بہرہ کر دی تو یہ عدم افعال کی وجہ سے شفعہ نہیں رہتا۔

\* \* \* \* \*

۱۰۱۱، اگر ایک شخص نے مکان کا ایک حصہ سو روپیہ کو  
خرید کر باقی مکان کو بھی خرید لیا تو فقط پہلے حصہ میں جاکر  
شفعہ ہو گا اور باقی میں نہ ہو گا اس واسطے کہ شفعہ بائع  
اور مشتری باقی کے اندر مشترک ہے لہذا بائع پر  
مقدم ہو گا۔

\* \* \* \* \*

\* \* \* \* \*

۱۰۲۱، شفعہ سے بچنے کے لیے ایک حلیہ ہو سکتا ہے کہ مکان  
کا ایک حصہ پورے زمین میں سے ایک روپیہ کم کر کے خرید کر  
باقی مکان کو اس ایک روپیہ سے خرید لے گا اس وقت میں کفر و  
عت نہیں کیونکہ اس حصہ کو شفعہ نہ لیا گیا خصوصاً جبکہ بہت کم مثلاً  
دس تان یا بیس تان حصہ ہو۔

\* \* \* \* \*

۱۰۳۱، اگر ایک مکانی سو روپیہ سے خریدا اور بائع کو بجائے  
سو روپیہ کے مشتری نے ایک کپڑا دیدیا یا بشفعہ اگر وہ  
مکان کا لینا چاہے تو اس کو سو روپیہ دینے پڑے گا اور کپڑا  
دیکر زمین لے سکتا ہے اس واسطے کہ مشتری نے وہ کپڑا

۱۰۰۱، وان باعها ای وان باع  
رجل داره الا ذرا عا استثناء فی  
جانب الشفیع فلا شفعة له لان  
الاستحقاق بالجوار ولم یوحید  
الاقبال بالمبیع وکذا لو وهب  
هذا القدر للمشتري لعدم  
الا لقران وهذه حيلة لاسقاط  
الشفعة۔

۱۰۱۱، وان ابتاع ای وان اشتری  
منها ای من الدار سهماً بثمن  
معین ثم ابتاع ای اشتری بقیتها  
ای بقیة الدار فالشفعة تثبت  
للباقر فی السهم الاول فقط لان  
الشفیع جاور للمشتري شریک  
فی الباقر فیقدم علیه۔

۱۰۲۱، ولو اراد الحيلة اشتری  
السهم الاول ببیع الثمن الا درهما  
والباقری بدراهم فلا یرغب الجار  
فی اخذ السهم الاول لکثرة الثمن  
لا سيما اذا کان السهم الاول جزء  
قلیلاً کا عشر مثلاً او اقل۔

۱۰۳۱، وان ابتاعها ای وان اشتری  
الد اربعین ثم دفع الی الباقر ثوباً  
عنه ای عن الثمن فالشفعة تجب  
للمشفیع بالثمن لا بالثوب لان الثوب

سورہ بقرہ کے بعد یا جو مکان کے بدلہ زمین دیا اور یہ  
مبادلہ گویا دوسری بیع ہے۔

عوض عانی ذمۃ المشتري فيكون  
البائع مشتريا للثوب بعد اخر  
غير العقد الاول۔

۱۰۴۱۔ اسقاط شفعہ اور اسقاط زکوٰۃ کے لیے حلیہ کرنا  
ابو یوسف رحمہ کے نزدیک بڑا منہن ہے اور امام محمد رحمہ کے  
نزدیک بڑا ہی اسیلے کہ حیدہ وقع مزرع کے لیے مقرر کیا گیا ہے  
اور وہ ضروری چیز ہے اور دوسرے کے مزرعہ سالی کے لیے حلیہ کرنا  
حرام ہے۔ امام شافعی رحمہ کا بھی یہی قول ہے۔ ابو یوسف رحمہ کی  
دلیل یہ ہے کہ اس ملک اپنی ذات سے مزرعہ کر کے اپنے  
حلیہ کیا جاتا ہے اور اسیلے حلیہ کرنا دوا ہے اگرچہ دوسرے کا بھی  
اوسکے منہن میں مزرعہ لازم آئے ابو یوسف رحمہ سے بھی ایک روایت  
یہی ہے مگر بعض کا قول ہے کہ یہ اختلاف ابو یوسف اور محمد رحمہ کے  
مابین ثبوت شفعہ سے پہلے ہی اور ثبوت شفعہ کے بعد بالاتفاق  
حلیہ کرنا ہے۔

۱۰۴۱، ولا تکره الحيلة لاسقاط الشفعة  
واسقاط الزکوۃ عند ابی یوسف وعند  
محمد تکره لانها وجبت لدفع  
الضرر وهو واجب والحق الضرر  
به حرام وبه قال الشافعي و  
لابی یوسف انه يمتثل لدفع الضرر  
عن نفسه والحيلة لذالك مشروعة  
وان كان غير كفيته ضرر في ضمنه  
وهو رواية عن ابی حنيفة ثم قيل  
هذه الاختلاف بينهما قبل الوجوب  
واما بعده فمكروه بالاجماع۔

۱۰۵۱۔ بعض کا قول ہے کہ بالاتفاق شفعہ ثابت نہ ہونے کے  
لیے حلیہ کرنا بڑا منہن ہے بلکہ صرف اسقاط زکوٰۃ کے لیے حلیہ  
کرنے میں اختلاف ہے مگر میرے نزدیک پسندیدہ قول یہ ہے کہ مطلقاً  
شفعہ کے لیے حلیہ کرنے میں کچھ مرجع نہیں ہے اور اسقاط زکوٰۃ  
کے لیے حلیہ کرنا بڑا ہے۔

۱۰۵۱، وقيل لا تکره الحيلة بمنع وجوب  
الشفعة بالاجماع وانا الخلاف في  
فصل الزکوۃ والمختار عندي ان لا  
تکره في الشفعة دون الزکوۃ۔

۱۰۶۱۔ اگر چند لوگوں میں کسی شخص کا مکان خالی ہے  
تو شخص کو اس بات کا بھی جائز ہے کہ صرف شفعہ کے حصہ کو لیے  
اور باقی مکان کو بھجور دے اور اگر اس کے برعکس صورت ہو یعنی  
ایک شخص کو مکان جائیداد میں سے جو اس مکان میں شریک  
ہو نہ شفعہ کو اس بات کا امتیاز نہیں ہے کہ مدعی شفعہ کے ملک  
شریک کا حصہ لے اور دوسرے شریک کا نہ لے اوسکی وجہ یہ ہے

۱۰۶۱، واخذ حظ البعض يبعد تبعه المشتري  
لا يبعد ببعده البائع صورته ان  
المشتري اذا تعدد بان المشتري  
جباة عقارا والبائع واحد يتعدد  
الاخذ بالشفعة بتعددهم حتى  
كان للشفيع ان ياخذ نصيب  
بعضهم ويترك الباقي وان تعدد

کہ اس صورت میں بعض کا حصہ لینے اور بعض کا نہ لینے سے  
مشتري پر بیع کا تفرق لازم آئے گا جس میں مشتري کا حصہ نہ  
اور بیل صورت میں بیع بیع ایک مشتري کے قائم مقام ہو جائیگا  
اور بیع کی تفریق نہ لازم آئے گی۔ قول صحیح یہ ہے کہ ان  
صورتوں کا حکم قبل از قبضہ مشتري اور بعد از قبضہ  
ایک ہی ہے۔

✱ ✱ ✱ ✱  
✱ ✱ ✱ ✱  
✱ ✱ ✱ ✱  
✱ ✱ ✱ ✱  
✱ ✱ ✱ ✱

البا ثریان باع جماعة عقاراً لمشتري  
بينهم والمشتري واحد لا يتعد  
الاخذ بالشفعة تبعاً دهم حتى  
لا يكون للشفيع ان ياخذ نصيب  
بعضهم دون بعض والفرق ان في  
الوجه الثاني ياخذ البعض متفرق  
الصفقة على المشتري فيتعذر ربه  
زيادة الضرر وفي الوجه الاول  
يقوم الشفيع مقام احدهم فلا تفرق  
الصفقة ولا فرق في هذا بين ما  
اذا كان قبل القبض او بعد لا على  
الصحيح۔

(۱۰۷) وان اشترى رجل نصف دار  
غلام مقسوم وقاسم المشتري لما تم  
اخذ الشفيع حظ المشتري المصحح  
الذي حصل له بقسمته وليس له  
ان ينقض القسمة سواء كانت بحكم  
او بالتراضي لانها من تمام القبض  
لما فيه من اكتمال الانتفاع۔

(۱۰۸) صورت مذکورہ بالا میں یہ اعتراض ہو سکتا ہو کہ  
تقسیم ایک قسم کا مبادیہ ہو اور شفعہ کو مشتري کے تمام حقوق  
باطل کرنے کا اختیار ہو لہذا اس کی تقسیم کو بھی باطل کر سکتا  
مگر اس کا یہ جواب ہو کہ تقسیم کے اندر ایک طرح سے علیحدگی کے  
سے پائے جاتے ہیں اس واسطے ایک شریک دوسرے شریک کی  
تقسیم پر مجبور کر سکتا ہو اور ایک طرح سے تبادلہ کے سے بچا جاتا ہے۔

(۱۰۸) فان قلت فيها معنى المبادلة  
والشفيع يملك انقض تصرفاته  
فكذلك انقض قسمته قلت فيها انفراد  
من وجه ولهذا يجزى فيها الجبر  
ومبادلة من وجه ولهذا يجزى  
فيها احكام البيع من رد بعيب او خيار



افتخار چاہیے کہ اس نامائع اور موکل کو شفوع کا حق نہایت پس  
بپسرومی یا وکیل و موکل باطل نہیں کر سکتا و تفریح کا ہی یہی  
قول چاہیے اور ابو یوسف کی دلیل یہ کہ شفعہ میں دیکھنے کا  
ہیں اور وی و غیرہ کو اس کا اختیار چاہیے۔

۱۱۲۱ اگر تالیف کے باب یا پ کے وی کو ج کا علم ہوا  
یہ سکوت کر لیں تو بطلان شفعہ نہیں وی اختلاف ہو جس کا  
اوپر بیان ہوا اگر اختلاف اودیت ہو کہ وہاں حوالہ جیت سے فرحت

ہو اور اگر اس قدر زیادہ قیمت سے فروخت ہو کہ لوگ اتنا نقصان  
نہیں لے سکتے تو بعض کا قول ہے بالاتفاق شفعہ باطل ہو باقی بطلان  
کہ وہیں تالیف کی ضرورت ہے اور بعض کہ شفعہ میں بالاتفاق تالیف  
کا شفعہ قائم نہ ہو اور وی قول صحیح ہے اس لیے کہ جب باقی غیر کو  
لیے کا اختیار نہیں ہو تو ترک کرنے کا بھی اختیار نہیں ہو سکتا اور نہ کو  
اجنبی کا حکم ہو اور اگر وہاں بہت رعایت کر کے نہایت کم قیمت سے فروخت  
ہو تو ابو حنیفہ سے مراد یہ ہے کہ باقی کی شفعہ ہو گا اور باقی شفعہ  
اوس میں کوئی رعایت نہیں ہو۔ اور دیکھیں کہ قاضی نے شخص کو شفعہ  
کے لیے کوئی کیا گیا ہے اور اگر خریدنے کے لیے وکیل کیا ہے تو بالاتفاق  
اس کا شفعہ کو ترک کر دینا صحیح ہے اور نیز اس کا سکوت کرنا بالاتفاق  
اعراض ہے۔

۱۱۲۲ ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک وکیل بالشفعہ کا شفعہ کو ترک  
کرنا قاضی کے بعد صحیح ہے تاہم ابو یوسف رحمہ کے نزدیک بطلان صحیح  
ہو یا تا کہ خواہ قاضی کے اور ہو یا تا کہ وہ اور زفر رحمہ کے نزدیک  
اس طرح اس کا شفعہ کو ترک کرنا صحیح نہیں ہے۔ اور اگر وکیل باقی کا  
اقرار کرے کہ اس سے موکل نے شفعہ کو چھوڑ دیا ہے تو صاحب جہ کہ دیکھ  
سکتا اور صحیح ہے لہذا قاضی کے بعد صحیح ہے نہ تا کہ صاحب  
وکیل بدو سے نہ ہو سکتا اور ابو یوسف رحمہ کے

والموکل كذلك اذا بلغه الخبر بان  
حق ثابت لهما فلا يمكن ابطاله ودية  
قال زفر ولهم ان هذه في معنى المباحلة  
وهما يمكنهما۔

۱۱۲۱، وعلى هذا الخلاف بطلان الشفعة  
لسكوت الالب والوصى عند العلم بالشراء  
وهذا اذا بيعت بمثل قيمتها۔

وكان بيعت بالكثير من قيمتها بالاجماع  
تغيب الناس في مثله قيل لا التسليم بالاجماع  
لان الظن متعين فيه وقيل لا يجوز  
التسليم بالاجماع وهو الاصح لانه لا يملك  
الاخذ فلا يملك التسليم كالا جع ان بيعت  
باقل من قيمتها بمائة كثيرة فغن لا يحنف  
لا يعم تسليم الاب والوصى ولا رواية  
عن ابى يوسف والمراد بالوكيل هنا  
الوكيل بطلب الشفعة واما الوكيل  
بالشراء فتسليمه الشفعة صحيح بالاجماع  
ولكن اسكوته اعراض بالاجماع۔

۱۱۲۲، ثم للكيل بالشفعة انما يعم تسليمه اكان  
في مجلس القاضى عند ايجبنة وعند ابى يوسف  
يعم في مجلس القاضى وغيره وعند محمد بن زفر  
لا يعم تسليمه اصلا ولو اقر هذا الوكيل على  
موكله بانه سلم الشفعة جاز اقراره عليه  
عند هما اذا كان في مجلس القاضى اكان  
في غيره فلا يجوز الا انه يخرج من الخصومة

۲ وقال ابو يوسف يجوز مطلقا وقال زفر لا يجوز مطلقا وهي مسألة اقرار الوكيل بالخصومة وموضعها في كتاب الركالة والله اعلم بالصواب

کتاب الشفعه

کتب مذهب حنفی

هدایه و در مختار و شرح و فتاویہ

حصہ دوم

مؤلف و مترجم اونیبل سید محمود

بیاسش ایٹ لاجعل ظله ممد ودا

الی الابد باہتمام احقر العباد خواجہ

مصطفیٰ الدین رحمہ اللہ

الاحد فی یوم التثانی

شوال

۶

مطبع مصلح المطابع واقع در ہلہ مین طبع ہو



وہاں موج و نفوس صورتیں کر دے، ہر کار کا تہ ایک ہو  
اور نیز یہ فرمایا کہ ہر اپنے مقب کی وجہ سے مستحق ہو کسی نے  
عرض کیا اس کے مقب سے کیا مراد ہے آپ نے  
فرمایا اس کا شفعہ اور ایک روایت میں مقب کی جگہ  
شفعہ کا لفظ آیا ہے۔

ان کان غایباً اذا کان طریقہما واحداً  
ولقوله عليه السلام الجار احق  
بسقبه قيل يا رسول الله ما  
سقبه قال شفعتہ وروی الجار  
احق بشفعتہ۔

۳۴، امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جو ایک وجہ سے شفعہ کا  
انتقالی میں ہوتا اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا جو شفعہ غیر منقسم چیز میں ہر اور مرد و کچھ بچے اور  
راہوں کے طریق ہو جائے کہ بچہ شفعہ میں ہو دوسری  
دلیل یہ کہ شفعہ کا ثابت ہونا احاطہ قیاس سے باہر ہو  
سیلے کہ شفعہ میں دوسرے کے مال کا بغیر اس کی رضامندی کی  
مالک ہو جائے اور شارع نے صرف غیر منقسم جائیداد میں  
اس کا ثبوت بیان کیا ہے اور عار کو اس شک پر قیاس میں  
کر سکتے اس واسطے کہ شرکت کی صورت میں شفعہ ثابت ہوتے  
تفسیر کرنے کی وقت پیش آتی ہے اور ہر میں یہ وقت نہیں ہے  
حقیقہ کی ایک دلیل تو وہی حدیث ہے جو گذر چکی اور دوسری  
طیل یہ کہ ہر کی ملک کو شفعہ سے ایک لاری اور ابدری  
اقصال جو بعد از شک پر قیاس کر کے اس جار کو اس بات کا  
حق نہایت ہو لگے بعد ازاں دوسرے شخص دینا جو اس قدر مال دیکر  
بزرگ شفعہ کے اس طرح کو لیتا اس واسطے کہ اس قسم کا اتصال  
وقع ضرر جوار کے وجہ سے بن شفعہ کا سبب بڑا ہو اس واسطے کہ ضرر جوار  
ہر کم ضرر کا ہو اور ہر اس واسطے کہ ہر کم ضرر کا شفعہ کا اس ملک کا ملک بزرگ  
مالک بنائے میں اگر ہر ضرر کا ضرر ہو کہ شفعہ کا دیکھنے باپ دادا کی  
جگہ سے بگشتہ کرنے کا مراد اس سے بدرجہا زیادہ ہو اور تفسیر کرنے  
جو ضرر کا ہو تا جو وہ ضرر ایسا ہو کہ خود شارع نے اس کو

۳۴، وقال الشافعي رداً لاشفعة  
باجوار لقوله عليه السلام  
الشفعة فيما يفسد اذا وقعت  
الحدود وصرفت الطرق فلا شفعة  
ولان حق الشفعة معدول به  
ومن سنن القياس لما فيه من تلك  
المال على نفع من غيره رضا  
وقد ورد الشرع به فيما لم يقسم  
وهذا ليس في معناه لان مؤنة  
الفساد تنزمت في الاصل دون  
الضرر ولما ماروينا وان ملكه  
متصل بملك الدخيل اتصال  
ثابتاً وقرار فيثبت له حق الشفعة  
عند وجود المعاوضة بالمال  
اعتباراً بمراد الشرع وهذا لان  
الاتصال على هذا الصفة اتصا  
انتصب سبباً فيه لدفع ضرر  
الجوار اذ هو مادة المضار على  
ما عرفت وقطع هذا المادة  
بملك الاصيل اولى لان الضرر



مقرر کر دیا ہے اسلئے اس قابل نہیں ہے کہ اس سے بچنے کا حکم کر کے شفعہ کو مقرر ہو جائے یا باوے۔

۴۷، اس بات کی دلیل کہ بعض شفعہ کو بعض مقدم ہو بہ مشہد ہو کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا جو شریک علیہ سے اور علیہ شفعہ سے زیادہ حقدار ہو۔ اور شریک سے اس حدیث میں شریک فی المبیع اور علیہ سے شریک من حق المبیع شفعہ ہمارا ہو۔ دوسری دلیل یہ ہو کہ شرکت فی المبیع کے اندر سب سے زیادہ اتصال پایا جاتا ہو اس کے بعد شرکت فی حق المبیع کے اندر اتصال پایا جاتا ہو کہ وہاں ملک کے قریع میں شرکت ہو تی ہو اس قدر سبب قوی ہوتا ہو اس بقدر ترجیح ہو تی ہو اولیٰ کہ سبب ہو کہ مقرر نہیں اگرچہ شفعہ کی علت ہو نہ کی قابلیت میں رہتا کہ ترجیح کا سبب ہو سکتا ہو اور یہ مقرر شرکت کی صورت میں پایا جاتا ہو جو زمین نہیں پایا جاتا۔

۴۸، اگر ایک شخص صرف راستہ میں یا پانی کے حق میں شریک ہو تو شریک فی المبیع کی ہو تی ہو نہ اس کو شفعہ کا استحقاق ہو گا اس لئے کہ اس کو مقدم ہے۔

۴۹، اگر مکان کے شریک نے شفعہ چاہی یا راستہ کے شریک کو حق شفعہ ہے اگر اس سے بھی ترک کر دیا تو اس میں جہاد ماسک کو حق شفعہ ہو اور یہ وہ شخص ہے جس کا مکان فروخت شدہ مکان کی پشت پر ہے اور اس کا دروازہ دوسرے کو چہ زمین ہے۔

۵۰، بدست رہے مروی ہو کہ شریک فی المبیع کے

فی حقہ باز عاجہ عن خطۃ ابائہ اقویٰ و ضرر القسمۃ مشروع لا یصلح علۃ لتحقین ضرر غیرہ ۴۸، واما الترتیب فلقولہ علیہ السلام الشریک احق من الخلیط و الخلیط احق من الشفیع فالشریک فی نفس المبیع و الخلیط فی حقوق المبیع و الشفیع ہو الجار و لان الاتصال بالشركة فی المبیع اقویٰ لانہ فی کل جزء و بعد الاتصال فی الحقوق لانہ شرکتہ فی مرافق المثلث و الترحیم یحقق بقوة السبب و لان ضرر القسمۃ ان لم یصلح علۃ صلح مرجحاً۔

۴۹، قال و لیس للشریک فی الطریق و الشرب و الجار شفعة مع الخلیط فی الرقبة لما ذکرنا انہ مقدم۔

۵۰، قال فان سلم فالشفعة للشریک فی الطریق فان سلم اخذھا الجار لما بینا من الترتیب والمراد بھذا الجار الملاصق و هو الذی علی ظھر الدار المشفوعة و بابہ فی سکتہ اخرى۔

۵۱، وعن ابی یوسف ان مموجود

ہوتے ہوئے کسی دوسرے کا شفیع نہیں  
ہوتا خواہ وہ بیانے اس واسطے کہ اس کے ہوتے ہوئے  
اور لوگوں کا حق نہیں ہوتا۔

۸۰، اس بات کی دلیل کہ بعض کے ترک کرنے سے بعض کے  
حق ثابت ہو جاتا جو یہ ہے کہ شفیع کا سبب اپنے افعال

سب کے اندھا یا ناجائز شرک فی المبیع کو اردن میں مقیم  
لہذا اگر اپنے حق ترک کر دے گا تو اس کے بعد دیگر شرک میں ثابت ہو گا  
جب تک حالت موت کو نہ پہنچے ترک کر کے بین ممان میں نہ ہو جائے

۹۰، شرک فی المبیع کی ایک صورت یہ کہ کمال بیع میں شرک نہ  
مگر بیع میں شرک ایک ہو مثلاً ایک شخص  
کی قرابت میں پندہ نہیں اور ان میں سے صرف ایک کو بیع میں  
شخص شرک پر یا صرف ایک دیر اگر شرک پر یہ شرک  
اوس کو اس کے بار پر اور شرک فی حولی کے بار پر ابو یوسف رحمہ  
رحمہ روایت کے موافقی مقدم پر اس واسطے کہ اس شرک کا افسار  
قوی ہو اور وہ حولی ایک مکان کے حکم میں ہے۔

۱۰۰، اگر خود بیع کے اندر شرکت نہیں ہے تو طریق فاسد  
شراب فاسد میں شرک ہونے کی وجہ سے شفیع ثابت ہوتا جو اور  
اگر وہ دونوں عام ہوں تو ثابت نہیں ہوتا اور طریق فاسد  
وہ راستہ مراد جو نہ مستحب اور شراب فاسد سے اس قدر  
نہر اور جو میں کشتی پر چل سکے اور اگر کشتی چل سکتی ہے تو وہ  
شراب عام پر مگر امام ابو حنیفہ رحمہ رحمہ کے نزدیک ہے۔

ابو یوسف رحمہ سے مروی ہے کہ شراب فاسد سے اتنی بڑی نہر اور  
جو جس سے صرف دو تین کمیت کی آبپاشی میں نہایت دور  
اگر اس سے بڑی ہے تو وہ شراب عام میں داخل ہے

الشريک فی الرقبة لا شفعة لغيره  
سلوا واستوفوا لانهم معجبون  
به۔

۸۱، ووجه الظاهر ان السبب  
قد تقرر في حق الكل الا ان للشريك  
التقدم فاذا اسلم مكان لمن يملكه  
جئزة دين الصلة مع دين  
المرض۔

۹۰، والشريک فی المبیع قد يكون  
في بعض منها كما في منزل معين  
من الدار او حدار معين منها وهو  
مقدم على الجار فی المنزل وكذا  
على الجار فی بقية الدار فی اصحاب الوثاقين  
عن ابی یوسف رحمه لان انفصاله  
اقوى والبقعة واحدة۔

۱۰۰، ثم لا بد ان يكون الطريق او  
الشرب خاصاً حتى تستحق الشفعة  
بالشركة فيه فالطريق الخاص ان لا  
يكون نافذاً او الشرب الخاص  
ان يكون نهراً لا تجرى فيه السفن  
وما تجرى فيه فهو عام وهذا  
عند ابی حنيفة ومحمد سارة وعن  
ابی یوسف سارة ان الخاص ان يكون  
نهراً ليسقي منه قراخان او ثلثة

(۱۱) فان كانت سكة غير اخذ  
ينشعب منها سكة غير اخذ  
وهي مستطيلة في بيت داسر في  
السفلى فلا اهلها الشفعة خاصة  
دون اهل العليا وان بيعت  
في العليا فلا اهل السكتين والعن  
ما ذكرنا في كتاب ادب  
القاضي.

(۱۲) ولو كان نهر صغير ياخذ  
منه نهر اصغر منه فهو على قياس  
الطريق فيما بينا.

(۱۳) قال ولا يكون الرجل  
بالجذب وع على الحائط شفيع شركة  
ولكنه شفيع جوار لان العلة هي  
الشركة في العمار ووضعه الجذام  
لا يبيد شريك في الدار الا اله جاز  
ملا لائق.

(۱۴) قال والشريك في الخشبة  
فكذلك على حائط الدار جاز  
لا يبيد شريك.

(۱۵) قال راد محقق الشعاع  
قال في الشفعة لا يبيد على يد غيره وهم  
ولا يبيد من يبيد الا ما لا.

(۱۶) وقال الشافعي راء هي على  
مقادير الانصبا لان الشفعة من

(۱۱) اگر ایک کوچہ سرستے سے دوسرا ایک دراز سرستے  
کو چھ نکلا ہو اور پہلے کوچہ میں ایک مکان فروخت ہوا  
تو صرف اسی کوچہ والوں کو حق شفعہ ہو گا پہلے کوچہ والوں کو  
نہو گا اور اگر دوسرے کوچہ میں فروخت ہوا تو دونوں  
کو حصہ والوں کو شفعہ ہو گا اس واسطے کہ پہلے کوچہ  
والوں کو دوسرے کوچہ میں آمد و رفت کرنے کا حق ہے  
اور دوسرے کوچہ والوں کو پہلے کوچہ میں آمد و رفت کرنے کا  
حق نہیں ہے۔

(۱۲) اگر ایک چوٹی منہ سے دوسری چوٹی میں نکلی ہو اور وہ چوٹی  
منہ پر ایک زمین فروخت ہو تو پہلی زمین والوں کو حق شفعہ ہو گا اور  
پہلی پر فروخت ہو تو دوسرے والوں کو نہو گا۔

(۱۳) اگر ایک شخص کی کوئی ان کسی کے مکان کی دیوار پر رکھی ہو  
ہیں تو شخص شریک نہ بن کر کیا جائیگا بلکہ اگر کسی کو جس سے اس کو  
استحقاق شفعہ ہو گا اس واسطے کہ شفعہ مکان اس شرکت کا  
اعتبار ہو جو عقار کے اندر ہو اور کوئی ان کہنے سے شخص اقل  
مکان میں شریک نہیں ہو جاتا البتہ وہ حیار ملازق  
ہے۔

(۱۴) اگر ایک مکان کی دیوار پر کوئی ان رکھی ہو تو اگر ایک  
تصاحب کو کوئی ان میں شریک ہو تو یہ شخص بلا سبب جائیگا کیونکہ  
عقار میں وہ شریک نہیں ہے۔

(۱۵) اگر ایک زمین میں جو لوگ مختلف حصوں کو شریک ہیں  
ایک نے اپنا حصہ فروخت کیا تو باقی سب شریکوں کو برابر برابر شفعہ  
ہو گا اور حصوں کی کمی بیشی کا لحاظ نہ کیا جائیگا۔

(۱۶) امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شریک کا حصہ  
حصہ ہوتا ہے کثرت شرکاء کی صورت میں اور مسعودی اور سکوت



کل کو یہ دفعہ کے مدین کے حکماء اور کوشف و یا باہا لکھا اسکا سرچ  
قاضی چیلے کل کا حکم دیا تا کہ مکرم دینے کے لیے دفعہ میں پیش کرے گا  
شفعہ طلب ہوگا اور اگر قاضی نے نہ کر دیا تو دوسرے کل کو یہ حکم  
(۲۰) دفعہ کے بعد دفعہ ثابت ہو تا ہی کہ دفعہ ثبوت شفعہ کا سبب  
بہین ہے اس واسطے کہ دفعہ کا سبب احوال ملکیت ہی اور دفعہ کے بعد  
ثبوت شفعہ کی ہے وہی دفعہ اصل میں اس وقت ثابت ہو تا ہے  
کہ بائع کو اس شیخ کی خواہش نہ ماتی رہے اور دفعہ سے بیات  
ظاہر ہو ماتی ہو کہ اب اس کو دفعہ کی طرف توجہ اور اس کی خواہش نہ ماتی  
ہیں لہذا اگر صرف بائع کی جانب سے دفعہ کا ثبوت ہو جائے تو دفعہ  
کے لیے کافی ہو جائے تاہم اگر بائع دفعہ کا اقرار کرے تو دفعہ شفعہ  
ثابت ہو جاتا ہے اگر یہ مشتری اس دفعہ سے منکر  
ہو۔

القادم الا النصف لان قضاء القاضی  
بالکل للعاشر قطع حق الغائب عن  
النصف بخلاف ما قبل القضاء  
(۲۰) قال والشفعة تجب بعد  
البيع ومعناه بعده لانہ هو السبب  
لان سببها الاتصال علی ما بینہما و  
الوجه فیہ ان الشفعۃ انما تجب  
اذا سرق البائع عن ملک الدار  
والبیع یعرفہا و لہذا ینتفی بقبول  
البیع فی حقہ حق یاخذہا الشفعۃ  
اذا اقرب البائع للبیع وان کان المشتري  
یکذبه۔

۲۱) دفعہ کے لیے طلب کا ثبوت ضروری ہے اور اطلب اشد سے  
اد کو اسکا حکم ہو جائے گا اور اطلب مواثبت نہ کرے لے دفعہ کے  
طلب نہ کرے تو دفعہ باطل ہو جائے گا اور اس کے دفعہ ایک حق ضعیف  
اعراض کی وجہ سے باطل ہو جاتا ہے اور اطلب کرنا اعلیٰ سے  
گواہ کرنا ضروری ہے اگر معلوم ہو جائے کہ دفعہ کو دفعہ کی طرف  
اعراض نہیں ہو بلکہ اس کے طرف رجعت ہی دوسرے یہ کہ دفعہ کے  
قاضی کے بعد دفعہ طلب کے لئے کو ثابت کرنا ہو تاہم اگر دفعہ کو دفعہ کے حکم  
۲۲) دفعہ مکان کا ایک اس وقت نہ ہو تا ہی قاضی اس کے لیے  
شفعہ کا حکم دے یا خود بلع وہ مکان دفعہ کو دے اس واسطے کہ  
مشتری کو پوری طور پر ملکیت حاصل ہو چکی ہو لہذا جبکہ قاضی  
حکم نہ دے یا اپنی رضا مندی سے دفعہ انتقال ملکیت نہ کرے اس وقت تک  
مقتل ہوگی جس طرح کوئی شخص یہ کہ وہ اپس کرنا ہے تو غیر رضا مندی  
بہی یا حکم قاضی کے واپس نہیں کر سکتا اسکا نتیجہ یہ کہ اگر قاضی

(۲۱) قال وتستقر بالامتناد  
ولا بد من طلب المواثبة لانه حق  
ضعیف یبطل بالاعراض فلا بد  
من الامتناد والطلب ليعلم بذلك  
سرغبته فیہ دون اعراضه عنه  
ولانه یمتاز الی اثبات طلب عند  
القاضی ولا یمکنه الا بالامتناد  
(۲۲) قال و یمکنه بالاحذ اذا سلمها  
المشتري او حکم بها المحاکم لان  
الملک للمشتري قد تم فلا ینتقل  
الی الشفعۃ الا بالتراضی او قضاء القاضی  
کما فی الرجوع فی لہبہ وتظهر فائدة  
هذا فیما اذا مات الشفعۃ بعد

ہو کر کہ نہیں دیا اور خود علی علیہ السلام نے مشتری کو وہ مکان دیا تھا  
اور شیخ طلب حاجت اور طلب اشراف اور کچھ تھا کہ اس جو زمین  
وہ مر گیا جس مکان پر جو زمین سے شفعت کا دعویٰ کرتا تھا وہ مکان لوٹنے  
پر نہ دیا اس مکان سے شفعت کر کے زمین اس جو زمین کے لئے دیا تھا  
ہو اور اہل سرزمین اس کے لئے زمین کو وہ مکان دیا تھا اور دوسری سرزمین  
وہ مکان سے باطل ہو گیا اور دوسری سرزمین اس کے لئے زمین کے لئے  
نہایت نہ کر کے اس کے لئے زمین کے لئے زمین کے لئے زمین کے لئے

۲۳۸، ثم قوله يجب بعقد البيع  
بيان انه لا يجب الا عند معاوضة  
المال بالمال على ما بينت ان شاء  
الله تعالى والله سبحانه اعلم  
بالصواب۔

الطلبين او باع داسر لا يستحق  
بها الشفعة او بيعت دار يجب الدار  
الشفوعة قبل حكم الحاكم او تسليم  
الخاصة لا تورث عنه في الصورة  
الاولى وتبطل شفعت في الثانية  
ولا يستحقها في الثالثة لانعدام  
الملك له۔

۲۳۹، قال واذا علم الشفيع بالبيع  
اشهدني مجلسه ذلك على المطالبة  
اعلم ان الطلب على ثلثة اوجه  
طلب الموائمة وهو ان يطلبها كما  
علم حتى لو بلغ الشفيع البيع ولم  
يطلب شفعت تبطلت الشفعة  
لما ذكرنا ولقوله عليه السلام الشفعة  
لمن واثبها۔

## باب طلب الشفعة والخصومة فيها

## باب طلب شفعت اور اس میں پارہ جوئی کرنے کا بیان

۲۴۰، طلب کانین تسین میں جنین سے ایک طلب ہو جاتا  
ہو اس سے یہ مراد کہ جو وقت شفعت کو معلوم ہو کہ فلاں مکان پر دفعت  
ہو گیا اور وقت اس کو شفعت طلب کرنا اور طلب کر کے کہ کرنا چاہیے  
اگر اس سے بیع کا مال معلوم ہوئے کے بعد شفعت کرنے طلب کیا تو شفعت  
باطل ہو جائے گا اس واسطے کہ وہ ایک حق ضعیف ہو اور دوسرے  
یہ کہ اگر حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے شفعت  
اور اس کے لئے ہے جو فرما دوسرے کے طلب  
کرنے۔

۲۵۱، اگر نیز یہ ایک خط کے شفعت کرنے کا مال معلوم ہو  
اور خط کے در بیان میں نہ ہو اور کے شروع میں بیع کا ذکر تھا

۲۵۱، ولو اخبر بكتاب والشفعة  
في اوله او في وسطه فقرأ الكتاب

الى اخرها بطلت شفعتها وعلى هذا  
عامة المشائخ زلا وهو سر اية عين  
محدو عنه ان له مجلس العلوة  
الروايتان في النوادر وبالثانية  
اخذ الكرخي لانه لما ثبت له خيار  
التملك لا بد له من زمان التأمل  
كما في المحرقة.

٢٢١) ووقال بعد ما بلغه البيع  
الحمد لله اولاحول ولا قوة الا بالله  
او قال سبحان الله لا يبطل شفقتي لان  
الاول حمد على الخلاص من جوراء  
والثاني تعجب منه قصد اضرار الاو الثالث  
لافتتاح كلامه فلا يدل شيء منه  
على الاعراض -

۲۷، وكذا اذا قال من ابتاع عسلاً  
وبكم بيعت لان يرغب فيها ثمن  
دون ثمن ويرغب عن مجاورة  
بعض دون بعض -

٢٨١، والمراد بقوله في الكتاب  
اشهد في مجلسه ذلك على مطالبة  
طلب المواثبة والا يشهد فيه ليس  
بلازم انما هو لنفي الاجماع والتقييد  
بالمجلس اشارة الى ما اختلص  
الكرخي ر-

(۲۹)، ويعلم الطالب بكل لفظ يفهم

گروه خاک را از یک رنگ بنگاردا و از خفته طلبند که با آن خفته ملاطفت  
دارد شایخ و کاندازد بی بی و او را نام محمد رحه می آید از  
مین به آید و گروه دوسری روایت نمین به جو که اخیر مریه که شایخ  
ملا خفته کا اختیار تاج و تاج و سواد و زمین زمین و کوه این آخر  
دوسری روایت بر آن که با سکه که در کوه و کوه و کوه و کوه  
ماصل و کوه و کوه که این مصلت و کوه و کوه که کوه و کوه  
ملاطت کا اختیار تاج و تاج و سواد و زمین زمین و کوه این آخر  
دوسری روایت بر آن که با سکه که در کوه و کوه و کوه و کوه  
ماصل و کوه و کوه که این مصلت و کوه و کوه که کوه و کوه

[illegible]

۴۷۶) اگر خضغ نے بیج کا مال سیکر خریدنے والے سے کہا  
کس نے خریدی ہو یا کتنے کو فروخت ہوا ہے تو اس کا خضغ مال  
نہو گا اس سے اس کے کہشون سے خریدنا مقصود نہ ہو اور ایک  
نوع مقصود نہیں ہوتا اس طرح کہ ایک جملہ سے غرضت ہوتی ہو اور ایک سے نہ ہو  
۴۸۱) مقدسین جو میان کیا ہو کہ کسی علیہ میں خضغ کو طلب پر  
گواہ کرنا چاہیے اس سے طلب مواثبات مقصود ہو مگر اس میں  
گواہ کرنا ضروری نہیں ہوتا بلکہ اس میں سے مناسب ہونا چاہیے کہ اگر  
مطلوبہ علیہ کے طلب کرنے سے نہ ہو تو خضغ قاضی کے درمیان ہو جائے  
مطلب کو ثابت کر سکے۔ اور ملبسہ کی قید کہ نہیں لڑی کے  
قل خلد کی طرف اشارہ ہے۔

۲۹) جس نقطہ سے شفعہ کا طلب کرنا سمجھا جائے اوس سے

طلب کرنا صحیح ہو جاتا ہے مثلاً یہ کہ زمین نے شجرہ کو طلب کیا یا طلب کرتا ہوں یا اللہ کا طالب ہوں اسوائے کی حقیقت میں سے کا اعتبار ہے۔

۳۰۰، ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک شفع کو طلب مواثبت کرنا اس وقت ضروری ہوتا ہے کہ وہ مرد یا ایک مرد اور دو عورتین یا ایک بچہ یا مرد و بچہ کا مال بیان کرے اور صاحبین کے نزدیک صرف ایک آدمی کے خبر دینے سے طلب مواثبت

کرنا ضروری ہو جاتا ہے خواہ وہ مرد ہو یا غلام یا لڑکا ہو یا بالغ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ شفع کے گمان میں ہو بچہ کی کتاب

اور اصل یہ اختلاف وکیل کے معزول کرنے میں ہوا اور اس کا بیان مرد و لڑکا اور غلام کے ہم بیان کر کے عین اور اگر کوئی شخص ایک عورت سے بیان کرے کہ میرے غلام نے مجھ کو مطلق کا

انتہار دیا ہے تو امام صاحب کے نزدیک بجز عین مرد یا عورت شفع سے اسے لکھا تو عین کسی حکم کا لازم نہ رہتا عین شفع سے

بیان کرے کہ میں نے فلان مکان خریدیا ہے تو بالاتفاق شفع کو طلب شفع کرنا لازم ہو جائیگا خواہ یہ کسی یا کسی شخص سے واسطے کہ وہ

مدعی علیہ ہو اور مدعی علیہ میں عدالت کی ضرورت نہیں ہے۔

۳۰۱، طلب حاجت کے بعد دوسری طلب اشہاد اور اسکو طلب تقریر بھی کچھ عین اس طلب کی ضرورت اس واسطے ہوتی ہے

کہ شفع قاضی کے درمیان طلب کو ثابت کر کے اس واسطے کہ طلب مواثبت ہو تاکہ علم ہی کے ساتھ قضا ہو اگر قاضی ہو اور اگر ایسا

ہو تاہم کہ اس وقت شفع کسی کو گواہ نہیں کر سکتا لہذا اس طلب کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ طلب مواثبت کے

بعد اس جلسہ سے اہل شفع شری کے پاس خواہ اس کو اس کے پاس خواہ بائع کے پاس یا اگر اہل شفع کے بیچ ہنوز اس کے قریب ہو

منہ طلب الشفعة كما لو قال طلبت الشفعة أو اطلبها أو انا طال بها لان الاعتبار للمعنى۔

۳۰۱، واذا بلغ الشفع بيع الدار لم يجب عليه الاشهاد حتى يجبراً سر جلان اور سر جل و امرأتان او واحد عدل عند أبي حنيفة

وقال لا يجب عليه ان يشهد اذا اخبره واحد حراً كان او عبداً صبياً كان

او امرأة اذا كان الخبر حقا واصل الاختلاف في عزل الوكيل وقد

ذكرنا بعد لا مثله واخواته فيما تقدم وهذا الخلاف المخبر اذا اخبر

عند لانه ليس فيه الزام حكم وبخلاف ما اذا اخبره المشتري لانه

خصم فيه والعدالة غير معتبرة في المختصوم۔

۳۰۱، والثاني طلب التقرير والاشهاد لانه محتاج اليه لاثباته عند القاضی

على ما ذكرنا ولا يمكنه الاشهاد ظاهراً على طلب المواثبة لانه

على فور العلم بالشراء فيحتاج بعد ذلك الى طلب الاشهاد و

التقرير وبيان ما قال في الكتاب ثم يهض من بعض من المجلس يشهد



على البائع ان كان المبيع في يده  
معناه لم يسلم الى المشتري وعلى  
المبتاع او عند العقار فاذا فعل  
ذلك استقرت شفعته وهذا  
لان كل واحد منهما خصمه  
لان الاول المبدى وللثاني  
المملك

وكن البيع الا شاهد عند  
المبيع لان الحق متعلق به فان  
سلم البائع لم يعم الا شاهد  
عليه فخروجه من ان يكون خصما  
اذ لا يد له ولا ملك فصار كالاجنبى  
وصورة هذا الطلب ان يقول  
ان فلانا اشترى هذا الدار  
وانا شفيعها وقد كنت طلبت  
الشفعة واطلبها الان فاشهدوا  
على ذلك

وعن ابى يوسف انه يشترط  
تسمية المبيع وتحديد الدار  
المطالبة لانهم الا في معلوم  
۳۳۰ الثالث طلب الخصومة والتملك  
وسند كركيفيته من بعد ان شاء  
الله تعالى

قال ولا تسقط الشفعة  
بتأخير هذا الطلب عند ابى حنيفة

لو تركوا بطلب بگو اکر سے اس طلب سے دفعہ کو استحکام ملا  
جو اور ان جینوں میں سے کسی کے پاس جائے کی اس واسطے  
مزدور ہو کہ بائع اور مشتری کو اگر یا شفیع کے مدعی علیہ بن  
اس واسطے کہ قبضہ بائع کا ہے اور ملک مشتری کی جو اور بیع کے  
پاس جا کر اس واسطے گواہ کر سکتا ہے کہ حق اسی کے ساتھ  
متعلق ہوا ہے۔ اور اگر بائع نے بیع کو مشتری کے قبضہ میں  
دیہا جو بائع کے پاس گواہ کرنا بیع نوگ اس واسطے کہ بائع جو  
کچھ واسطہ نہیں رہا بلکہ وہ ایک اجنبی شخص ہو گیا کیونکہ اب  
اوس کا نہ قبضہ ہے اور نہ اوس کی ملکیت ہے اور طلب اشتداد اس طرح  
کرنا چاہیے کہ ظان شخص نے یہ مکان خریدا جو اور میں یہ بیع  
شفیع ہوں اور طلب شفیعہ کر چکا ہوں اور اب بھی  
طلب کرتا ہوں تم لوگ میرے لیے اس بات  
کے گواہ رہو۔ اور ابو یوسف رحمہ سے مروی ہے کہ اوس  
بیع کا نام و نشان اور اس کے حدود کا بیان  
کرنا بھی ضروری ہے اس واسطے کہ محمول چہین  
دعوے نہیں ہو سکتا۔

♦ ♦ ♦ ♦ ♦  
♦ ♦ ♦ ♦ ♦  
♦ ♦ ♦ ♦ ♦  
♦ ♦ ♦ ♦ ♦

۳۴۰ طلب کی عیسوی قسم کا نام طلب ملک ہے اور اس کا  
طریقہ الشارعا عند تعالیٰ ہم عن قرب بیان کر چکے مگر اس کے  
احکام بیان کیے جاتے ہیں اگر طلب ملک میں تاخیر  
ہو جائے تو امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک شفیعہ باطل نہیں ہوتا  
اور ابو یوسف رحمہ سے بھی ایک روایت یہی ہے اور محمد رحمہ فرماتے ہیں

وہو ر وایۃ عن ابی یوسفؒ وقال محمدؒ  
ان ترکھا شہرا بعد الا شہاد بطلت وهو  
قول من فرسہ ممانہ اذا ترکھا  
من غیر عذر۔

کہ طلب اشہاد کے بعد اگر ایک مہینہ تک طلب تک نہ کرے  
تو شفعہ باطل ہو جاتا ہے اور زفر مر کا قول ہی یہی ہے  
مگر اوس سے وہ صورت مراد ہے کہ بلا عذر  
تاخیر کرے۔

۳۳۳، وعن ابی یوسفؒ انه اذا ترک  
المخاصمة فی مجلس من مجالس القاضی  
تبطل شفعتہ لانہ اذا مضی مجلس من  
مجالسہ ولم یخصم فیہ اختیاراً دل  
ذلک علی اعراضہ وتسلیمہ۔

۳۳۴، وجہ قول محمدؒ انہ لو لم یسقط  
بتاخیر المضمومة منہ ایداً یتضرر بہ  
المشتري لانہ لا یکنہ التصرف حدثاً  
نقضہ من جهة الشفیع فقد سناہ

۳۳۵، ام محمدؒ کہ اگر طلب تک بن تاخیر کرے  
کبھی اوس کا شفعہ باطل ہو تو اس میں مشتری کا نیت ضروری  
اس واسطے کہ شفعہ کے خوف سے وہ اس مکان میں کہ بقرن  
نہیں کر سکتا لہذا ایک مہینہ اس کی حلت کے لیے مقرر کیا گیا  
کہ ایک مہینہ تک مدت کو تاخیر کے ساتھ تعبیر کر سکتے ہیں اور اگر مہینہ  
سے کم کی مدت حلت شمار کی جاتی ہے۔ اور ابو حنیفہؒ کے قول  
کا جو کہ ظاہر ہے سب اور مفتی بر قول پر یہ دلیل ہے کہ جب شفعہ  
ثابت اور حکم ہو گیا تو شفعہ جب تک اوس کو اپنی زبان سے  
نہ سنا تھا کہ اس وقت تک ساتھ ساتھ گامیسا کہ تمام حقوق کا مال  
ہو اور امام محمدؒ نے جو تاخیر کے اندر مرنویان کیا ہے اوس کا جو بھی  
کہ یہ ضرور اس وقت بھی پیش آتا ہے کہ شفعہ یہاں موجود نہ اور  
مشتري کے اعتبار سے حضور ضرور دین ہلے ہیں۔ اور اگر شفعہ کو  
مطلوبہ کا اس شخص میں ایسا قاضی نہیں ہے جو شفعہ بالجور کو توبہ  
کیے اس واسطے کہ اسے طلب تک بن تاخیر کی تو بالاقافان اوس کا شفعہ  
باطل ہو گا اس واسطے کہ طلب تک باغیر قاضی کے نہیں ہو سکتا  
لہذا وہ معذور ہے۔

۳۳۶، وجہ قول محمدؒ انہ لو لم یسقط  
بتاخیر المضمومة منہ ایداً یتضرر بہ  
المشتري لانہ لا یکنہ التصرف حدثاً  
نقضہ من جهة الشفیع فقد سناہ  
لشہر لانہ اجل ومادونہ صاحب  
علی ما مر فی الا بیان ووجہ قول  
ابی حنیفہؒ وهو ظاهر المذہب وعلیہ  
الفتوی ان الحق متى ثبت واستقر  
لا یسقط الا باسقاطہ وهو التصريح  
بلسانہ کما فی سائر الحقوق وما ذکر  
من الضرر لیشکل بآذا کان غائباً  
ولا فرق فی حق المشتري بین الضرر  
والسفر ولو علم انہ لم یکن فی البلد  
قاض لا تبطل شفعتہ بالتاخیر بالاقافان  
لانہ لا یتمکن من المضمومة الا عند  
القاضی مکان عذر۔

۳۵۰ قال واذا تقدم الشفع الى القاضي فادعى الشراء وطلب الشفعه سأل القاضي المدعى عليه فان اعترف بملكه الذي يشفع به والا كلفه يا قامة البينة لان السيد ظاهر محتمل فلا تكفي لاثبات الاستقنان -

۳۵۱، قال مرض يسأل القاضي بطلب قبل ان يقبل على المدعى عليه عن موضع الد امر واحد ودها لانه ادعى حقا فيها فصار كما اذا ادعى رقبتهما واذا بين ذلك يسأله عن سبب شفعته اختلاف اسبابها فان قال اذا شفعها بدار لي تلامتها لان تم دعوا على ما قاله المخصات رة وذكر في الفتاوى تحديد هذه الدار التي يشفع بها ايضا وقد بينا في الكتاب الموسوم بالقبض والمزبد -

۳۵۲، قال فان عجز عن البينة فاستغنى للمدعى بالله ما يعلم انه مالك للذي ذكره مما يشفع به معناه بطلب الشفع لانه ادعى عليه معنى لواقربه لزومه ثم هو استغنى عن ما في يد غيره فيثبت على الادعاء فكل امرئ ان يثبت في نفسه ما لم يكن له ادلة في نفسه

۳۵۰، چوتھی قاضی شفع کے درجہ و ماہر ہو کر اس بات کا حکم کرے کہ مشتری نے یہ مکان خریدایا اور شفعہ طلب کرے تو قاضی کو مدعی علیہ سے دریافت کرنا چاہیے کہ جس مکان کے ذریعہ سے شفعہ خفہ کا دعوی کرتا ہے وہ مکان شفعہ کی ملک میں نہیں اگر اگر کوئی تو ضرور شفعہ سے گواہوں کا مطالبہ کرے اس واسطے کہ ظاہری قبضہ میں جو حکم ملکیت کا احتمال ہو لہذا دوسرے پر حق ثابت کرنے کے لئے ناکافی ہو۔

۳۵۱، مصنف رحمہ نے بیان کیا ہے کہ قاضی کو مدعی علیہ کی طرف مخاطب ہونے سے قبل شفعہ سے یہ بات دریافت کرنا چاہیے کہ وہ مکان کس محل میں ہے اور اسکے حدود اور کنجیاں ایسے کہ جب وہ اس مکان میں اپنے حق کا دعوی کرتا ہو تو گواہوں اور اس مکان کا دعوی کرتا ہو درجہ شفعہ یہ بیان کر دے تو دریافت کرنا چاہیے کہ قس و جہ سے شفعہ کا دعوی کرتا ہو اس واسطے کہ شفعہ کے اسباب مختلف ہوتے ہیں اگر اسکے جواب میں شفعہ کے نام نہیں پڑے یا پھر ایک مکان کچھ اس کل سے ملتا ہو تو شفعہ کی ایک کھڑی تمام ہوگی یا پھر خفا جسے بیان کیا ہو و قاضی میں بیان کیا ہو اس کل کے مدعی بیان کرنے چاہیں جس کے ذریعہ سے شفعہ کا دعوی کرتا ہو تو ہم نے اپنی کتاب التبعین والمزبد میں اس کا بیان کر دیا ہے۔

۳۵۲، اگر شفعہ سے گواہوں کا مطالبہ کیا گیا اور وہ گواہ نہ لاسکا اور اس نے مشتری سے حلف لینا یا پھر مشتری سے حلف لینا کرنا کہ خدا کی قسم جس مکان کے ذریعہ سے یہ شفعہ خفہ کا دعوی کرتا ہے مجھ کو معلوم نہیں یہ کہ وہ کسی ملک میں اس واسطے کہ شفعہ نے اس کے ادب ایک ایسا امر کا دعوی کیا ہے کہ اگر وہ بیکر کرے تو اس کا کچھ لازم ہو جائے کہ جب دوسرے کے قبل یہ حلف لیا ہوا ہے اس واسطے اس سے اس کے حکم پر حلف لیا جائے اگر اس میں نہیں مشتری نے

لیشفع بها وثبت الجوار بعد ذلك  
سأله القاضي يعني المدعى عليه  
هل ابتاع ام لا فان انكر الابتاع  
ميل للشفيع اقم البينة لان الشفعة  
لا تجب الا بعد ثبوت البيع وثبوته  
بالحجة.

۳۸۱، قال فان عجز عنها استقلت  
المشترى بالله ما ابتاع او ما لله  
ما استق على في هذه الدار  
شفعة من الوجه الذي ذكره  
فهذا على الحاصل والاول على  
السبب وقد استوفينا الكلام فيه في  
الدعوى وذكرنا الاختلاف بتوفيق  
الله وانما يختلف على البتات لانه  
استحالات على فعل نفسه وعلى ما في  
يد اصابه وفي مثله يحلف على  
البتات.

۳۹، قال وتجوز المناصرة  
في الشفعة وان لم يحضر الشفيع الثمن  
الى مجلس القاضي فاذا قضى القاضي  
بالشفعة لزمه احضار الثمن وهذا  
ظاهر رواية الاصل.

۴۰، وعن محمد انه لا يقضى حتى  
يحضر الشفيع الثمن وهو رواية  
الحسن عن ابي حنيفة قس لا لانه لا ينفذ

ممن عنه انكارها يا شفيع لے گواہی کر دے تو میں کس کو دفع  
دفعہ کا دعویٰ کرتا ہوں اس مکان میں بکریت ثابت ہو گئی اور جو اپنی  
ثابت ہو گیا سو ذراں قاضی کو علیٰ سبب سے صاف کرنا چاہیے کہ نہ  
وہ مکان خریداری یا نہیں اگر لائے کہ میں نے نہیں خریدی یا تو شفیع سے کہا گیا  
کہ بات یہ گواہ ہیں کہ کمری سے اس مکان کو خریدنا پسند ہے  
بیشوہ بیع کتاب بتاؤ اور اس کا ثبوت گواہوں سے ہوتا ہے۔

۳۸۱، اگر قاضی نے شفیع سے اس بات کے گواہ مانگے کہ نہ شریعت  
اس مکان کو خریداری اور نہ گواہوں کا شواہد اس کو شریعت سے معلق  
لینا چاہیے کہ خدا کی قسم میں نے نہیں خریدایا یا کہ نہ خدا کی قسم  
جس سبب سے یہ شفیع کا دعویٰ کرتا ہوں اس سے یہ شفیع کا  
سقوط نہیں ہو کہ نہ معلق تہجد اور حاصل کے اوپر جو اور بلا معلق  
سبب کے اوپر جو اور توفیق الہی کتاب الدعویٰ میں ہم نے پورے  
طرح پر اسکا بیان کر دیا جو اور یہاں مشتری سے معلق قطعی واسطے  
لیا جاتا ہے کہ خود اس کے صل پر اور اس چیز پر معلق  
ہے جو بالذات اس کے قبضہ میں ہے اور ایسے  
وقت میں قطعی معلق لیا جاتا ہے۔

۳۹، اگر شفیع نے قاضی کے دربار میں لاکر حاضر کیا ہو  
ماہم قاضی کے دربار میں شفیع کے چارہم کی کرکٹا ہو کہ جب  
قاضی اس کے لیے شفیع کا حکم دیے تو میں کا حاضر  
کرنا منہ دے رہی ہے اور یہ مسوول کی تکا ہر  
روایت ہے۔

۴۰، محمد رحمہ اللہ سے مدعی ہے جبکہ کہ شفیع قاضی کے دربار  
میں لاکر حاضر کر دے اور اس وقت تک قاضی کو شفیع کا حکم  
دیے اور چہاں اس رحمہ اللہ سے ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بھی ایسی روایت

عسا لا يكون مفلساً فيوقف القضاء  
على حضار له حق لا يتوى مال  
المشتري وجه الظاهر ان لا تن له  
عليه قبل القضاء ولهذا لا يشترط  
نسيأه فكذا لا يشترط احضار له  
١١١) فادفعى الى الدال المشتري ان يحبسها

کیا جو اس واسطے کہ ممکن ہو شفعہ ایک مفلس شخص ہو لہذا شفعہ کے  
حکم دینے میں شرف کے حاضر کرنے تک تاجر کچھ ایسی نگاہ شری کا  
مال نہ تلف نہ ہو جائے اور ظاہر روایت کی دلیل یہ کہ برابر انکم  
قاضی شفعہ کے اور پڑن صاحب زمین ہو تا و لہذا یہ بات لازم نہیں کہ  
قبول نہ کرے کہ شفعہ شری کو نہ لے گا کہ اس واسطے کہ اس کا جی نہیں چاہتا  
١١١) اگر قاضی نے شفعہ کے لیے شفعہ کا حکم دیا تو اس کو اس بات کا

حق یستقری الثمن ویفقد القضاء عند  
محمد البضا لان فصل مجتہد فيه ووج  
عليه الثمن فيحبس فيه فلو اخر اء  
الغن بعد ما قال له ا دفع الغن اليه  
لا تبطل شفعته لانها تاكدت بالمحبوس  
عند القاضي.

اشفاق ہو کہ جبکہ شفعہ سے ثمن کو وصول نہ کرے اور صفحہ تک  
سکان اس کو نہ دے اس واسطے کہ جب اس کے اوپر شرف واجب ہو گا تو شری  
ثمن اور نہ لے سکے سکان کو روک سکتا ہو۔ اور دھرم کے نزدیک اگر  
شفعہ کو قاضی کے رہبر دشن کا حاضر نہ ضروری ہو گا دشن کے حاضر نہ  
موجودین ان کے نزدیک کسی قاضی کا حکم نافذ ہو جائیگا اس واسطے کہ جب  
تلفی چیز جو مالگہ قاضی نے شفعہ سے سکر یا کہ مشتری کو ثمن اور نہ دے اور

١٢٢) قال وان احضر الشفعيع  
البائع والمبيع في يده فله ان  
يخاممه في الشفعة لان المبدل  
وهي يده مستقطه ولا يميم القاضي  
البيت حتى يحضر المشتري فيقسم المبيع  
مبشبه منه ويقضى بالشفعة على  
البائع ويجعل المهد له عليه لان الملك  
للمشتري واليد للبائع والعاقبة  
ليقضى بهما للشفيع فلا بد من  
حضورهما.

١٢٢) اگر سکان ہنوز بائع کے قبضہ میں تھا کہ شفعہ نے بائع قاضی کے  
رہبر پیش کر دیا تو یہ شفعہ بائع سے دعویٰ کر سکتا ہو اس واسطے کہ جب  
بائع کے قبضہ میں ہو اور اس کا قبضہ ظاہر بالذات ہو اگر جبکہ شفعہ نے  
نہر بائع کا قاضی شفعہ کے گواہوں کی حلف سے نہ کرے گا جب وہ بھی حاضر ہوگا  
تو اس کے سلف شفعہ کی قاضی فر کرے گا اور بائع شفعہ کا حکم دے گا اور یہ  
شرعی شرف کو بائع سے وصول کرے گا دھرم کی حاضر ہو سکتا ہے  
ضرورت ہو کہ قبضہ اس صورت میں بائع کا جائز ملک مشتری کی جو  
اور قاضی دو طرفہ امر کا شفعہ کے لیے حکم تسلیم لہذا دونوں کا  
موجود ہو ضروری ہو۔

شفعہ کی روایت  
عالم کی کتاب شفعہ  
بائع کو اس واسطے کہ  
کے قاضی کے قبضہ میں  
یہ بھی کہ شفعہ کا  
نفع ہو جائیگا

١٣٣) بخلاف ما اذا كانت الداس  
قد قبضت حيف لا يعت بر حضور البائع  
لان وسامرا منبعا اذ لا يبقى ل

١٣٣) اگر بائع نے سکان مشتری کے قبضہ میں دید بائع  
قاضی کے رہبر بائع کے حاضر نہ ہونے کی کچھ ضرورت نہیں ہو جائیگا  
کہ اب نہ اس کا قبضہ ہے نہ اس کی ملک ہے بلکہ

ید و لاملک۔

ایک اجنبی شخص ہے۔

۴۴۱، جس جگہ باقی بچہ بیچ پناہ دے دے تو مشتری کا بیع جائز ہو تا قاضی کے دوسرے ضروری ہوتا ہے جس کی ایک دہر ادائیگی ہوگی اور دوسری دہر یہ کہ جب مشتری کے حق میں اس بیع کا نسخہ کیا جائے گا تو اس کا منہ ہونا ضروری ہوگا کہ قاضی اس کے اچھ مکہ دے ایسے کہ غائب کے اور قاضی حکم نہیں دے سکتا مگر یہ بیع مرنے مشتری کے اعتبار سے نسخہ ہوتا ہے ایسے کہ جب بیع اس کو بذریعہ غیب کے کیا جائے گا تو یہ مشتری کی سیلج اس کو نہیں لے سکتا لہذا غائب خود اس کے حق میں بیع کا نسخہ کیا جائے گا مگر بیع کے حق میں بیع تو قائم رہے گی ایسے کہ اگر اس کے حق میں بھی نسخہ کر دیا جائے تو بذریعہ شفعہ کے مکان کو نہیں لے سکتا اور بیع ہنزلہ مشتری کے ہو جاتا ہے و لہذا مشتری کے لیے بیع قرن کا مناسب ہوتا ہے۔

۴۔

۴۵۱، اگر مشتری نے مکان قبضہ کر لیا بیع اور بیع نے اس کے پاس سے مکان کو لیا ہے تو اس وقت میں قرن کی ہر داری مشتری پر ہوگی ایسے کہ قبضہ کرنے سے اس کو ملکیت تمام ماسل ہو جائے گی اور صورت مذکورہ بالا میں مشتری کا قبضہ نہیں ہو سکتا جس کی وجہ سے بیع کا نسخہ لازم ہو جاتا ہے۔ کفایت التتبع میں خوب بطل کے ساتھ ہم نے بتوفیق اللہ تبارک و تعالیٰ اس کا بیان کر دیا ہے۔

۴۶۱، اگر ایک شخص نے دوسرے کے لیے مکان خرید لیا اور ہنوز اس کے قبضہ میں ہے تو بیع کو اس سے شفعہ کا دعویٰ کرنا جائز ہے اور اسے کہ خریدنے والا اور حقہ کر کے والا ہی ہے اور شفعہ بھی عقد کے احکام میں ہے لہذا اس سے شفعہ کا سوا لیا جائے گا۔

۴۷۱، اگر وکیل نے مکان خرید کر مکمل کے قبضہ میں دیدیا

۴۴۱، وقوله فيفسخ البيع ببشء منة اشار الى علة اخرى وهي ان البيع في حق المشتري اذا كان يفسخ لاجد من حضوره لا يفسخ بالفسخ عليه ثم وجه هذا الفسخ المذكور ان يفسخ في حق الاضافة لامتناع قبض المشتري بالاختذ بالشفعة وهو يوجب الفسخ الا انه يبقى اصل البيع لعدم انفصاله لان الشفعة بناء عليه ولكن نقول المصنف اليه ونصير كان هو المشتري منه فلهذا يرجع بالعهد على الباقى۔

۴۵۱، بخلاف ما اذا قبضه المشتري فاخذ من يد صاحب تكون العدة عليه لانه لم يملكه بالقبض وفي الوجه الاول امتنع قبض المشتري وانه يوجب الفسخ وقد طولنا الكلام فيه في كفاية المنتهى بتوفيق الله تعالى۔

۴۶۱، قال ومن اشترى دارا لغيره فهو الخصم للشفعة لانه هو العاقد والاخذ بالشفعة من حقوق العاقد فيتوجه عليه۔

۴۷۱، قال الا ان يسلمها الى الموكل

لأنه لم يبق له يد ولا ملك فيكون  
انضم هو الموكل وهذا ان الوكيل  
كالباثم من الموكل على ما عرفت  
فتسليمه اليه كتسليم الباثم الى المشتري  
فتصير الخصومة معه الا انه مع  
ذلك قائم مقام الموكل فيكتفى بخصومه  
في الخصومة قبل التسليم

۴۸۰، وكذا اذا كان الباثم وكيل  
الغائب فللشفيع ان ياخذ هامة  
اذا اكانت في يد الا انه عتد وكذا  
اذا كان الباثم وصيا لميت فيما يجوز  
بيعه لما ذكرنا۔

۴۹۰، قال واذا قضى للشفيع بالداد  
ولم يكن راءا فله خيار الروية  
وان وجد بها عيبا فله ان يردها  
وان كان المشتري شرط البراءة  
منه لان الاخذ بالشفعة بمنزلة  
المشراء الا يرى انه مبادلة المال  
بالمال فثبت فيه الخيار ان كان  
الشراء ولا يسقط بشرط البراءة  
من المشتري ولا برؤية لانه  
لا يسر بنايب عنه فلا يملك  
اسقاطه۔

## فصل في الاختلاف

توضیح کو اس صورت میں وکیل پر دعویٰ نہ کرنا چاہیے بلکہ وکیل  
کرنا چاہیے اس واسطے کہ جب وکیل کا قصہ ہو تو اس کی ملک پر اور اس کی  
وجہ سے کہ وکیل کو کل کے حق میں مندرجہ مانع کے ہوتا ہے لہذا وکیل کا  
سکان کو وکیل کے قصہ میں دینا ایسا ہے جس طرح مانع کا سکان کو شفعہ  
کے قصہ میں دینا اور جب مشتری کے قصہ میں سکان کا بیہوشی کو  
مانع سے کہ واسطہ میں رہتا لہذا بیان بھی وکیل سے کہ واسطہ میں رہتا  
مگر وکیل میں اور مانع میں اختلاف ہے کہ اگر وکیل نے وکیل کے وکیل کے قصہ  
۴۸۰، اگر مانع نے دوسری کیلین سے ایک سکان فروخت کیا اور فروخت  
سکان ایک قصہ میں جو شفعہ اس سکان کو نہ سکتا ہے اس واسطے کہ بیہوشی کے  
وجہ سے اس طرح اگر ایک بیعت کے بعد سے بیعت کا کوئی سکان فروخت کیا  
بشرطیکہ وہ بیعت مانع ہو اس لیے کہ بیعت سے بیعت میں بیعت نہیں ہوتی  
اور فروختہ سکان ایک قصہ میں جو شفعہ اس سکان کو نہ سکتا ہے اس واسطے کہ  
۴۹۰، اگر شفعہ کے لئے تیسری سکان کا حکم دیا اور شفعہ نے  
اوس سکان کو دیکھا نہیں جو شفعہ کو خیاریت اور خیاریت  
ماسل ہوتا ہے اگر مشتری نے بیعت سے اس شرط کو ان لیا ہو کہ سکان  
کچھ عیب کے توین بری الذمہ ہوں اس واسطے کہ بیعت شفعہ کے لینا  
خود نے کہ حکم میں داخل ہوتا ہے اس واسطے کہ وہ مباد لہاں بال ہوتا ہے  
لہذا اوس خیاریت اور خیاریت ماسل ہو گا جس طرح مشتری کو  
ماسل ہوتا ہے اور مشتری کے دیکھ لینے مانع کی شرط کو کہ عیب بری الذمہ  
ہوں ان لینے شفعہ کا خیاریت اور خیاریت ماسل ہوتا ہے لہذا وکیل  
مشتری کو سکان مانع میں جو شفعہ کے طریقہ سے خیاریت اور خیاریت کے  
ساتھ کہ سکان شفعہ کو اختیار ہو گا اگر سکان میں کو عیب کے لینا چاہے  
سکان کو نہیں کہ انتحاب دیکھنے سے اس کے لینے نہ آوے تو وکیل کو دیکھ کر

میں سکان کو نہیں دینا چاہیے اور شفعہ کو سکان کو دیکھ لینے مانع کی شرط کو کہ عیب بری الذمہ ہوں اس واسطے کہ بیعت شفعہ کے لینا خود نے کہ حکم میں داخل ہوتا ہے اس واسطے کہ وہ مباد لہاں بال ہوتا ہے لہذا اوس خیاریت اور خیاریت ماسل ہو گا جس طرح مشتری کو ماسل ہوتا ہے اور مشتری کے دیکھ لینے مانع کی شرط کو کہ عیب بری الذمہ ہوں ان لینے شفعہ کا خیاریت اور خیاریت ماسل ہوتا ہے لہذا وکیل مشتری کو سکان مانع میں جو شفعہ کے طریقہ سے خیاریت اور خیاریت کے ساتھ کہ سکان شفعہ کو اختیار ہو گا اگر سکان میں کو عیب کے لینا چاہے سکان کو نہیں کہ انتحاب دیکھنے سے اس کے لینے نہ آوے تو وکیل کو دیکھ کر

میں کے اندر اختلاف واقع ہوتے کا بیان

٥٠١، قال وان اختلف الشفيع  
والمشترى في الثمن فالقول قول  
المشترى لان الشفيع يدعى استحقاق  
الدار عليه عند نقد الاقل وهو  
ينكر والقول قول المنكروم بمينه  
ولا يجادلان لان الشفيع ان كان  
يدعى عليه استحقاق الدار  
فالمشترى لا يدعى عليه شيئا  
لتقديره بين التارك والاخذ ولا يصح  
ههنا فلا يجادلان -

١٥٠ ، قال ولو اقام البيت فلبينة  
 للشفيع عند ابي حنيفة ومحمد  
 وقال ابو يوسف سلا البيت  
 بينة المشتري لانها اكثر اثباتا  
 فصار كبيت البايع والوكيل  
 المشتري من العدد ولها ان  
 لا تنافي بينهما فيجعل كان الوجود  
 بيعان وللشفيع ان ياخذ بايها  
 شاء وهذا بخلاف البايع مع المشتري  
 لان كل واحد منهما عقدان ابا انفسه  
 الاول وهما القسم لا يظهر في حق  
 الشفيع وهو التخرج لبيت الوكيل  
 لان كالبائع والموكل كالمشتري  
 منه كيف وانها ممنوعة على ما  
 نرى عن محمد سلا واما المشتري

۵۰۱۔ اگر شفیع و شتری کے مابین فن کے اندر امتحان واقع ہو تو شتری کا قول مستحب ہو گا اور اسے کہ شفیع حقیقت میں اس بات کا مدعی ہو کہ زمین خدا کا ہے بلکہ مکان کے لیے کما حقہ چون اور شتری نے کہا کہ اگر تاجی اور اسے کہ قول ملے کے ساتھ مقبول ہو تاجی اور دونوں سے ملے نہ لیا یا بیجا اور اسے کہ دونوں کو جانتے ملے لیے کما حقہ شفیع اور اس میں غیاب ہو یا ہو کہ کانہیں سے دعویٰ اور جانتے ملے انکار پایا جاوے اور یہاں اگر شفیع و شتری کے اوپر اس امر کا دعویٰ ہو کہ زمین قلیل بلکہ مکان کے لیے کما حقہ میں مگر شتری شفیع کے اوپر کہ دعویٰ نہیں کرتا اس واسطے کہ شفیع کو امتیاز ہو خواہ مکان کے لئے خواہ چھوڑ دینا شفیع سے ملے نہ لیا یا بیجا۔

۵۱۔ اگر کشفیہ اور شریعی کے مابین فرس کنندہ اختلافات پیدا ہو جائیں تو  
گواہ پیش کر دے کہ قاضی مدعیہ اور مدعى کے نزدیک کشفیہ کے گواہ قبول ہو گئے  
ابو یوسف رحمہ کے نزدیک صحت مذکور بالا مابین شریعی کے  
گواہوں کا اعتبار ہو گا اس واسطے کہ ان سے ایک طرح کی زیادتی نہایت  
ہوتی ہے جس طرح بائع اور وکیل اس بات کے گواہ مقبول ہوتے ہیں  
ابو یوسف اور محمد رحمہ کی اس بات پر کشفیہ کے گواہ مقبول ہونگے  
ہے دلیل یہ کہ دونوں کے گواہوں میں کچھ مماثلات نہیں ہیں کیونکہ یہاں  
بائیکہ کے دونوں گواہ یہ کہتے ہیں اور اگر کاشفیری نے دوسرے ہمسک  
خرید یا نہ کاشفیری کو اختیار ہو گا کہ جس بیع کے اعتبار سے بائع  
اسی کے اعتبار سے مکان کو لے لے بخلاف بائع اور شریعی کے گواہوں کے  
مابین دو بیع نہیں ہو سکتی ہیں بلکہ ایک ہی بیع میں دو افراد یا مابین کشفیہ کے  
مابین دو بیع ہو سکتا اور اسی سے وکیل سگواہ مقبول ہو چکا ہے  
معلوم ہو سکتی ہے اس واسطے کہ وکیل بخیر لہ بائع کے اور وکیل بخیر لہ  
مشتری کے ہر معاملہ میں یہ بات غیر مسلمہ ہے کہ وکیل سگواہ مقبول  
ہو مگر بنیاد غلط ہے جس سے منقول ہو گا اس صورت میں وکیل سگواہ

[illegible]



من العد وقلنا ذکر فی السیر الکبیر  
ان البینة بینة المالك القديم فلنا  
ان نمنع وبعد التسليم نقول لا یعم  
الثانی هنالك الا یفسخ الاول اما  
ههنا بخلافه ولان بینة الشفیع  
ملزمة و بینة المشتري غیر ملزمة  
والبینات للالزام۔

۵۳۴ قال واذا ادعى المشتري ثمنًا  
وادعى البائع اقل منه ولم یقبض  
التمن اخذها الشفیع بما قاله البائع  
تكان ذلك حطاً عن المشتري وهذا  
لان الامر ان كان على ما قال البائع  
فقد وجبت الشفعة به وان كان  
على ما قال المشتري فقد حط البائع  
بعض الثمن وهذا الخط یظهر فی حق  
الشفیع علی مانعین ان شاء الله  
تعالی، ولان القمق علی البائع بما یجابه  
سواء ان القول قوله فی مقدار الثمن  
ما یثبت مطالبته فی اخذ الشفیع  
بقوله۔

۵۳۵ قال ولو ادعى البائع الاكثر  
یتما لفان ویتراد ان وایهما اقل ظهر  
ان الثمن ما یقوله الاخر فی اخذها  
الشفیع بذلک وان حلفا یفسخ لقاضی  
البیع علی ما عرف ویاخذها الشفیع

مقبول ہو تو میں اور مالک کے لئے شخص غلام کو خرید لایا اور اس کے نسبت  
ہم کو یہ کلام ہو کہ میرے میں ہو کہ اصل الکس کو اور مقبل ہو تو میں نے اس کلام  
نہیں کرتے کہ اس شے کے کو مقبل ہو تو میں اور اگر ہم شے کی کہیں  
جب بھی اس کا جو یہ ہو کہ وہان بھی دوسری بیج اور فیکہ پلے بیج کا منع  
نہیں ہو سکتی بخلاف صورت تمام نہ ان کے علاوہ باقی کے شے کے  
گو اس کے ایک حق لازم ہو یا تو بخلاف شے کے گو اس کے لئے شے کے  
گو اس کے مقبل ہو گئے ہیں کہ اس کے مقبل ہو گئے ہیں اور اس کے لئے موجود۔

۵۳۴ اگر مشتری نے اس بات کا دعوی کیا کہ میں نے یہ مکان خرید  
قیمت کو خرید یا جو اور بلے نے اس سے کم قیمت میں فروخت کرنے کا  
دعوی کیا تو شفیع اس مکان کو بائع کے قول کے موافق قیمت  
ادا کر کے لے سکتا ہے اور بلے کا یہ کہنا کہ مشتری سے قیمت کا کم کرنا  
سمجھا جائیگا اس واسطے کہ اس صورت میں اگر مشتری کا قول نفس الہ  
میں صحیح ہو تب تو ظاہر ہو کہ شفیع بائع قدرشن کا دنیا لازم ہو اور اگر  
مشتری کا قول صحیح ہو تو بائع نے یہ بات کم کرنا میں کمی کر دی ہو یہ  
کمی شفیع کے حق میں بھی ظاہر ہوگی چنانچہ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم بیان  
کرینگے۔ علاوہ برین شفیع کو یہ حق بائع کے ثابت کرنے سے  
ثابت ہوا ہے اگر دھروخت نہ کرنا تو اس کو کچھ حق نہیں تھا لہذا جب تک  
بائع کا مطالبہ باقی ہو اس وقت تک ثمن کے مقدار میں اس کا  
قول مقبول ہو گا اور اس کے قول کے موافق شفیع کو حق  
ادا کرنا پڑے گا۔

۵۳۵ اگر مشتری کہتا ہو میں نے اس قیمت کو یہ مکان خرید لیا ہے  
بائع اس سے زیادہ قیمت کو فروخت کرنے کا دعویٰ ہو اور ثمن پچھلے  
نہیں کیا ہے تو وہ ثمن سے مٹ لیا جائیگا اور بیع فسخ کر دیا جائیگا اور  
اگر ایک نے مٹل سے اٹھا لیا تو ثابت ہو جائیگا کہ دوسرے کا قول :  
صحیح ہو اور اس کے موافق شفیع پر ثمن کا دنیا لازم ہو گا اور اگر

بقول البائئ لان ضمن البیع لا یوجب  
 بطلان حق الشفعہ۔  
 ۵۵۰ قال وان كان قبض الثمن  
 اخذ بما قال المشتري ان شاء  
 ولم يلتفت الى قول البائئ لانه لما  
 استوفى الثمن انتهى حكم العقد و  
 خرج هو من البين وصار كالا جنبي  
 وبقي الاختلاف بين المشتري والشفيع  
 وقد بيناه۔

روشن نے صحت کر لیا تو قاضی اس بیع کو نسخ کر دے گا یا بائع کے  
 قول کے موافق شن کی شفعہ اس مکان کو لے لیا جیکہ بیع کے نسخ ہو گیا  
 ۵۵۱ اگر بائع نے شن پر قبضہ کرنے کے بعد مشتری سے اختلاف  
 کیا تو شفعہ کو مشتری کے قول کے موافق شن ادا کر کے مکان کو لینے کا  
 اختیار ہوگا اور بائع کے قول کا اعتبار نہ کیا جائیگا اسلئے کہ جب وہ  
 شن وصول کر چکا بیع تمام ہو گئی اور اب اس سے کچھ واسطہ نہ رہا بلکہ  
 وہ ایک اجنبی شخص ہو گیا اور مشتری اور شفعہ کے مابین اب  
 اختلاف رہ گیا جس کا حکم ہم بیان  
 کر چکے ہیں۔

۵۵۱، ولو كان فقد الثمن غير ظاهر  
 فقال البائئ بعث الدار بالف وقبض  
 الثمن ياخذها الشفعيع بالف لانه  
 لما بدأ بالاقترار بالبيع تعلقت الشفعة  
 به فبقوله بعد ذلك قبضت الثمن  
 يريد اسقاط حق الشفعيع فإذ عليه  
 ولو قال قبضت الثمن وهو الف لم  
 يلتفت الى قوله لان الاول وهو  
 الاقرار قبض الثمن خرج من  
 البين وسقط اعتبار قوله في مقابلة  
 الثمن۔

۵۵۲ اگر معلوم نہیں تھا کہ بائع نے شن کو وصول پالیا نہیں  
 مگر اس کے بعد مشتری کے مابین اختلاف ہوا اور وہ کتاب پر کریں نے  
 ہزار روپیہ کو مکان فروخت کیا ہی اور شن وصول کر چکا ہو۔ شن  
 تو شفعہ کو ہزار روپیہ پر شن دینا چاہیگے اسلئے کہ جب وقت اس نے  
 ادا لائی زبان سے فروخت کرنے کا لفظ کہا تو حق شفعہ اس کے  
 ساتھ متعلق ہو گیا اور اس کے بعد کسکر کریں شن کو وصول کر چکا  
 ہوں اپنے فوسہ حق شفعہ کا ساتھ کرنا چاہتا ہوں لہذا اس کے  
 قول معتبر ہوگا اور اگر بات کسی کہ شن میں وصول کر چکا شن  
 ہزار روپیہ تھا تو اس کے قول کا اعتبار نہ کیا جائیگا اسلئے کہ جب  
 اس نے ادا شن کے وصول کرنے کا اقرار کر لیا تو اب اس سے کچھ واسطہ  
 نہ رہا اور مقدار شن میں اس کا قول معتبر نہ ہوگا۔

فصل فيما يوجب به المشفع  
 ۵۵۲ قال واذا حط البائئ عن  
 المشتري بعض الثمن يسقط ذلك  
 عن الشفعيع وان حط جميع الثمن

مکان مشفعہ کے شن کا بیان  
 ۵۵۳ اگر بائع نے مشتری کے حق میں شن کے اندر کچھ  
 کر دی تو اس قدر شفعہ کے حق میں بھی شن کم ہو جائیگا اور اگر  
 بائع نے کل شن مشتری کو چھوڑ دیا تو شفعہ کے ذمہ اس قدر

لم یسقط عن الشفیع لان حط البعض یلحق  
بأصل العقد فیظهر فی حق الشفیع لان  
الغن ما بقى وكذا اذا حط بعد ما  
أخذها الشفیع بالغن یحط عن الشفیع  
حتى یرجع علیہ بذلک القدرا۔ (۵۸۰)  
۵۸۰، بخلاف حط الكل لان لا یلحق  
بأصل العقد بحال وقد یبتاع  
فی البیوع۔

نوگا ایسے کہ کر میں وہ کسی اصل بیع کے اندر داخل ہو باقی جو  
لئے شفیع کے حق میں بھی وہ کسی ظاہر ہوگی ایسے کہ کم کرنے کے بعد  
جب قدر باقی رہا ہو وہی حق میں بجا باقیگا اور اگر شفیع نے اصل میں دیگر  
مکان کو لے لیا تھا بعد ازاں باقی نے شفیعی کے حق میں حق کم  
کر دیا اور حق میں شفیع کے حق میں کمی ہو جائیگی اور اس عقیدہ واپس  
۵۸۰، اگر اس نے مکمل حق میں شفیعی کو چھوڑ دیا تو اصل بیع کے اندیشہ  
میں ساقط ہو سکتا ہے لیکن اگر حق میں حق میں ہو سکتا ہے لیکن  
میں ہم اسکو بیان کر چکے ہیں۔

۵۹، وان ساد المشتري للبائع  
لم تلزم الزیادة فی حق الشفیع لان  
فی اعتبار الزیادة ضررا بالشفیع  
لاستتفاته الاخذ بما دونهما بخلاف  
الحط لان فیہ منفعة له۔

۵۹، اگر مشتری نے بائع کے لئے خریدنے کے بعد کہ میں  
زیادہ کر دیا تو یہ زیادتی شفیع کے اوپر لازم ہوگی اسوقت  
کہ اس میں شفیع کا مندر ہے بخلاف  
اسکی کے کہ اس کے اعتبار کرنے میں شفیع کا  
فیع ہے۔

۶۰، ونظیر الزیادة اذا جدد العقد  
بأكثر من الغن الأول لم یلزم الغفیع  
حتى كان له ان یأخذها بالغن الأول  
لما بینا کذا۔

۶۰، اگر مشتری نے مکان کو خرید کر پھر حق زیادہ  
کر کے از سر نو عقد جدید سے اسکو خرید لیا تو شفیع کو یہ  
زیادتی لازم ہوگی بلکہ پہلا حق اسکو دینا پڑے گا چنانچہ  
ایسے مثل ہم بیان کر چکے ہیں۔

۶۱، قال ومن اشترى من بعض  
أخذها الشفیع بقیمتہ لانہ من ذوات  
القیہ وان اشترى ما عکمل او موزون  
أخذها بمثلہ لانہما من ذوات  
الامثال وهذا ان الشریع اثبت  
للشفیع ولایة القیاس علی المشتري  
عمثل ما عکله فیراعی بالتدلسر المکن  
کما فی الاراء ثلاث والاعدی المتقارب

۶۱، اگر ایک شخص نے عرض میں سے دے لئے جو چیز  
ذات القیاس میں اور ناپ قول یا گنتی سے فروخت نہیں ہوئی  
بعض کسی چیز کے ایک مکان خریدنا تو شفیع کو بعض اور  
مکان کو جس چیز کے قیمت اور اگر بے چینی اور اگر کسی ایسی  
چیز خرید اور ناپ قول یا گنتی کے حساب سے فروخت ہوئی  
تو کاشل دینا پڑے گا ایسے کہ وہ ذوات الامثال میں ہیں  
ایسے کہ شریع نے شفیع کو اس بات کا اختیار نہیں کیا  
کہ جس حق میں سے مشتری اس مکان کا مالک ہو وہی حق

من ذوات الأمثال.

٢٢) وان باع عقارا بعتا راخذ  
الشفيم كل واحد منهما بقيمة الآخر  
لانه بدله وهو من ذوات القيمة  
فياخذ لا بقيمة.

متر ۳۶، قال واذا باء بيمين مؤجل  
فللشفيع الخيار ان شاء اخذها بيمين  
حال وان شاء صبر حتى ينقضي الاجل  
ثم ياخذها وليس له ان ياخذها في  
الحال بيمين مؤجل -

٤٨٦، وقال من فرسه له ذلك وهو  
قول الشافعي في القديم لان كون مؤجلا  
وصفت في الثمن كالزيافة والاخلاق للشفعة  
به مياخذة باصله ووصفه كما في الزبوت  
ولنان الاجل اما ثبت بالشرط  
والا بشرط فيما بين الشفيع بالثمن والمبتاع  
وليس الرضاء به في حق المشتري مضاعفة  
به في حق الشفيع لتفاوت الناس في  
الملاة وليس الاجل وصف الثمن  
لانه حق المشتري ولو كان وصفا له  
لتبعة فيكون حقا للباقي كالثمن ومصار كما  
اذا اشترى شيئا بثمن مؤجل ثم ولاه  
غيره لا يثبت الاجل الا بالذكر  
كذا هذا -

۶۵، ثم ان اخذها بقن حال من

۱۲۰۔ اگر ایک مکان کو جو صرف ایک مکان کے فرائض کے لئے ہے  
 مکان کا شفعہ دوسرے مکان کی قیمت دیکر اپنے شفعہ کے مکان کو  
 لے سکتا ہے اس لئے کہ ہر ایک مکان دوسرے مکان کا بدلہ ہو اور  
 مکان وفات القیمین سے ہے لہذا وہ اس کی قیمت دینا جائز ہے۔  
 ۱۲۱۔ اگر ایک شخص نے قرض کے طور پر ایک مکان فروخت  
 کیا تو شفعہ کو اختیار ہو گا کہ خواہ فی الحال شن دیکر اوس  
 مکان کو بیخلاف قرض کی مدت پوری ہوئے یا نہ ہو بہر جہت  
 پوری ہو جائے تو اس وقت شن دیکر اسے اپنے اختیار سے لوگا اور قیمت  
 لیکر شن کو اوس مدت کے بعد ادا کرے۔  
 (مترجم)

۱۶) اہل ایمان ضرور مصروف مذکورہ بالا میں فرما رہے ہیں کہ اس کی  
انتخاب ہو گا کہ مکان کو اسی وقت ایک قیمت دت گذرے گی  
و اگر اسے اور شاعری دم کا قول قدیم بھی ہو اس واسطے کہ سن کا  
مقابل ہو نا بھی سن کا ایک وصف ہو جس طرح کوٹا ہو نا  
ایک وصف ہو اور دفعہ کے اندر شفع ہو رہی سن لازم ہو تا کہ  
جسکے ساتھ بیقرار ہاں کی کہ لہذا اس وصف کا شفع کے اعتبار  
بھی لکھا گیا جائیگا جس طرح کوٹا ہو یہی صورت میں کوٹا ہو یہ  
شفع بالازم ہو تا کہ دلیل ہو کہ سن کا فرض کرنا  
شرط لگانے سے ثابت ہو کہ شفع اور بائے یاسری کے امین  
شرط نہیں ہوئی ہو اور بائے یاسری سے فرض دینے پر لازم ہو نا  
شفع کے جن میں انہی پر نا تھا یا جائیگا لکھ لکھ کے مقتدر کے اعتبار  
مختلف ہو و نیز سن فرض یا سن کا کوئی وصف نہیں ہو اچھا کہ سن کا  
سن فرض کا وصف ہو تا کہ سن کے ساتھ ساتھ اس کے کہ سن فرض کا وصف  
تاریخ اس جہ کے ساتھ ہو تا کہ سن بائے یاسری پر لازم تھا کہ فرضی  
۱۷) اگر ایک شخص کسی کے اقتراض سے طبع پر ایک سالانہ رقم

البائت سقط الفتن عن المشتري لما

بيننا من قبل وان اخذها من

المشتري رجع البائت على المشتري

بئن مؤجل كما كان لان الشرط

الذي جرى بينهما لم يبطل باخذ

الشفيع فبقى موجباً صار كما اذا باعه

بئن حال وقد اشتراؤه مؤجلاً

وان اختار الانتظار له ذلك لان له

ان لا يلتزم زيادة الضرر من حيث

التفدية.

۴۵، وقوله في الكتاب وان شاء

مبصر حتى ينقضي الاجل مراده

الصبر عن الاخذ اما الطلب عليه

في الحال حتى لو سكت عنه بطلت

شفعته عند ابى حنيفة ومحمد

خلاف القول ابى يوسف والاخر لان

حق الشفعه انما يثبت بالبيع واخذ

يتراخى عن الطلب وهو ممكن من

الاخذ في الحال بان يودى العثم

حالا في شرط الطلب عند العلم

بالبيع.

۴۶، قال واذا اشترى ذم

بجذرا وخنزير وشفيعها ذم اخذها

بشئ الخمر وقيمة الخنزير لان

هذا البيع مقضى بالصحة فيما بينهم

او شفيع في الايجرة فتن ادا كره في مكان ايجار المشتري في نفسه فتن

هو ما يملك الشفعه المشتري في حق من يبيع بوجوب ما يملك الشفعه المشتري في

قائم مقام بوجوب ما يملك الشفعه المشتري في نفسه فتن ادا كره في مكان ايجار

قائم مقام بوجوب ما يملك الشفعه المشتري في نفسه فتن ادا كره في مكان ايجار

قائم مقام بوجوب ما يملك الشفعه المشتري في نفسه فتن ادا كره في مكان ايجار

قائم مقام بوجوب ما يملك الشفعه المشتري في نفسه فتن ادا كره في مكان ايجار

قائم مقام بوجوب ما يملك الشفعه المشتري في نفسه فتن ادا كره في مكان ايجار

قائم مقام بوجوب ما يملك الشفعه المشتري في نفسه فتن ادا كره في مكان ايجار

قائم مقام بوجوب ما يملك الشفعه المشتري في نفسه فتن ادا كره في مكان ايجار

قائم مقام بوجوب ما يملك الشفعه المشتري في نفسه فتن ادا كره في مكان ايجار

قائم مقام بوجوب ما يملك الشفعه المشتري في نفسه فتن ادا كره في مكان ايجار

قائم مقام بوجوب ما يملك الشفعه المشتري في نفسه فتن ادا كره في مكان ايجار

قائم مقام بوجوب ما يملك الشفعه المشتري في نفسه فتن ادا كره في مكان ايجار

قائم مقام بوجوب ما يملك الشفعه المشتري في نفسه فتن ادا كره في مكان ايجار

قائم مقام بوجوب ما يملك الشفعه المشتري في نفسه فتن ادا كره في مكان ايجار

قائم مقام بوجوب ما يملك الشفعه المشتري في نفسه فتن ادا كره في مكان ايجار

قائم مقام بوجوب ما يملك الشفعه المشتري في نفسه فتن ادا كره في مكان ايجار

قائم مقام بوجوب ما يملك الشفعه المشتري في نفسه فتن ادا كره في مكان ايجار

قائم مقام بوجوب ما يملك الشفعه المشتري في نفسه فتن ادا كره في مكان ايجار

قائم مقام بوجوب ما يملك الشفعه المشتري في نفسه فتن ادا كره في مكان ايجار

قائم مقام بوجوب ما يملك الشفعه المشتري في نفسه فتن ادا كره في مكان ايجار

قائم مقام بوجوب ما يملك الشفعه المشتري في نفسه فتن ادا كره في مكان ايجار

قائم مقام بوجوب ما يملك الشفعه المشتري في نفسه فتن ادا كره في مكان ايجار

قائم مقام بوجوب ما يملك الشفعه المشتري في نفسه فتن ادا كره في مكان ايجار

قائم مقام بوجوب ما يملك الشفعه المشتري في نفسه فتن ادا كره في مكان ايجار



وقیۃ البناء والعرض و بین ان  
 یترک وبہ قال الشافعی ر لا الا ان  
 عند لاله ان یقلع ویعط قیۃ البناء  
 لابی یوسف انه حق فی البناء لانه  
 بناء علی ان الدار مملکة والتکلیف  
 بالقلم من احکام العدوان وصار  
 کالموہوب لہ والمشتري شراء فاسدا  
 وکما اذا سرع المشتري فانه  
 لا یكلف القلم وهذا لان فی ایجاب  
 الاخذ بالقیۃ دفع اعلی الضرر من  
 بقص الا دنی فیما رالیہ ووجه ظاهر  
 الروایۃ انه بنی فی عمل تعلق بہ حق  
 متاکد للغير من غیر تسلیط من  
 جهة من له الحق ینقص کالراهن  
 اذا اجتمع فی المرهون وهذا لان حق  
 اقوی من حق المشتري لانه یتقدم  
 علیہ ولهذا ینقص بیعہ و هبتہ  
 وغیرہ من تصرفات یجوز عند  
 الهبة و اشتراء الفاسد عند  
 ابي سنینۃ ر لا لانه حصل بتسلیط  
 من جهة من له الحق ولان حق  
 الاستد اد فیہما ضعیف ولهذا  
 لا ینقی بعد البناء وهذا الحق یتقی  
 فلانه من لا یجیب القیۃ کافی  
 الاستحسان والسرع یقلع قیاسا

کر زمین کو عرض و عمارت وغیرہ کے لیل اور زمین کا حق اور عمارت وغیرہ کی قیمت  
 مشتری کو دے یا باطل نفع سے دست بردار ہو جائے اس واسطے کہ  
 مشتری نے یہ عمارت یا زمین بنائی ہو بلکہ اس کو بنانے کا حق تھا اس واسطے  
 کہ وہ زمین اور مملکت ملک ہو اور اس کو اس کا مالک کا حکم دینا ظاہر ہے اور اس کی  
 مثال ایسی ہے کہ ملک شخص کسی کو ایک زمین پر دے اور وہ وہاں رہنے کو  
 زمین پر یہ کسی کو اور زمین پر یہ کسی عمارت بنانے کو ہر دے اور اس کے اسباب کا  
 حق نہیں ہو گا بلکہ زمین پر یہ کسی کو مال کر کے اس کے لیے یا کوئی شخص بیچ جائے  
 ایک زمین خرید کر اس کے لیے عمارت بنانے کو امتیاز نہیں ہو گا کہ اس  
 زمین کو مال کر کے اس کے لیے یا مشتری زمین کے اندر کسبت ہو دے تو مشتری  
 کسبت کے لئے شک اختیار کرنا ہر دے اور اس کو اس کا مالک بنائے اور اس کی  
 وجہ یہ ہے کہ اگر مشتری کو اس کا مالک کا حکم دیا جائے تو مشتری کا ضرر نہ ہو  
 ہو اور اگر نفع قیمت دے کر اس کو دے تو وہ نہ ان ضرر نہیں ہو اور ظاہر  
 رہا ہے کہ نفع مشتری کو زمین کے مال کر کے کا اختیار حاصل ہونے کی وجہ سے  
 کہ مشتری کا عمارت بنانا اس زمین پر یا ہر اس واسطے کہ اس کو اس زمین پر  
 نفع کا حق ثابت ہو رہا ہو اگر نفع نے تو اس عمارت بنانے کا امتیاز نہیں  
 رہا ہو اور اس کا تصرف باطل ہو گا جیسے اس زمین پر زمین عمارت بنانے  
 تو ملک کو عمارت کے گرانے کا امتیاز ہوتا ہو اور اس کا نفع ہے کہ نفع کسی کو  
 مشتری کے حق پر ہے جو اس واسطے کہ نفع کا حق اس پر مقدم ہو تاکہ وہ اس  
 مشتری کے حق پر اس پر و علیہ القیاس تمام تصرفات باطل ہو جائیں جو خلاف  
 ہے کہ اس کو نفع دینا ہر دے کہ نفع کسی کو فاسد کے اندر تصرف کے باطل نہ ہو کہ  
 اور یہ جو وہ ہے کہ اس پر اس پر نفع دینا زمین پر ہو کہ اس پر مشتری کا یہ تصرف  
 واجب اور اس کے اختیار دینے سے ہر دے اور زمین ان دونوں میں واجب  
 لینے کا حق ضعیف ہے و اس تصرف کرنے کے بعد اس کے لینے کا حق جائز رہا ہو  
 اور نفع کا حق مشتری کے تصرف کرنے سے نہیں رہا اور جب اس کے لینے کا حق  
 مشتری کے عمارت کے نہ ہو کر اس کا اختیار ہو تو ہر دے کہ اس کے لینے کا حق





یصبر مقصودا و لہذا یبیعہا من الجحۃ  
بکل الثمن فی ہذا الصورۃ بخلاف  
ما اذا غرق نصف الارض حیث  
یاخذ الباقی بحصۃ لان الغائمۃ  
بعض الاصل قال وان شاء  
ترک لان له ان یمتنع عن تملک اللہ  
بہالہ

۳۳، قال وان نقض المشتري  
البناء قبل للشقیع ان شئت فخذ  
العروۃ بحصۃ وان شئت فندع  
لان صبار مقصودا بالانلاف  
فیقابلہ شیء من الثمن بخلاف  
الاول لان الهلاك بافۃ معاویۃ  
ولیس للشقیع ان یاخذ النقص لانه  
صا رہ مقصودا فلم یبق

۳۴، قال ومن ابتاع اسرا ضا  
وعلى غلها شرأخذها الشقیع  
بقرها ومعناه اذا ذكر القرني البیع  
لانه لا یدخل من غیر ذکر وهذا  
الذی ذکرہ استقصان وفي القیاس  
لا یاخذ لانه لیس بقیع الا یری  
انه لا یدخل فی البیع من غیر  
ذكر فاشبه المتاع فی الدار وجہ  
الاستقصان انه باعتبار الاتصال  
صا رہا للعقار كالبناء فی الدار

اس میں میں مشتری اس زمین کو نقص کرے اگر دوسرے کے ساتھ عمارت  
وغیرہ کے غیر ذکر کیے بشرط فروخت کر سکتا ہے بخلاف اس صورت  
کے کہ اس زمین کا ایک حصہ دیا بر دہو جائے کہ شقیع مافی زمین کو  
اوپر کے قدرشن او اگر کے لے سکتا ہے اس واسطے کہ بیان  
اصل بیع کا ایک حصہ فوت ہو گیا ہے

• • • • •

۳۵، اگر مشتری نے مکان کی عمارت کو خود اکھاڑ ڈالا تو  
شقیع سے کہا جائیگا کہ اگر منظور ہو تو اس اراضی کے قدرشن دیکر  
اراضی کو لے لے ورنہ شقیع سے دست بردار ہو جائے اس لیے  
کہ منہدم کرنے سے عمارت مقصودا بالذات چیز ہو گئی لہذا  
نشن اس پر تقسیم کیا جائے گا بخلاف اس صورت کے  
کہ عمارت خود خود منہدم ہو جائے اور اس عمارت کی اینٹ  
تجزو وغیرہ شقیع نہیں لے سکتا ہے اس واسطے کہ ان کو زمین سے  
کچھ علاقہ نہیں رہا بلکہ وہ جداگانہ چیز ہو گئی۔

۳۶، اگر کسی شخص نے ایک باغ میں چل کے خدیا بیج کے  
اندر چل بھی بٹیر لیا جو درختوں کے اوپر جو واسطے کہ باغ کی چھین  
بغیر شقیع کے چل نہیں داخل ہوتا تو شقیع کو یہ باغ میں چل کے کہا جائیگا  
مگر یہ ملک احسان کے طور پر جو واسطے کہ ان کو قیاس شقیع کو یہ  
چل نہیں لےنا چاہیے کیونکہ وہ وقوع میں سے نہیں ہے جس واسطے  
بغیر شقیع کے زمین کے بیج میں درختوں کا چل داخل نہیں ہوتا  
اور اس کو اسباب کا حکم ہے۔ احسان کی یہ وجہ ہے  
کہ احصال خلق کے اعتبار سے چل زمین کے تابع ہیں  
جس طرح عمارت اور وہ چھین زمین جو عمارت کے  
اندر نصب ہیں زمین کے تابع بھی مافی ہیں لہذا

وماکان مرکبانیہ فی اخذہ الشفیع۔  
 شفیع کے پھیل سکے بے ماسکم، یا گیا

۵۰، قال وکذا لک ان ابتاعها ولیس فی الخیل مشرفا شرفی ید المشتري یعنی یلخذہ الشفیع لانه مہیم تبعالان البیع سرى الیہ علی ما عرفت فی ولد المبیع۔  
 ۵۱، قال فان جذہ المشتري ثم جاء الشفیع لیاخذہ الشر فی الفصلین حبیباً لانه لم یبق تبعاً للعقار وقت الاخذ حیث صار مفصولاً عنه فلا یأخذہ۔  
 ۵۲، قال فی الکتاب فان جذہ المشتري سقط عن الشفیع حمصہ قال رضی اللہ عنہ وھذا جواب الفصل الاول لانه دخل فی البیع مقصوداً فیقابلہ شیء من الثمن اما فی الفصل الثانی یاخذہ ما سوی الثمن بحبیب الثمن لان الثمن لم یکن موجوداً عند العقد فلا یكون مبیعاً الا شیئاً فلا یقابلہ شیء من الثمن واللہ اعلم۔

۵۰، اگر ایک زمین خریدی اور اس کے دھنوں پر خریدنے وقت پہل نہیں تھا اگر مشتری کے پاس اگر دھنوں پر پہل گیا اور شفیع کو زمین کے علاوہ دھنیں بھی خریدیں اس واسطے کہ البیع پہل ہی بیع کے لئے لازم اور بیع کا اثر اس کے لئے بھی ہو گیا تو کسی مثال پر بھی یہ کہ کسی شخص ایک عاملہ لڑکی کو خریدے اور مشتری کے پاس اگر اس کے کچھ پیدا ہو تو وہ مشتری کی ملک کا ہے، اگر مشتری نے زمین کو خرید کر اس کے دھنوں کا پہل توڑ دیا بعد ازاں شفیع حاضر ہوا تو وہ پہل کو زمین سے لے سکتا خواہ خریدنے وقت دھنوں پر پہل موجود ہو خواہ مشتری کے پاس اگر لڑکی پہل کر لیا ہو اس واسطے کہ اب وہ پہل زمین کا تابع نہیں رہا بلکہ جدا گانہ ہو کر رہ گیا لہذا اس کو زمین سے لے سکتا ہے۔

۵۳، تقدیری میں بیان کیا ہے اگر مشتری نے پہل کو توڑ دیا تو پہل کی قدر شفیع کے لئے نہیں بنی کر دیا جائیگا نصف رقم کا قول ہے کہ یہ اوس صورت میں ہے جبکہ خریدنے وقت دھنوں پر پہل موجود ہو اس واسطے کہ اس وقت میں پہل بیع کے اندر مقصود یا لذات ہو گا اور دھن اس کے اوپر قسم ہو جائیگا اور اگر پہل اس وقت دھنوں پر نہیں تھا بلکہ مشتری کے پاس اگر پہل آیا تو وہ بیع کے اندر بالذات داخل ہو گا بلکہ بالبیع داخل ہو گا اور دھن کا کوئی حصہ اس کے مقابل نہ رہا جائیگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

باب ما تجب فیہ الشفعة وما لا تجب  
 اس بات کا بیان کہ کس چیز میں شفیع ثابت ہوتا ہو اور کس چیز میں نہیں ثابت ہوتا

۷۸، قال الشفعة واجبة في العقار

وان كان مالا يقسم

۷۹، وقال الشافعي لا لا شفعة

فيما لا يقسم لان الشفعة انما وجبت

دفعاً لمؤنة القسمة وهذا لا يتحقق

فيما لا يقسم ولنا قوله عليه

السلام الشفعة في كل شيء عقار

او رابع الى غير ذلك من العمومات

ولان الشفعة سببها الاتصال

في الملك والحكمة دفع ضرر سوء

الجوار على ما مر وانما ينتظم

القسمين بما يقسم وما لا يقسم وهو

الحمام والرحى والبئر والطريق

۸۰، قال ولا شفعة في العروش

والسفن لقوله عليه السلام لا شفعة

الا في رابع او حائط وهو جبة على

مالك سر في ايجابها في السفن

ولان الشفعة انما وجبت لدفع

ضرر سوء الجوار على الدوام

والملك في المنقول لا يدوم حسب

دوامه في العقار فلا يلحق

بہ

۸۱، وفي بعض نسخ المختصر

ولا شفعة في البناء والفل اذا

بيعت دون العرصة وهو صحيح

۷۸، شفعة غير منقول چیز میں ثابت ہوتا ہو اگر چاہے کسی

تقسیم ہو سکے۔

۷۹، امام شافعی نے یہ کہہ دیا کہ جہاں منقولات کی شفعہ نہیں ہو سکتی اور زمین

ثابت نہیں ہوتا اس واسطے کہ ان کے نزدیک شفعة ایسے مقرر کیا گیا ہو

کہ تقسیم کرنے کی وقت نہ کرنی پڑے اور چیزیں خود قابل تقسیم ہیں جو

اور زمین وقت ہی زمین لازم آسکتی اگر شفعة مقرر کیا جائے جسے کسی ملک

یہ کہ اگر شفعت علی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے شفعة ہر چیز میں ہے

خواہ زمین ہو یا مکان ہو و علی ہذا فیئاس اور بت ہی امارت میں

جن سے عام طور پر عام غیر منقولات میں شفعة کا ہونا ثابت ہوتا ہو

علاوہ بریں شفعة کا سبب اتصال ملکیت ہو اور اس کے اندر ملک

یہ کہ اگر کوئی کو جو اس کے ضرر سے اس رہے اور یہ بات تمام غیر منقول

کو شامل ہے خواہ وہ تقسیم کے قابل ہو یا نہ ہو جیسے

عام چھٹی کتاب تاسمہ۔

۸۰، منقولات چیزیں نہیں اور کشتی میں شفعة نہیں ہے

اس واسطے کہ اگر شفعت علی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر مکان

یا بلع کے کسی چیز میں شفعة نہیں ہے اور امام مالک رحمہ کے

دیکھ کر کشتی میں شفعة ثابت ہوتا ہے مگر یہ حدیث اس کے

اور حریت ہے اور منقولات میں شفعة ثابت نہ ہونے کی وجہ سے

دلیل یہ ہے کہ شفعة ضرر جوار کے دور کرنے کے لیے مقرر ہوا ہو

اور منقولات میں ہر شے کے لینے ملکیت نہیں ہوتی بلکہ

غیر منقولات میں ہوتی ہے لہذا غیر منقولات کا حکم

ان کو نہیں دے سکتے۔

۸۱، قدوری کے بعض نسخوں میں لکھا ہو کہ اگر عمارت یا

درخت غیر زمین کے فروغ ہو تو زمین میں شفعة ثابت نہ ہوگا

اور یہ قول صحیح ہے چنانچہ مسطور میں بھی اس کو بیان کیا جا چکا ہے

کہ عورت اور مرقون کو زمین کے بغیر قیام نہیں ہو سکتا لہذا وہ منقولات میں داخل ہیں بخلاف بالافانہ کے اگر اس کا منہ بچے کے مکان میں کوہ کر نہ ہو اور وقت بھی حرام کی وجہ سے نیچے والے کو بالافانہ میں اور بالافانہ والے کو نیچے کے مکان میں حق شفعة ثابت ہوتا جو اس واسطے کہ بالافانہ کو ہمیشہ کے لیے نیچے کے مکان کا قائم چسکا حق ہو لہذا اور کسی کو غیر منقول کا حکم دیا گیا ۸۲۱ شفعة کے اندر مسلمان اور ذمی سب برابر ہیں اس واسطے کہ جن رضوں سے حق شفعة ثابت ہوتا جو ان میں کسی کی تفسیر کا بیان نہیں ہو بلکہ وہ عام ہیں ملاوہ ہیں شفعة کا جو سبب ہو اور اس کے مقرر کرنے میں جو حکمت ہو اور میں بھی مسلمان اور ذمی برابر ہیں لہذا استحقاق میں بھی برابر ہونگے اس واسطے مرد اور عورت بائع اور نا بائع باغی اور اہل حق مرد اور غلام و بشرہ طبعیہ ماذون یا مکاتب ہو سب برابر ہوتے ہیں۔

۸۲۲ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی اور کسی یا کئی کا عوض کسی قسم کے مال کے مالک ہو تو اس میں شفیع کا شفعة ثابت ہو جاتا ہے اس لیے کہ جب عوض کسی قسم کے مال کے مالک ہو اور وہ شفعة کے معنی اس میں مل جائے یا نہ ملے یعنی شفیع اس مال کا مثل ادا کر کے بیچ کو لے سکتا ہے خواہ موروۃ مثل را کر کے خواہ قیمت کے اعتبار سے چنانچہ اس کی حد میں مذکور ہو چکی ہے ۸۲۳ اگر عوض ایک مکان کے کسی عورت سے نکاح کیا یا عورت نے عوض ایک مکان کے فائدے سے غلام کیا یا ایک مکان کی عورت کو بیچ ایک مکان کے کچھ مدت کے لیے کر لیا یا کسی نے دوسرے کو قصداً قتل کر ڈالا اور مقتول کے وارثوں نے قاتل سے ایک مکان لیکر راضی نامہ کر لیا یا ایک مکان کے عوض غلام کر لیا

مذکورہ فی الامل لانہ لا قرار له فکان نقلیاً و هذا بخلاف العلو حیث یستحق بالشفعة ویستحق به الشفعة فی السفل اذ الم یکن طرفین العلوفہ لانہ بما له من حق القرار التحق بالعقار۔

۸۲۴، قال والمسلم الذمی فی الشفعة سواء للعمومات ولا یفہا یستویان فی السبب والحکمة فیستویان فی الاستحقاق و لهذا یستوی فیہ الذکر والانی الصغیر والکبیر والباغی والعادل والحر والعبد اذ اکان ماذوناً او مکاتباً۔

۸۲۵، قال و اذا ملک العقار بعوض فهو مال وجبت فیہ الشفعة لانہ امکن مراعاة شرط الشرع فیہ وهو المملک بمثل ما سئل بہ المشتري صورۃ اوقیمة علی مامر۔

۸۲۶، قال ولا شفعة فی الدار التي یتزوج الرجل علیها او یخالم المرأة بها او یستاجر بها داسرا او غیرها او یعالم بها عن دم عمد او یعتق علیها عبد الا ان الشفعة عندنا

انما تجب فی مبادلة المال بالمال  
لما بینا وهذه الاعراض ليست  
باموال فایجاب الشفعة فیها خلاف  
المشروع وقلب الموضوع۔

۱۵۰) وعند الشافعی لا تجب فیها  
الشفعة لان هذه الاعراض متفقہ  
عندہ فانما ینبغي الاخذ بقیمتها ان  
تقدر بمثلها كما فی البیع بالعرض  
بخلاف الهبة لانه لا عوض فیها  
راسا وقوله یناتی فیما اذا جعل  
شقصاً من داسر مهوراً وما یناضیه  
لانه لا شفعة عندہ الا فیہ ونحن  
نقول ان تقوم منافع البضع فی  
النکاح وغیرہا بعد الا جاسرۃ  
ضارسی فلا ینظر فی حق الشفعة  
وکذا الدم والعق غیر متقوم لان  
القیمۃ ما یقوم مقام غیرہ فی المعق  
الخاص المطلوب ولا یتحقق فیہما  
۱۵۱) وعلى هذا اذا تزوجها بغير  
مهر ثم فرض لها الدار مهوراً لانه  
بمآزلة المفروض فی العقد فی  
کونه مقابلاً للبضع بخلاف  
ما اذا ابا عها بمهر المثل او بالمسوی  
لانه مبادلة مال بمال۔

وہیئت کے متعلق نہیں ہوتے

توان سب مکانات میں شفعہ ثابت نہیں ہوتا اسلئے کہ صغیر کے نزدیک  
مبادلة مال بال مال کی صورت میں شفعہ ثابت ہو تا جو در شفعہ کے  
متعلق بنائے جاسکتے اور بیان تمام چیزیں جسکے عوض مکان کو دیا جو  
مال کے قبیلے میں نہیں ہوتا لہذا انکے لئے شفعہ کا ثابت ہونا چاہیے۔

۱۵۱) شافعی کے نزدیک یہ مذکورہ بالا میں شفعہ ثابت ہو تا جو  
اسلئے کہ انکے نزدیک ان سب چیزوں کے قبضہ ہو اور انکے اصل شفعہ کرنا  
اور اگر مکان ہو لہذا انکے قیمت دیکر مکان کو لے سکتا ہے جیسے کہ مکان بعض  
ظلام یا گولے وغیرہ کے فروخت ہو تو ضعیف کو گولے وغیرہ کی قیمت  
اور اگر ناچکی یا خان ہے کہ اگر وہ زمین سے عوض ہو نہیں پایا جاتا  
مگر شافعی کے نزدیک ان صورتوں کے لئے شفعہ حرم اس وقت  
ثابت ہو سکتا ہے کہ مکان کا ایک حصہ مہر وغیرہ قرار دیا جائے کہ اگر  
مکان کے شریک کو حق شفعہ ثابت ہو جائیگا ورنہ ثابت نہ ہوگا اسلئے  
کہ انکے نزدیک ہر کوئی حق شفعہ نہیں جو ضعیف کی طرف سے اسکا حلیہ ہو  
کہ شریک کے منافع وحق ہذا فیما یس عقد اجارہ کے اللہ اور منافع قیمت  
گوگون کی ضرورت کا لحاظ و اگر شریک نے مقرر کیا ہے لہذا شفعہ کے اعتبار سے  
ان چیزوں کی قیمت کا نہ لیا گیا اسلئے حق قتل کرنے اور آزاد کرنے کے  
اصل میں کوئی قیمت نہیں ہے اسلئے کہ قیمت انکو کسے نہیں جو دوسری چیز کے  
غرض خاص بھلائی میں قائم مقام ہو سکے اور اس کرنے یا آزاد کرنے کے لئے  
۱۵۲) اگر ایک عورت سے نکاح کیا اور نکاح کے وقت کچھ مہر میں شریک  
مگر انکے بعد ایک مکان اور کچھ مہر قرار دیا اس مکان میں بھی شفعہ نہ ہوگا  
اسلئے کہ شریک کے عوض ہونے میں اس کا حکم ایسا ہی ہے جیسے مطلق کے  
وقت مقرر کرنے میں ہوتا بخلاف اس صورت کے کہ بعض مہر  
مثل یا مہر میں کے ایک مکان کی عورت کے ہاتھ فروخت کر دے کہ بالہ  
مالیہ کی وجہ سے اس میں شفعہ ثابت ہو جائیگا۔

۱۵۳) اگر ایک عورت سے بعض ایک مکان کے باہر قرار دیا

۱۵۴) ولو تزوجها علی داسر علی

ان ترد علیہ الفا فلا شفعة فی جمیع  
الدا اسرا عند الی حلیفہ سراً وقال  
تجب فی حصۃ الالف لانہ مبادلة  
مالیۃ فی حقہ وهو یقول معنی الیم  
فیہ تابع ولہذا ینتقد بلفظ التکاح  
ولا ینفد بشرط التکاح فیہ ولا  
شفعة فی الاصل فکذا فی التقمع  
ولان الشفعة شرعت فی المبادلة  
المالیۃ المقصودۃ حتی ان المضارب  
اذ اباع داسرا و فیہا ربح لا یشترک  
رب المال الشفعة فی حصۃ الربح  
لکونہ تابع فیہ۔

۸۸، قال اویصالہ علیہا بالتکارب  
فان صالحم علیہا باقرار وجبت  
الشفعة قال رفوف اللہ عنہ ہکذا  
ذکر فی اکثر نسخ المتخصر والعصر اویصالہ  
عنها بالتکارب مکان قولہ علیہا اذا صالحم  
عنها بالتکارب بقی الدار فی بدۃ فہو  
یزعم انہا لم تزل عن ملکہ وکذا  
اذا صالحم عنها بسکوت لانہ یحصل  
انہ بذل المال افتداء لیمینہ  
وقطعا لشفع خصمہ کما اذا انکر  
صریحاً بخلاف ما اذا صالحم عنها  
باقرار لانہ معترف بالملک  
للمدعی وانما استفادۃ بالعلم

کلی کیا کہ وہ حجت نہ ارد ویر اسکا و اگر سہ تو ابو نفیرہ کے نزدیک  
اوس مکانین بالکل شفعہ نہ ہوگا اور صاحبین رحمہ کے نزدیک فقہ نہ ہو  
محبوب کے مکان کے ایک حصہ میں شفعہ ہوگا اس واسطے کہ اوس قدر  
حصہ میں بادلہ الیہ یا یا با تا بخرام صاحب ہر کی طرف سے  
یہ جواب پڑ کہ بیچ کے سببے اوس مکانین بالشیعہ پائے جاتے ہیں۔  
ولہذا نکاح کی لفظ سے اس کے بیچ ہو جاتی ہے لہذا نکاح کی لفظ سے شفعہ نہ ہو  
فاسو نہیں ہوتی اور اگر حقیقت میں بیچ ہوتی تو ضرور فاسد ہو جاتی  
اور نکاح کے اندر شفعہ نہیں ہوتا لہذا اس بیچ میں بیچ کے نکاح کی لفظ سے شفعہ نہ ہوگا  
ملا وہ بیچ شفعہ اوس ہمارا کہ لہذا ہر گاہ کیا بیچ ہو تو ضرور فاسد ہو جاتی ہے  
اگر مضارب ایک مکان فروخت کہہ میں بیچ جائے ایک حصہ ہر طرف بالکل  
کو اوس حصہ کہہ میں شفعہ کا استحقاق نہیں ہوتا اس واسطے کہ اوس میں  
اوس حصہ کی بیچ واقعہ داخل ہے۔

۸۸، اگر ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے  
انکار کیا بعد ازان مدعی علیہ نے مدعی کو ایک مکان دیکر نصیب کر لیا  
تو اس مکان میں شفعہ نہ ہوگا اگر مدعی علیہ نے مال کا اقرار کرنے کے بعد نہ کیا  
یہ مکان دیکر سہل کر دے شفعہ نہ ہوگا اگر شفعہ دہنے میں نہ کیا ہو کہ شفعہ  
اکثر شخصین علیہا کا لفظ ہے کہ شفعہ دہنے میں نہ ہوئے تو مدعی علیہ نے  
کہ علیہا کی جگہ علیہا کا لفظ ہے اوس کے موافق ہے شفعہ دہنے کے اگر شفعہ دہنے  
مابین ایک مکان میں متنازع ہو اور مدعی علیہا میں نہ ہو اور نہ ہو کہ اگر  
مدعی سے سہل کرے اور وہ مکان دیکر شفعہ دہنے میں نہ ہو کہ ایسے وقت میں  
مدعی علیہ نے مکان میں بیچاس مکان کو اپنی ملک سمجھتا تھا اور اب بھی سمجھتا ہے  
تو اس مکان میں شفعہ نہ ہوگا اس واسطے کہ اگر کچھ مدعی علیہ نے سکوت کیا  
اور کچھ مال دیکر مدعی سے سہل کر لی تو میں اس مکان میں کہ شفعہ نہ ہوگا ایسے مکان  
پر اور مدعی علیہ نے مدعی کا شفعہ دہنے کے بعد اوس قسم سے بیچ کے لیے مال فروخت  
کیا جو سہل کرے مدعی کا شفعہ دہنے میں نہ ہو کہ ایسے وقت میں کہ

اگر ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے انکار کیا بعد ازان مدعی علیہ نے مدعی کو ایک مکان دیکر نصیب کر لیا تو اس مکان میں شفعہ نہ ہوگا اگر مدعی علیہ نے مال کا اقرار کرنے کے بعد نہ کیا یہ مکان دیکر سہل کر دے شفعہ نہ ہوگا اگر شفعہ دہنے میں نہ کیا ہو کہ شفعہ اکثر شخصین علیہا کا لفظ ہے کہ شفعہ دہنے میں نہ ہوئے تو مدعی علیہ نے کہ علیہا کی جگہ علیہا کا لفظ ہے اوس کے موافق ہے شفعہ دہنے کے اگر شفعہ دہنے مابین ایک مکان میں متنازع ہو اور مدعی علیہا میں نہ ہو اور نہ ہو کہ اگر مدعی سے سہل کرے اور وہ مکان دیکر شفعہ دہنے میں نہ ہو کہ ایسے وقت میں مدعی علیہ نے مکان میں بیچاس مکان کو اپنی ملک سمجھتا تھا اور اب بھی سمجھتا ہے تو اس مکان میں شفعہ نہ ہوگا اس واسطے کہ اگر کچھ مدعی علیہ نے سکوت کیا اور کچھ مال دیکر مدعی سے سہل کر لی تو میں اس مکان میں کہ شفعہ نہ ہوگا ایسے مکان پر اور مدعی علیہ نے مدعی کا شفعہ دہنے کے بعد اوس قسم سے بیچ کے لیے مال فروخت کیا جو سہل کرے مدعی کا شفعہ دہنے میں نہ ہو کہ ایسے وقت میں کہ

فكان مبادلة مالية اما اذا اصاب  
عليها باقتراض او سكوت او افكار  
وجبت الشفعة في جميع ذلك لانه  
اخذها عوضا عن حقه في نزعها  
اذا لم يكن من جنسه فيعامل  
بنزعها.

٨٩، قال ولا شفعة في هبة لما ذكرنا  
إلا أن تكون بعوض مشروط لأنه يبيع  
استثناءً ولا بد من القبض وإن لا يكون  
الموهوب ولا عرضه شائعاً لأنه  
هبة ابتداء وقد قررنا  
في كتاب الهبة.

٩٠٠ بخلاف ما إذا لم يكن  
العرض مشروطاً في العقد لأن كل  
واحد منهما هبة مطلقة إلا أنه  
أشبه منها ما متنع الرجوع

٩١٠ قال ومن باع بشرط  
الخيار فلاشفعة للمضيق لان بيعه  
نزوال الملك عن المانع وان  
اسقط الخيار وجبت الشفعة  
لان نزول المانع عن النزول و  
يشترط الطلب عند سقوط الخيار  
في العمير لان البيع يصير سببا لنزول  
الملك عند ذلك -

کدو علیہ غزوہ کو مسلح کر کے اپنے کدو اس وقت میں اڑا مکان میں بھیجی  
ملک کا سفیر اور مسلح کرنے کے بعد کدو علیہ کی خدمت حاصل ہوئی اور نہ ملے  
مالیہ پانے کی طرح وہ اس میں غصہ ثابت ہو گا اور اگر دمی نے جو علیہ پر  
کچال کا دھوکا کیا تھا اور دمی علیہ مذکور مکان میں کچالوں سے نصیحت کیا  
تو وہ بالوں میں غصہ میں ثابت ہو گا خواہ دمی علیہ نے مال کا انکار کیا ہو  
خود حکومت یا انکار کیا ہو اس واسطے کہ پانچ گیارہ دمی نے دھوکا ہونے پر  
۸۹) اگر کسی شخص کو کسی ایک مکان میں یہ کیا دوسرے مکان میں غصہ ہو گا  
کہ بغیر بدلہ مال کیسے کشفہ نہیں ہوتا اگر اگر جس کے اندر مرض کا دھوکہ  
قرار پایا ہو تو اس مکان میں غصہ ثابت ہو گا اس واسطے کہ اگر کسی جہم  
میں ہو گا اگر اگر بران غصہ ثابت ہوئے میں ایک دوسرے بدلہ کا جہم  
کرنا یا شرط دمی مشروط ہو کہ دے دے نہ مکان کا کوئی مال غیر غصہ  
جہم نہ کیا ہو اس واسطے مرض ہی اس واسطے غصہ ہو نہ اس واسطے کہ آخر ایک اگر  
۹۰) اگر سپہ کے اندر مرض کی شرط نہیں لگائی تھی کہ سپہ کرنے والے کو کچے  
بدلیں کچال دوسرے نے دیا تو اس مکان میں غصہ ثابت ہو گا یا اگر اگر دھوکہ  
ماچا ہے یا جہم پہنچا ہے اگر اگر اگر کچھ کہ مرض لگایا ہو اس واسطے کہ اگر  
ان جہم کے دوا میں نہیں لے سکا۔

(۹۱) اگر ایک مکان فروخت کیا اور بائع نے اپنا اختیار اس کے لئے  
 شکر کر لیا اور اس کا نہیں ختم نہ ہو گا۔ لیکن اگر بیعہ اس مکان پر ایک  
 کیفیت داخل نہیں ہوئی ہو اور اگر اس نے اپنا اختیار اس کے لئے ختم نہ  
 کیا ہو یا بیعہ اس کے لئے ختم نہ ہو یا اگر اس کی کیفیت داخل ہو گئی مگر قول صحیح  
 سے موافق اختیار کے ساتھ ہو تو یہ بیعہ صحیح و طلب ختم کرنا جائز ہے  
 اس واسطے کہ وہ بیعہ اختیار کی ساتھ ہو تو یہ ہند ال گلیہ کا  
 سبب ہوگی۔

ہوتے ہیں۔ ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔  
ان کے لئے یہ سب کچھ ہے۔

۱- کلام

75

د) اگر ایک مکان ضیاء الہیہ پر انتیاد میں شریک رہا تو شفعہ

۹۲، وان اشترى لبشر بالخيار





ثابت بالشرع لدفع الفساد وفي اثبات حق الشفعة تقرير الفساد فلا يجوز بخلاف ما اذا كان الخيار للمشتري في البيع الصحيح لانه صار اخص به نصرا فان في بيع الفاسد ممنوع عنه.

۹۵، قال فان سقط حق الفسخ وجبت الشفعة لزوال المانع ۹۶، وان بيعت داس بجدها وهي في يد البائع بعد فله الشفعة بقاء ملكه وان سلمها الى المشتري فهو شفيعها لان الملك له ثم ان سلم البائع قبل الحكم بالشفعة له بطلت شفعت كما اذا باع بخلاف ما اذا سلم بعد لان بقاء ملكه في الداس التي يشفع بها بعد الحكم بالشفعة ليس بشرط بقية الماخوذ لا بالشفعة على ملكه وان استردها البائع من المشتري قبل الحكم بالشفعة له بطلت لا تقطع ملكه عن التي يشفع بها قبل الحكم بالشفعة وان استردها بعد الحكم بقية الثانية على ملكه لما دبتا۔

۹۷، قال واذا اقلسم الشركاء

تلك فساد فيسري بانه اور اس کے لئے شفعہ کا حکم دینے میں مسئلہ ہوتا ہے رکھا ہو لہذا تو بین شفعہ میں ہو سکتا خلاف اس صورت کے کہ بیع صحیح کے لئے شفعہ کا اختیار نہ ہو گیا ہو ایسی کہ زمین بائع کو اختیار باقی نہیں رہتا بلکہ شفعہ کو بیع کے لئے اندر اندر سے شرح تفسیر کے مطابق لازم کرنے یا نسخ کرنے کا اختیار ثابت ہو جاتا ہو ایسی صورت میں اندر شرح مشتری کو بیع کے لئے صرف کرنا منع ہو تا ہے۔

۹۵، اگر بیع فاسد کے لئے کسی بیع سے شرح مطلق ہو جائے مثلاً مشتری اس مکان کو دوسرے کے ہاتھ فروخت کرے تو اس مکان میں شفعہ ثابت ہوگا۔

۹۶، اگر ایک مکان بیع فاسد سے فروخت ہوا اور ہنوز وہ بائع کا قبضہ میں تھا اور اسکے بیویوں ایک اور مکان فروخت ہوا تو اس دوسرے مکان میں بائع کا شفعہ ثابت ہوگا ایسی کہ اب تک وہ بائع کی ملکیت میں تھا اور مشتری کو دے چکا تھا تو مشتری کا شفعہ ہوگا ایسی کہ اب مشتری کی ملکیت میں تھا اور اگر بائع نے یہ شفعہ کا حکم نہیں ہوا تھا کہ وہ نہ چاہتا

مشتري کے قبضہ میں دے یا تو بائع کا شفعہ باطل ہو جائیگا بشرط شفعہ قبل ان کہ بیع اپنے مکان کو فروخت کرے تو اس کا شفعہ باطل ہو جائیگا اور اگر بائع نے بائع کے لئے شفعہ کا حکم یہ یا تھا اسکے بعد بائع نے اپنے مکان پر مشتری کو دیا تو بائع کا شفعہ باطل نہیں ہوتا ایسی کہ حکم بالشفعة کے بعد شفعہ کا حکم اپنے مکان میں قائم ہو تا ہنوز مشتری نہیں ہوا لہذا وہ مکان مشغوبہ بائع کی ملکیت میں قائم رہیگا اور اگر قاضی نے ہنوز اس کے لئے شفعہ کا حکم نہیں دیا تھا اور اگر قاضی نے اپنے مکان میں کو بیع فاسد سے فروخت کیا تھا مشتری سے واپس کر لیا

تو مشتری کا شفعہ باطل ہو جائیگا بشرط ان کہ حکم شفعہ مشتری کی ملکیت میں اس مکان سے منقطع ہو گئی جیسکہ ذمہ سے اس کو شفعہ تھا اور اگر قاضی نے مشتری کے لئے شفعہ کا حکم دیا تھا اور اسکے بعد بائع نے اپنے مکان کو واپس کر لیا

تو وہ مکان مشغوبہ مشتری کی ملکیت میں داخل ہو جائیگا بشرط ان کہ حکم شفعہ کے بعد

۹۷، اگر چند شراکے نے ایک ملک یا دکان کو باہم تقسیم کر لیا تو اس تقسیم کے بعد

اگر بیع فاسد ہو جائے

اگر بیع فاسد ہو جائے

اٹکے بار کو حق شفعہ نہ حاصل ہو جائیگا اسلئے کہ اور غرضی نے  
 اپنے حصے میں لے لی تھی۔ لہذا ایک شریک دوسرے  
 شریک کو تقسیم کرنے پر مجبور کر سکتا ہے اور شفعہ  
 مبادلہ مطلقہ کے اندر ثابت ہوتا ہے۔

\* \* \* \* \*

۹۸، اگر ایک مکان فروخت ہوا اور اس کے شفعہ نہ شفعہ کو  
 ترک کر دیا بعد ازاں خیال رویت یا شرط یا عیب کی وجہ سے  
 مشتری نے حکم قاضی وہ مکان واپس کر دیا تو شفعہ کا اب اس  
 مکان میں شفعہ ثابت نہ ہو گا خواہ مشتری نے قبضہ کیا ہو یا نہ  
 کیا ہو اسلئے کہ یہاں بیع کا کل نسخہ پایا جاتا ہے اور وہ مکان  
 صلیح بائع کی ملک تھا بدستور اس صلیح اس کے ملک میں  
 قائم ہو گیا اور شفعہ ایک عقد مجدد کرنے سے  
 ثابت ہوتا ہے۔

۹۹، اگر ایک مکان فروخت ہوا اور شفعہ نے اس میں بیع نہ  
 ترک کر دیا بعد ازاں عیب کی وجہ سے بغیر حکم قاضی مشتری نے  
 اس مکان کو واپس کر دیا یا بائع اور غرضی نے بیع کا انکار کر لیا  
 پھر غرضی نے کسی کے ساتھ کسی عیب وغیرہ کے واپس کر لیا اس  
 مکان میں شفعہ کا شفعہ ثابت ہو جائیگا اسلئے کہ بائع اور غرضی کو  
 اپنی ذات کا اختیار و ادا دہانے میں بیع نسخہ ہو جائیگا اسلئے کہ لکھو  
 نسخہ کرنا منظور تھا اگر شفعہ کے حق میں وہ بیع مجدد بھی ہو جائیگا  
 کہ اس کے اور بیع کے بغیر مبادلہ مال بالقرض یا بی بیع بائعین  
 اگر یہ ملک اس صورت میں ہو کہ مشتری نے قبضہ کر کے بعد مکان پر بیع کر لیا  
 اسلئے کہ قبضہ کرنے سے قبل واپس کرنا بیع و بیع کا نسخہ کرنا اور اگر بیع کر لیا  
 (۱۰۰)، بیع میں غرضی نے بیع کر لیا اور لا شفعہ فی قبضہ ولا خلافہ  
 یعنی باہم تقسیم کرنے کے صورت میں خسار ویت کی وجہ سے مکان کے

العقار فلا شفعة لجارهم بالقسمة  
 لان القسمة فيها معنى الانقراض  
 ولهذا يجري فيه الجبر والشفعة  
 ما شرعت الا في المبادلة  
 المطلقة۔

۹۸، قال واذا اشترى داسرا  
 فسلم الشفعين الشفعة ثم ردها  
 المشتري بجبار روية او شرط  
 او لعيب بقضاء قاض فلا شفعة  
 للشفيع لانه فسخ من كل وجه فغاد  
 الى تقديم ملكه والشفعة في انشاء  
 العقد ولا فرق في هذا بين القبض  
 وعدمه۔

۹۹، وان ردها بعيب بغیر  
 قضاء او تقایلا البیع فله شفیع المشفعة  
 لانه فسخ فی حقهما ولا یتبعا علی  
 الفسخ ما وقد قصدا الفسخ وهو بیع  
 جدید فی حق ثالث لوجود حد البیع  
 وهو مبادلة المال بالمال بالتراضی  
 والشفیع ثالث ومراد بالرد بالعیب  
 بعد القبض لان قبله فسخ من  
 الاصل وان كان بغیر قضاء علی  
 صاعوف۔  
 ۱۰۰، وفي الجار مع الصفي ولا شفعة  
 في قسمة ولا خيار رؤية وهو مبسر

۹۸، اگر ایک مکان فروخت ہوا اور شفعہ نے اس میں بیع نہ ترک کر دیا بعد ازاں عیب کی وجہ سے بغیر حکم قاضی مشتری نے اس مکان کو واپس کر دیا یا بائع اور غرضی نے بیع کا انکار کر لیا پھر غرضی نے کسی کے ساتھ کسی عیب وغیرہ کے واپس کر لیا اس مکان میں شفعہ کا شفعہ ثابت ہو جائیگا اسلئے کہ بائع اور غرضی کو اپنی ذات کا اختیار و ادا دہانے میں بیع نسخہ ہو جائیگا اسلئے کہ لکھو نسخہ کرنا منظور تھا اگر شفعہ کے حق میں وہ بیع مجدد بھی ہو جائیگا کہ اس کے اور بیع کے بغیر مبادلہ مال بالقرض یا بی بیع بائعین اگر یہ ملک اس صورت میں ہو کہ مشتری نے قبضہ کر کے بعد مکان پر بیع کر لیا اسلئے کہ قبضہ کرنے سے قبل واپس کرنا بیع و بیع کا نسخہ کرنا اور اگر بیع کر لیا (۱۰۰)، بیع میں غرضی نے بیع کر لیا اور لا شفعہ فی قبضہ ولا خلافہ یعنی باہم تقسیم کرنے کے صورت میں خسار ویت کی وجہ سے مکان کے

والس کر کے کہ حالت میں شفۃ ثابت نہیں ہوتا اسکی وجہ یہ بیان کر کے کہ میں اس خیار و یا لفظ قسم کے اوپر مخطوط ہوا ہے کہ اوپر مخطوط کر کے نصیب کے ساتھ پڑھنے کی روایت غلط ہے اس لیے کہ اس تقدیر پر پڑھنے ہو گئے کہ تقسیم کے اندر شفۃ اور خیاریت ثابت نہیں ہوتا مالانکر یہ بات صحیح نہیں ہے کہ کتاب القسمینا بقیر کسی قسم کے امتحان کے یہ مسئلہ مذکور ہے کہ تقسیم میں خیاریت اور خیاریت ثابت ہوتا ہے اس لیے کہ خیاریت اور خیاریت اس حق کے اندر جبکہ لازم ہونا رضامندی پر موقوف ہے ایسے وقت میں ثابت ہوتی ہیں کہ رضامندی میں ایک قسم کی کمی پائی جائے اور یہ منسے تقسیم کے اندر بھی ہو جرمین والہ جہانہ علم

الراء ومعنا لا شفۃ بسبب الرد بخیار الرویۃ لما بینا ولا قسم الروایۃ بالقسم عطفاً علی الشفۃ لان الروایۃ محفوظۃ فی کتاب القسمۃ انہ یثبت فی القسمۃ خیار الرویۃ وخیار الشرط لانہما یثبتان لخلل فی الرضاء فیہما یتعلق لزومہ بالرضاء وهذا المعنی موجود فی القسمۃ واللہ سبحانہ اعلم۔

## باب ما تبطل به الشفۃ

### ان امور کا بیان جن سے شفۃ باطل ہو جاتا ہے

(۱۰۱) قال واد اترك الشفۃ الاستناد حين علم بالبيع وهو يقدر على الغلط بطلت شفۃ لا عراضه عن الطلب وهذا لان الاعراض انما يتحقق حالة الاختيار وهي عند القدر وكذا ان اشهد في المجلس ولم يشهد على احد المتبايعين ولا عند العقار وقد ارضنا لا فيما تقدم۔

(۱۰۲) قال وان صالح من شفۃ علی عوض بطلت شفۃ وسرد العوض لان حق الشفۃ ليس بحق متقرر في المحل بل هو مجرد حق القدرات فلا يصح الاعراض عنه ولا يترتب

(۱۰۱) اگر شفۃ کو صحیح کا حامل معلوم ہوا اور کسی عذر کے اس نے طلب حاجت کو ترک کیا تو شفۃ باطل ہو جائیگا اس لیے کہ طلب کرنے سے اس کا اعراض پائے گا اور عذر نہ ہونے کی اس لیے قید لگائی کہ اگر اس مال اختیار میں پایا جاتا ہے اور عذر کی حالت میں اس کو اختیار میں ملے کہ وہ مجبور ہو جائے اس لیے کہ اگر شفۃ نے طلب حاجت کی مگر اس کے بعد طلب اشہاد کی عینہ یا بیع یا شری یا اسکان کے پاس جا کر لگوں کا طلب گرانہ کرے تو بھی شفۃ باطل ہو جائیگا۔

• • • • •

(۱۰۲) اگر شفۃ نے رضی علیہ سے کچھ الیکر شفۃ سے فیصلہ کر لیا تو شفۃ باطل ہو جائیگا اور مال بھی واپس کرنا چاہئے کہ اس لیے کہ شفۃ کو مکان کے اندر ہونے کی قسم کا حق نہیں ثابت ہوا اور موت اس کو حق ہو کر نہیں آتا اگر کہ اس کا مالک بن سکتا ہو لہذا اس کے حق میں مال کا فیصلہ صحیح نہ تھا اور شفۃ ایسی چیز ہے کہ اگر اس کے ساتھ کر دینے

اسماعیلہ بالجائز من الشرط فبالفاسد  
اولی فیبطل الشرط ولیم الاستقاط  
وکذا الوباء شفعته بمالی لما  
بیثا۔

۱۰۳۱ بخلاف القصاص لانه  
حق متقرر وبخلاف الطلاق  
والعتاق لانه اعتیاض عن ملک  
فی الحبل ونظیره اذا اقال للخنزیرة  
اختاریتی بالعتاق او قال العتین  
لامراته اختارسی تزک الفسخ  
بالعت فاختار ت سقط الخیار  
ولا یثبت العوض والكفالة بالتفس  
فی هذا بسنلة الشفعة فی سداية  
وفی اخرى لا تبطل الکفالة ولا یجب  
المال وقیل هذا سداية فی  
الشفعة وقیل هی فی الکفالة خاصة  
وقد اعرّف فی موضعه۔

۱۰۴۱ قال واذا مات الشفیع  
بطلت شفعته۔

وقال الشافعی س لا تورث  
عنه قال س رضی الله عنه معنا  
اذا مات بعد البیع قبل القضاء  
بالشفعة اما اذا مات بعد قضاء  
القاضی قبل نقد الثمن وقبضه  
فالبیع لازم لورثته وهذا نظیر

کوئی جائز شرط لکئی جائز تو جو لکست شرط کپائے جائز ہے  
موقوف نہیں ہوتا بلکہ اس وقت سے شرط ہو جائیگی اور یہ ان کی ایک  
خاص شرط لکئی گئی ہو لہذا وہ شرط باطل ہو جائیگی اور شفعہ شرط ہو جائیگی  
اسی طرح اگر کوئی شخص حق شفعہ کو کسی کے ہاتھ فروخت کر دے تو شفعہ  
موقوف ہو جائیگی اور خریدنے والے کو مال والہیں کرنا ہو جائیگی بخلاف  
قصاص کے کہ اس کے اندر مال نیکر نہیں لکھا گیا اور مست ہے  
اس واسطے کہ قاتل کی ذات پر قصاص میں ایک شخص ثابت ہوتا  
ہے اور طلاق اور عتاق کا مال بھی ہو سکتا ہے اگر کوئی شخص اپنے حق  
لیا جائے تو صحیح ہے اس واسطے کہ ان کے اندر ذات پر حق کلیت ہو جائیگی  
میں کا عوض لیا جائیگا اور اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص اپنے بیٹے  
کو کو طلاق کا اختیار دے چکا ہو بات کے کہ بعض خبر دے دے کہ  
تو کو کو اختیار کر لے یا عتین اپنی بیوی سے یہ بات کے کہ بعض خبر دے دے کہ  
تو کو کو اختیار کر لے اور ان دونوں صورتوں میں بیوی یا سارے  
تو اس کا اختیار طلاق کا حق سے شرط ہو جائیگی اور مادہ کو خبر دے دے کہ  
دینا چاہے اور ایک نہایت کے مواضع کی حالت میں بالتفس کا مال بھی شفعہ  
کے لئے ہو اور دوسری روایت کے موافق اس کو یہ قول نہیں ہو اور بعض  
قول ہے کہ شفعہ میں بھی ایک روایت یہی ہو اور بعض کے نزدیک خاص سے کہ شفعہ

۱۰۴۱ شفعہ کے مر جائے سے اس کا شفعہ باطل ہو جائیگی اور اگر شفعہ  
کے نزدیک نہ رہتا تھا تو یہی اور اس کے خلاف کو شفعہ کا حق ہے جسے  
مصنف نے بیان کیا ہے اس سے وہ صورت مزید ہو کہ شفعہ کا  
بعد بیع اور قبل از حکم قاضی انقضائے ہو جائے اور اگر حکم قاضی قبل  
انقضائے قبل از قبضہ انتقال ہو تو اس کے وارثوں کو بیع لازم ہو جائیگی  
اسی طرح خفیعہ کے نزدیک صورت کے مر جائے سے خیار شرط باطل  
ہو جائیگی اور خیار ربح کے نزدیک باطل نہیں ہو جائیگا بجز کتاب الیموم  
میں اس کا بیان ہو چکا ہے اور خفیعہ کے نزدیک خفیعہ کے مال کو حکم کے بعد

کتاب الشفعة  
اولی فیبطل الشرط  
وکذا الوباء  
بیثا۔  
بخلاف القصاص  
حق متقرر  
والعتاق  
اختاریتی  
لامراته  
بالعت  
ولا یثبت  
فی هذا  
وفی اخرى  
المال  
الشفعة  
وقد اعرّف  
۱۰۴۱  
بطلت  
وقال الشافعی  
عنه قال  
اذا مات  
بالشفعة  
القاضی  
فالبیع  
لورثته

الاختلاف فی خيار الشرط وقدم  
فی البیوع ولان بالموت یزول ملكه  
عن داسر لا یتثبت الملك للوارث  
بعد البیع وقیامہ وقت البیع وبقاؤه  
للمشفیع الی وقت القضاء بشرط فلا  
یسترجب الشفعۃ بدونه۔

مگر اگر ملکیت کا مالک فوت ہو جائے تو خریدار کو بیک وقت مالکیت حاصل ہوتی ہے۔

(۱۰۵) وان مات المشتري لم تبطل  
لان المستحق باق ولم یتغیر سبب  
حقه ولا یباع فی دین المشتري و  
وصيته ولو باعه القاضی او الوصی  
او اوصی المشتري فیها بوصیة للشفع  
ان یبطله ویاخذ الداسر لتقدم حقه  
ولهذا یقضى تصرفه فی حیاتہ

(۱۰۶) قال واذا باع الشفع بالشفع  
به قبل ان یقضى له بالشفعة بطلت  
شفعته لزوال سبب الاستحقاق  
مثل التملك وهو الاتصال بملكه  
ولهذا یزول به وان لم یعلم بشراء  
المشفوعة كما اذا سلم صریحاً او ابرأ  
عن الدین وهو لا یعلم به وهذا  
یخلاف ما اذا باع الشفع داسر  
لبشرط الخیار له لانه یمنع الزوال  
فبقی الاتصال۔

(۱۰۷) قال ووکیل البائع اذا باع  
وهو الشفع فلا شفعة له ووکیل

یہ جو کشفیع کے مرنے سے اپنے مکان سے شفیع کی ملکیت جاتی رہتی  
پسند اور وارثوں کو اس مکان کی ملکیت مکان مشفوعہ کی بیچ کے  
بعد حاصل ہوتی ہے اور شفیع کے اندر بیچ کے وقت شفیع کی ملکیت کا  
قائم ہوتا اور قاضی کے حکم دینے تک ملکیت کا باقی رہتا بشرط ہے  
لہذا وارثوں کا شفیع بیچ کے وقت ملکیت حاصل ہونے کے بعد  
ثابت نہ ہوگا۔

(۱۰۵) مشتری کے مرنے سے شفیع باطل نہیں ہوتا اس واسطے  
کہ شفیع کا حتمی بیع شفیع باقی ہو اور جس سبب سے اس کو حق ثابت  
ہوا پھر اس میں تغیر نہیں ہوا لہذا یہ مکان مشتری کے قرض میں یا اس کی  
وصیت میں فروخت کیا جائے گا اگر بالفرض قاضی یا مشتری کے  
وصی نے اس مکان کو مشتری کے قرض یا وصیت میں فروخت کر دیا مشتری  
خود اس مکان کی کسی وصیت کر گیا جو شفیع کو اس میں حصہ  
بطل کر دے اور مکان کے لئے بیع کا اختیار ہو ایسے کہ اس کو اس وقت جو مال

(۱۰۶) ہنوز قاضی نے شفیع کو مکرم نہیں دیا تھا کہ شفیع نے کہا  
ذاتی مکان فروخت کر دیا تو شفیع باطل ہو جائے گا ایسے کہ مکان  
مشفوعہ میں ملکیت حاصل ہونے سے قبل انتقال کا سبب یعنی  
اتصال ملکیت جاتا رہا لہذا اگر بالفرض شفیع کو مکان مشفوعہ کے  
فروخت ہونے کا علم نہ ہوا وہ اپنے مکان کو فروخت کر دے تو بھی  
شفیع جاتا رہا جو شرط صریح ترک کرنے سے باطل ہو جائے گا اور اگر  
اپنے قرض کو کو لاعلمی کی حالت میں قرض سے بری کر دے یعنی اس کو مکرم  
کے لئے لاویہ قرض ہو تو قرض بری ہو جائے گا جو بیان اس صورت کے  
کہ شفیع اپنے مکان کو فروخت کرے اور اپنا اختیار کر لے ایسے کہ  
اختیار کی وجہ سے ملکیت نازل ہوگی اور مکان مشفوعہ سے اتصال ملکیت باقی

(۱۰۷) اگر کسی شخص نے کچھ کی طرف سے وکیل ہو کر کوئی مکان  
فروخت کرے اور خود یہ وکیل شفیع بھی ہو تو اس کو شفیع ثابت نہ ہوگا

المشتري اذا ابتاع فله الشفعة والاصل  
ان من باع او بيع له لاشفعة له ومن  
اشترى او ابتاع له فله الشفعة  
لان الاول باخذ المشفوعة ليعي  
في نقض ما تم من جهة وهو الباع  
والمشتري لا ينقض شراءه بالاخذ  
بالشفعة لانه مثل الشراء وكذلك  
لو ضمن الد سرك عن البائع وهو  
الشميم فلا شفعة له وكذلك اذا باع  
وشرط الخيار لغيره فامضى بشرط  
له الخيار الباع وهو الشميم فلا  
شفعة له لان الباع تم بامضائه  
بخلاف جانب المشتري وطله الخيار  
من جانب المشتري۔

۱۰۸۱، قال واذا بلغ الشميم انها  
بيعت بالف درهم فسلم ثم علم  
انها بيعت باقل او بخطة او شعير  
قيمتها الف او اكثر فتسلمه باطل  
وله الشفعة لانه انما سلم لاستكثار  
الغن في الاول ولتعذر الجنس  
الذي بلغه وتيسر ما بيع به في  
الثاني اذا الجنس مختلف وكذا كل  
مكيل او موزن او عددی  
مقارِب۔

۱۰۹، بخلاف ما اذا علم انها بيعت

اور اگر خود شفعی مشتری کی طرف سے وکیل ہو کر کوئی دوسرے کو  
اوس کا شفعہ قائم کرے گا اور اس کا شفعہ قائم کرے گا اور اگر خود شفعی مشتری کی طرف سے  
یا کوئی دوسرا وکیل طرف سے کسی کو تو بیع میں اوس کا شفعہ ثابت  
نہیں ہو گا اور جو شخص خود خرید سے کوئی دوسرا وکیل طرف سے خرید سے  
تو اوس کا شفعہ قائم نہ ہو گا اور یہ حال ہے کہ اگر شفعہ کر دے وہی صاحب کو  
یہ گناہ اوس کے حق کا تو نہ ہو گا اور یہ بھی اوس کی جائیداد ہے تو دوسری قسم کا  
شفعہ اگر مکان کو شفعہ کر دے یہ حال ہے کہ اگر شفعہ کر دے تو اس کا شفعہ باطل کرنا  
نہیں چاہیے کہ خرید نہ کر دے شفعہ کر دے یہ حال ہے کہ اگر شفعہ کر دے تو اس کا شفعہ باطل کرنا  
شفعی اشخاص کی طرف سے مشتری کے لیے اس طرح خاص نہیں ہے کہ  
اگر اس کا شفعہ کر دے تو اس کا شفعہ باطل کر دے تو اس کا شفعہ باطل کر دے تو اس کا شفعہ باطل کر دے  
اس طرح اگر ایک شخص خود شفعہ کر دے تو اس کا شفعہ باطل کر دے تو اس کا شفعہ باطل کر دے  
شفعہ کا فقہاء اور محدثین میں شکیلاہ اول سے شفعہ کر دے تو اس کا شفعہ باطل کر دے تو اس کا شفعہ باطل کر دے  
اور یہ حال ہے کہ اگر شفعہ کر دے تو اس کا شفعہ باطل کر دے تو اس کا شفعہ باطل کر دے تو اس کا شفعہ باطل کر دے  
اور اگر شفعہ کر دے تو اس کا شفعہ باطل کر دے تو اس کا شفعہ باطل کر دے تو اس کا شفعہ باطل کر دے  
۱۰۸۱، اگر شفعہ کو مسلم ہو اگر فلان مکان ہزار روپیہ کی فروخت  
ہو گیا اور یہ بات سنگم اور سنہ شفعہ کو کر دے یا بعد از ان  
مسلم ہو اگر ہزار روپیہ کم کر دے یا بعد از ان مسلمان ہو اگر ہزار روپیہ کم کر دے یا بعد از ان  
تحت ایک ہزار روپیہ سے جی یا بعد از ان مسلمان ہو اگر ہزار روپیہ کم کر دے یا بعد از ان  
باطل ہو گا اور شفعہ واجب ہو گا یا علی کے شفعہ نے پہل سورت میں ان  
سمجھا اور دوسری صورت میں نقد ہو یہ میری شفعہ کو کسی اور شفعہ کو  
نہ کرے گا کتاب ارزان ہو نہ کرے گا میری شفعہ کو کسی اور شفعہ کو  
اوس کو نہ کرے گا اس واسطے کہ جنس میں مختلف ہیں رگہوں یا ہونے  
خصوصیت نہیں ہے بلکہ جو چیزیں ناپ یا تول یا شمار کے  
سب سے فروخت ہوتی ہیں سب کا ہی حال سے

۱۰۹، اگر مورد مذکور بالا میں دوسری مرتبہ شفعہ کو

بمرض قيمته الف او اكثر لان الواجب

فيه القيمة وهي دس اهر

او دنانير

د ۱۱۰، وان بان انها بيعت بدنانير

فيمتها الف فلا شفعة له وكذا

اذا كانت اكثر فقال من ضرر كله

الشفعة لا خلاف الجنس وكذا

ان الجنس متحد في حق الشفعية

۱۱۱، قال واذا قيل له ان

المشترى فلان فسلم الشفعة

ثم علم انه غيره فله الشفعة لقوات

الجواز

اولو علم ان المشتري هو

مع غيره فله ان ياخذ نصيب

غيره لان التسليم لم يوجد

في حقه

د ۱۱۲، ولو بلغه شراء النصف

فسلم ثم ظهر شراء الجميع فلا شفعة

لان التسليم لضرر الشركة

ولا شركة وفي عكسه لا شفعة

في ظاهر الرواية لان التسليم

في الكل تسليم في الباطن

معلوم ہوا کہ مکان جو عرض گزشتہ فاضل دھرو کے فروخت ہوا

جو مکان قیمت ایک ہزار پانچ سو زیادہ ہے شفعہ دوسری میں

نہایت تمکلا اسلئے کہ شفعہ کو اس وقت میں ہی روپیہ اشرفیائی دینا چاہئے

د ۱۱۰، اگر شفعہ کو معلوم ہو کہ فلان مکان ہزار روپیہ فروخت

ہوا ہو اور اسے شفعہ کو ترک کر دیا ہے اور ان معلوم ہوا کہ اشرفیائی کو

فروخت ہوا چنانچہ قیمت ہزار روپیہ پانچ سو زیادہ ہے شفعہ دوسری میں

اور نہ ترک کر دیک شفعہ کو پانچ سو روپیہ دینا چاہئے کیلئے کہ

دلیل یہ کہ شفعہ کے اعتبار سے روپیہ اور اشرفیائی کا عین کا حکم ہے

د ۱۱۱، اگر شفعہ کو اول مرتبہ معلوم ہو کہ فلان مکان پانچ

سویا پانچ سو روپیہ شفعہ کو ترک کر دیا ہے اور ان معلوم ہو کہ عین خرید ہے

تو اس شفعہ کا قیمت ہو جائیگا اسلئے کہ ممکن ہے کہ ایک پاس

رہنے سے وہ راضی ہوا اور عین کے پاس رہنے

سے راضی ہو۔ اور اگر دوسری مرتبہ معلوم ہو

کہ خریدنے سے عین کے اوّل مکان کو خرید ہے تو یہ کہ

حصہ میں شفعہ نہیں کر سکتا اگر عین کے حصہ میں شفعہ کر سکتا ہے

اسلئے کہ عین کے حصہ میں اس نے شفعہ کو عین ترک کیا تھا

د ۱۱۲، اگر شفعہ کو معلوم ہو کہ فلان مکان کا نصف حصہ

فروخت ہو گیا اور اس نے شفعہ کو طلب نہ کیا بعد ازاں معلوم ہو

کہ فلان مکان فروخت ہوا چنانچہ اس کو شفعہ کا قیمت ہو جائیگا اسلئے کہ شرکت کی

وقت سے اس نے شفعہ کو ترک کر دیا تھا اور اب وہ وقت نہیں رہی

اور اگر پہلے ہی معلوم ہو کہ فلان مکان فروخت ہوا اور اس نے شفعہ کو

ترک کر دیا بعد ازاں معلوم ہو کہ نصف مکان فروخت ہوا ہے

## فصل

## فصل

د ۱۱۳، اگر بائی کو منظور ہو کہ اس مکان میں شفعہ عین شکر ہے

۱۱۳، قال واذا باع عا لا املا

چنانچہ اس کے لئے اس شفعہ کا قیمت ہو جائیگا اگر عین شکر ہے







نیقد الآخر حصته کیلا یؤدی علی تقرین  
السید علی البائع بمنزلة أحد  
المشتريین بخلاف ما بعد القبض  
لأنه سقطت يد البائع وسواء بی  
لکل بعض ثمننا او کان الثمن جلة  
لان العبرة فی هذا التفريق الصفة  
لا للثمن وههنا تقریبات ذکرناها  
فی کفاية الملتقى -

۱۱۸۱، قال ومن اشترى نصف  
دار غیر مقسوم فقامه البائع  
أخذ الشفعین النصف الذی صار  
للمشتري أو يدع لأن القسمة  
من تمام القبض لما فیها من تکمیل  
الانتفاع وهذا یتم القبض بالقسمة  
فی الهبة والشفیع لا ینقض القبض  
وان کان له نفع فیهِ یعود العود  
علی البائع فکذا لا ینقض ما هو  
من تمامه -

۱۱۹۰، بخلاف ما اذا باع أحد  
الشريکین نصيبه من الدار المشتركة  
وقاسم المشتري الذی لم یبع حیث  
یکون للشفیع نقضه لان العقد  
ما وقع مع الذی قاسم فلم تکن  
القسمة من تمام القبض الذی  
هو حکم معتدل هو تصرف بحکم

حصه قسمة علیها بحکم علی الذی شترى من حصه فاسمها الذی کانت  
اخرى مکان کونین لیسکنها ویشترى باقی شترى بی وذلک وذلک  
که اسمین باقی کونین کونین لایزم ان یأخذ او ان یشترى او کونین وذلک  
اور اگر شترى بی وذلک کونین کونین لایزم ان یأخذ او ان یشترى او کونین وذلک  
هو اسقط لایزم کونین کونین لایزم ان یأخذ او ان یشترى او کونین وذلک  
ثمن جله او قریباً یا هو قریباً لکل یک ثمن لایزم ان یأخذ او ان یشترى او کونین وذلک  
محکم من کونین کونین کونین لایزم ان یأخذ او ان یشترى او کونین وذلک  
اسماء کونین کونین کونین لایزم ان یأخذ او ان یشترى او کونین وذلک  
۱۱۸۱، اگر یک شخص نے ایک غیر مقسوم مکان کا نصف حصہ  
خریدا اور بائع نے ایک غیر مقسوم مکان کا نصف حصہ  
دیا یا تو اس مکان کی شفع کو اختیار ہوگا کہ تقسیم کرے یا شفع کو  
مکان شترى کچھ حصہ میں لے لے یا جو اس کو چاہے در شفع حصہ دست برد  
ہو جائے کیونکہ بقض تقسیم کرے یا نہ کرے اس کا کوئی اثر نہیں ہے  
انتفاع کامل نہیں حاصل ہو سکتا اور اگر ایک اندر دیگر تقسیم نہ ہو جائے  
قبضہ کامل نہیں ہو جائے حال میں کہ تقسیم کرے یا نہ کرے اور شفع کو  
قبضہ کامل کرے یا نہ کرے اگر ایک حصہ باطل کرے تو باقی  
شفیع کا نفع ہو جائے بطور کہ شترى کچھ قبضہ کو باطل کرے یا نہ کرے  
شفعہ کو مکان کرے اور اگر حصہ کو کچھ وقت پیش ہو تو باقی سے جو

۱۱۹۰، اگر ایک مکان میں دو شخص شریکین اور میں  
ایک نے اپنا حصہ فروخت کر دیا اور دوسرے نے  
مشتري کو وہ حصہ تقسیم کر کے دیا یا تو شفع کو  
اس تقسیم کے باطل کرنے کا اختیار ہوگا اس لیے کہ  
اس جگہ وہ تقسیم بائع نے نہیں کی ہے لہذا یہ  
تقسیم تبعض کا قیاس نہیں ہوگا بلکہ ملکیت کی وجہ  
سے وہ ایک قسم کا تقسیم سمجھا جائیگا

المالك فينتفضه الشفع كما ينقض بيعه  
وهبته۔

۲۰، ثم اطلاق الجواب في الكتاب  
يدل على ان الشفع ياخذ النصف  
الذي صار للمشتري في اى جانب  
كان وهو المروى عن ابى يوسف سرا  
لان المشتري لا يملك ابطال حقه  
بالقسمة وعن ابى حنيفة سرا لانه  
انما ياخذ اذا وقع في جانب الدار  
اننى يشفع بها لانه لا يبقى جارا فيما  
يقع في الجانب الآخر۔

۲۱، قال ومن باع دارا وله  
عبد ما ذون عليه دين فله الشفعة  
وكذا اذا كان العبد هو البائع  
فلولا الشفعة لان الاخذ بالشفعة  
بتلك بالثمن فينزل منزلة الشراء  
وهذا لانه مفيد لانه يتصرف  
للعمراء۔

بخلاف ما اذا لم يكن عليه  
دين لانه يبيعه لمولا ولا شفعة  
لمن بيع له۔

۲۲، قال وسليم الاب والوصى  
الشفعة على الصغير جائز عند ابى حنيفة  
وابى يوسف وقال محمد وزفر رحمهم الله  
هو على شفعة اذا بلغ۔

استشفع اوسكو باطل كر سكت اوس طرح  
مشتري كى سب اور بيع كو باطل كر سكت اوس

۲۰، چاہے شفعہ کی عبارت میں چونکہ شخص نہیں ملے ہے  
اس لیے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر بائع نے غیر متقسم مکان کا  
نصف حصہ فروخت کیا ہے بعد کو تقسیم کر کے مشتری کا حصہ  
علیحدہ کر دیا تو شفعہ کو ہر صورت میں مشتری کے حصہ کو لینے کا  
اختیار ہے خواہ یہ حصہ کسی جانب ملے یعنی شفعہ کی جوار میں ہو یا  
دوسری جانب کو بھادرا ابو یوسف رحمہ سے بھی یہی مروی ہے اس لیے  
کہ تقسیم کر کے شفعہ کی حق کو مشتری نہیں باطل کر سکتا بلکہ اگر وہ بیعت  
سے مروی ہو کہ اگر حصہ شفعہ کی مکان متعلق ہو گا تو شفعہ اوسکو لے سکتا  
ورنہ نہیں لے سکتا اس لیے کہ اگر دوسری جانب ہو تو شفعہ کو زمین میں جوار میں ہے

۲۱، اگر ایک شخص نے اپنے ایک غلام کو تجارت کی اجازت دے  
رکھی ہو اور اس شخص نے کوئی مکان فروخت کیا تو اوس مکان کو  
شفعہ کے ذریعہ سے وہ غلام لے سکتا ہے بشرطیکہ اوس غلام پر  
کوئی کافورہ ہو اسی طرح اگر یہ غلام کوئی مکان فروخت  
کرے تو اوس مکانک بذریعہ شفعہ کے مکان لے سکتا ہے

اس لیے کہ شفعہ کے ذریعہ سے لینا خریدنے کے  
حکم میں ہے کیونکہ شفعہ قرض ادا کر کے مکان کا مالک بننا ہے

اور غلام کا اظہار قرضدار ہونے کا اصل مفید لگائی ہو کہ قرضدار ہونے کی  
وجہ سے قرض ادا ہو گیا ہے اور کفارہ فاحش ہو گیا اور اگر قرضدار نہ بنے تو فاحش مالک  
طریقہ فروخت کرتا ہو اور جس کی طرف سے بیعت ہوئی ہو اوس کا شفعہ ملے گا

۲۲، اگر باپ یا باپ سے وصی نے بائع کی طرف سے شفعہ کو  
شرک کر دیا تو ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک اونا شرک

کر دیتا ہے چونکہ اوس محمد زفر رحمہ کے نزدیک بائع ہو جائیگی  
بعد وہ بائع اپنے شفعہ پر قائم ہو جائیگا شفعہ فروزان کیسا ہو

کہ اگر باپ یا باپ کے وصی کو معلوم ہو کہ نابالغ کے مکان کے متصل کوئی مکان فروخت ہوا ہے اور وہ شفیع کو طلب کریں تو اوس میں بھی یہی اختلاف ہے۔ اسی طرح مسوط کی کتاب الوکالت کی بھی روایت کے موافق اگر طلب شفیع کی جیکسی کو دلیل کیا اور دلیل نے شفیع کو ترک کر دیا تو اوس میں بھی اختلاف ہے

۱۲۳۸، محمد و زفرانہ حق ثابت من ہے جو اس مکان میں ثابت ہو اور نابالغ کا ایک اوسکو نہیں باطل کر سکتا بطرح کسی شخص پر نابالغ کے خوبیا یا اور کوئی قصاص ہو تو باپ یا باپ کا وصی اوسکو باطل نہیں کر سکتا علاوہ برین شخصہ رض منکر کے یہ سفر کر گیا یا جو اور اسکے باطل کر دینے میں نابالغ کی ضرورت تھی اور اوہ شفیع اور ابو یوسف رحمہ کی

دلیل ہے کہ شفیع کے ذریعے لین دین کرنے کو تجارت کا حکم ہے لہذا باپ اور وصی اوسکو باطل کر سکتے ہیں بطرح کوئی شخص نابالغ کے ساتھ لکھ بچ کو ثابت کر دے تو باپ اور وصی اوسکو رد کر سکتے ہیں جو کہ یہ کہ شفیع کے لین دین لغو اور مردود ہونے پر تو میں لہذا بعض اوقات میں اس کا پورا دینا نابالغ کے حق میں غیر خواہی ہو سکتا ہے تاکہ اس کے ملکیت میں داخل ہے اسی باپ وغیرہ کی ولایت نظری ہے لہذا انفع کو ترک کر سکتے ہیں لہذا اس کا سکوت بھی باطل کر دینے حکم میں ہے اس لیے کہ سکوت غرض کی دلیل ہے مگر اس اختلاف اس وقت ہے کہ وہ مکان ہر قیمت سے فروخت ہوا ہو اور اگر اس قدر زیادہ سے فروخت ہو کہ ایک اس قدر نقصان کے

مقتل نہیں ہوتے ہیں تو بعض کا قتل ہو کر ایسے وقت میں باپ اور وصی کا شفیع کو ترک کر دینا بالاتفاق صحیح ہو گا اس لیے کہ اس میں محض غرض ہے اور بعض کا قتل ہو بالاتفاق اس کا شفیع کو ترک کر دینا صحیح ہو گا اس لیے کہ جب وہ لینے کے مجاز نہیں ہیں تو ترک کرنے کے بھی مجاز نہیں ہیں

قالوا وعلى هذا الخلاف اذ ابلغهما شراء داسر بجواس داسر العصبى فلم يطلب الشفعة و على هذا الخلاف لتسليم الوكيل بطلب الشفعة في رواية كتاب الوكالة وهو الصحيح

۱۲۳۹، محمد و زفرانہ حق ثابت للمصغر فلا يمكن ابطاله كدبته وقوده ولانه مشروع لدفع الضرر فكان ابطاله اضراسا به ولهما انه في معنى التجار لا فيمكن ان تركه الاترى ان من اوجب بيعا للعصبى محرمه من الاب والوصى ولانه دائر بين النفع والضرر وقد يكون النظر في تركه ليقى الثمن على ملكه والولاية نظرية فيمكن ان وسكوتهما كابطالهما لكونه دليل الاعراض وهذا اذا بيعت بمثل قيمتها

فان بيعت باكثر من قيمتها فلا يتغابن الناس فيه قيل جازر التسليم بالاجباع لانه مختص نظرا وقيل لا يصح بالاتفاق لانه لا يملك الاخذ فلا يملك التسليم كالاجنبى وان بيعت باقل من

قیتمہا بحبابۃ کثیرۃ فعن ابی حنیفۃ  
 رۃ انہ لا یعم التسلیم منوما  
 ولا سراوۃ عن ابی یوسف سرا  
 واللہ اعلم

کہا کہ تم لو ایسے وقت میں نبی کا حکم ہو اور اگر مکانِ رحلت سے ساتھ  
 بہت ہی کم قیمت سے فروخت ہو اسے تو ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے  
 کہ اس کا شفعہ کو ترک کر دینا صحیح ہو گا اور ابو یوسف رحمہ اللہ سے  
 اس میں کوئی روایت مروی نہیں ہے واللہ اعلم

لَیْسَ بِکَیْفَیَّةٍ

# الدر المختار فی الفقہ للمفتی محمد علاء الدین الحسکفی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## کتاب الشفعة

مناسبتہ تملک مال الخیر بغیر غصب کے بغیر شفعہ کا بیان اس واسطے کیا ہے کہ شفعہ کے اندر رضاکا۔

بھی درصہ کے مال کو بغیر اسکی رضامندی کے لے لیتا ہے۔

(۱) ہن لفة الضرر و شرعا | لغت میں شفعہ کا لفظ اصل کے معنی میں آتا ہے اور شریعت

تملیک البقعة جبراً علی المشتري ایک فوض شدہ مجاہدہ کا اگر ضمن غلبہ ہے تو مثل دیکر

بما قام علیه بمثله لو مثلیا والا ہر دوسری قیمت دیکر مشتری سے جبراً لے لیے گا

فبقیت نام شفعہ ہے۔

(۲) وسببها اتصال ملك الشفيع بالمشتری بشركة او جوار

۴) شفعہ کا سبب اصل میں شفعہ کی ملکیت کا مشتری کے

۳) شفعہ کے اندر عقار کا جو با شریعت اور جوار سے ہے

۴) شفعہ کے اندر عقار کا جو با شریعت اور جوار سے ہے

۵) شفعہ کے اندر عقار کا جو با شریعت اور جوار سے ہے

۶) شفعہ کے اندر عقار کا جو با شریعت اور جوار سے ہے

واما ما جزم به ابن الکمال فی اول باب ما هی فیہ من ان البناء الذایع مع حق القرار یلحق بالعقار فردہ شیخنا الرملی وافق بعد مہاتبا للذایع وغیرہا فی حفظ۔

۴۴، ویرکنہا اخذ الشفعین من احد المتعاقدين عند وجود سببہا وشرطہا۔

۵۰، وحکمہا جواز الطلب عند تحقق السبب ولو بعد سنین۔

۵۱، وصفتہا ان الاخذ بہا بمنزلۃ شراء مبتدأ فیثبت بہا ما یتثبت بالشراء کالرد بجیار سرڈیہ وعیب۔

۵۰، یجب الہ لعلیہ بعد البیع ولو فاسد النقطہ فی حق المالك كما یأتی ابجیار للمشتري وتستقر بالاشہاد فی مجلسہ ای طلب المراسۃ فلا تبطل بعدا وتماما بالاحذ بالتراضی او بقضاء القاضی عطف علی الاخذ للثبوت ملک الشفعین بعبود الحكم قبل الاخذ کاحدرہ ملاخسر۔

۸۱، بقدر رؤس الشفعاء لالملك خلفا للشافعی۔

چیز ہے اور ابن کمال نے حمیہ بات بیان کی ہے کہ اگر ایک مکان کی دیوار میں حق قرار کے فرض کی جائے تو مکان کا حکم ہو جائیگا تو شیخ رملی نے اس قول کا رد کیا ہے اور بڑا یہ وغیرہ کے موافق اس بات کا فتویٰ دیا ہے کہ اگر عقار کا حکم نہیں ہوتا۔

۴۴، شفعہ کا سبب اور شرط پائے جانے کے بعد بالغ یا مشتری سے شفعی کو مکان کا لینا شفعہ کا رکن ہے۔

۵۰، شفعہ کا حکم ہے کہ اگر اس کا سبب پایا جائے تو طلب کرنا صحیح ہو جائیگا اگرچہ ہنس گند جائیں۔

۵۱، بذریعہ شفعہ کسی چیز کا لینا مستقل طور پر خریدنے کے بمنزلہ ہے تاہم اور جرح احکام خریدنے میں ثابت ہوتے ہیں۔ سبب شفعہ میں بھی ثابت ہوتے ہیں مثلاً خیار ویت اور نما عیب وغیرہ۔

۵۰، بیع کے بعد ایک شخص کا شفعہ دوسرے پر ثابت ہو جائیگا اگرچہ بیع فاسد ہو جس میں مالک کا حق زائل ہو گیا ہو یا اس بیع میں مشتری کا اختیار شرک کیا گیا ہو اور طلب و بیعت سے شفعہ قائم ہو جائیگا اور اگر یہ طلب نہ پایا جائے تو باطل ہو جائیگا۔ اور شفعی مکان شفعہ کا اس وقت ملک ہو جائیگا کہ قاضی اس کے لیے مکان کا حکم دیے یا باہمی رضامندی سے مدعی علیہ مکان کو اس سے حوالہ کر دے

♦ ♦ ♦ ♦ ♦

۸۱، اگر ایک کا بیعیت سے کسی شفعہ وصول کرے کہ وہ ان اور ایک شخص نے اپنا حصہ فروخت کر دے تو وہ بیعیت کے ہر ایک میں شفعہ نہیں

میرزا محمد علی صاحب دہلوی نے تحریر کیا ہے کہ اگر بیع فاسد ہو جائے تو شفعہ کا حکم صحیح ہے

(۹) الخلیط تعلق یجب فی نفس المبیع ثم ان لم یکن او سلم له فی حق المبیع وهو الذی حاسم وبقیت له شركة فی حق العقار کالشرب والطریق خاصین۔

(۹) ہر سب سے پہلے شخص نے ساقی ہوتا ہے جو نفس عقار کے اندر شریک ہو اگر وہ نہ ہو یا شفعہ کو ترک کرے تو وہ نفس ساقی ہوگا جو عقار کے حق میں شریک ہو یعنی عقار سے اسے اپنا حصہ تقسیم کر لیا ہو اگر صرف حق میں اس کا حصہ باقی ہو مثلاً آب پاشی کا حق یا راستہ پہلے کا حق بشرطیکہ یہ دونوں خاص ہوں۔

(۱۰) ثم فسر ذلك بقوله کشراب نهر صغیر لا یجری فیہ السفن وطریق لا ینفذ فلو عاتین لاشفعة بهما بیانہ شرب نهر مشترك بین قوم تسقی الاضیاع منه بیعت اراض منها فکل اهل الشرب الشفعة ولو النهر عام او المسئلة بحالهما فان الشفعة للجاسر الملاصق فقط۔

(۱۰) شرب فاس سے اتنی چوٹی اتر مراد ہے جس میں کشتی نہ چل سکے اور طریق خاص سے نذر راستہ مراد ہے جس میں شرکت حاصل ہونے سے شفعہ کا حق ثابت ہو تاہم اگر وہ زمین خاص نہ ہو بلکہ عام ہوں تو حق شفعہ نہیں ثابت ہوتا مثلاً ایک نہر کے آب پاشی میں لوگ شریک ہیں اور اپنی اراضیاں اس کو اس نہر سے پانی دیتے ہیں تو ہر ایک شریک کو شفعہ ہوگا اور اگر یہ نہری ہی زمین کشتیاں چل سکتی ہیں تو صرف فروخت شدہ اراضی کے جابر کو حق شفعہ ہوگا۔

(۱۱) ثم لجاسر ملاصق ولو ذمیا او ما ذونا او مکاتب ابابہ فی سكة اخرى وظہر داسرا کا ظہر ہا فلو بابہ فی تلك السكة فہو خلیط کما مر۔

(۱۱) شریک فی العقار اور شریک فی حق العقار کے بعد جابر ملاصق کو حق شفعہ ہوتا ہے اگرچہ وہ ذمی یا غلام یا ذون یا مکاتب ہو اور جابر ملاصق وہ شخص ہو جسکی اس کا ایک پشت بلکے کے مکان کی بلندی ہو اور اس کا دروازہ دوسرے کو چھین کر اسے لگا کر اسی کو چھین کر اس کا دروازہ ہوگا تو وہ شریک فی حق العقار نہ کہ جابر ملاصق۔

(۱۲) وواضع جذوع علی حائط وشریک فی خشبة علیہ جاسر ولو فی نفس الجدار فشریک ملتقی قلت لکن مثال المصنف ولو کان بعض الجدران شریکاً فی الجدار اس کا تقدم علی غیہ من۔

(۱۲) اگر ایک شخص کی کوئی این دوسرے کے مکان کی دیوار پر رکھی ہوئی ہیں یا فیض صرف ان کو دیوں کے اندر شریک ہے تو یہ شخص اس مکان کا شریک نہ سمجھا جائیگا بلکہ جدار کی وجہ سے اس کو شفعہ کا استحقاق ہوگا اور اگر دیوار کے اندر شریک نہ ہو تو مکان کے اندر شریک سمجھا جائیگا جن کو کتابوں میں مکر صنف ہے نہ بیان کیا ہو کہ اگر ایک جابر مکان کی دیوار کے اندر شریک ہے



المجيزان لان الشركة في البناء  
المجرد بدون الاراض لا يستحق  
بها الشفعة وفي شرح المجمع  
۱۳۰، وكذا الجار للقاتل في السكة الغير  
النافذة الشفعة بخلاف  
النافذة.

۱۲۷، اسقط بعضهم حقه من الشفعة  
بعد القضاء فلو قبله فلمن بقي  
اخذ الكل لزوال المزاحمة ليس  
لمن بقي اخذ نصيب التارك  
لان بالقضاء قطع حق كل واحد  
منه في نصيب الآخر، يلى.

۱۵۰، ولو كان بعضهم غائباً يقضى  
بالشفعة بين الحاضرين في الجميع  
لاحتمال عدم طلبه فلا يؤخر  
بالشك وكذا لو كان الشريك  
غائباً فطلب الحاضر يقضى له  
بالشفعة كلها ثم اذا حضر  
وطلب قضى له بها فلو مثل  
الاول قضى له بنصفه ولو فوفيه  
فبكله ولو دونه منع  
خلاصة.

۱۶۱، اسقط الشفيع الشفعة قبل  
قبول الشراء لم يعهده فقد  
شروطه وهو البيع.

تو اس کو اور لوگوں پر جو اس مکان کے بارین کچہ  
تقدم ہوگا اس واسطے کہ صرف عمارت میں شریک  
ہونے سے شفعہ کا مستحق نہیں ہوا جبکہ زمین میں بھی شریک ہو۔  
۱۳۱، اگر ایک کو چہرہ رسد ہو تو چارہ قابل کو بھی شفعہ ہوتا ہے  
اگر غیر سررسد میں نہیں ہوتا۔

۱۲۷، اگر شفعہ کے لئے کسی شخص شریک تھے اور ایک شخص نے  
اپنا حق چھوڑ دیا باوجودیکہ تاقضی نے جسکو شفعہ کا حکم دیدیا تھا  
تو باقی شریک کو یہ اعتقاد نہ ہوگا کہ اس چھوڑنے والے کا حق بھی  
علین اسلئے کہ تاقضی کے حکم دینے سے ہر ایک کا حق دوسرو  
کے حق سے منقطع ہو گیا۔ اور اگر تاقضی کے حکم دینے سے پہلے  
ایک شخص شفعہ کو کہہ کر باقی شریک کو اس سے حق کو بھی لے سکے ہیں

۱۵۰، اگر ایک مکان کے شفعہ میں کئی شخص شریک ہیں جن میں سے  
کچھ غائب اور کچھ حاضر ہیں تو ان حاضرین کے لیے کل مکان میں  
شفعہ کا حکم دیدیا جائیگا اسلئے کہ ممکن ہو وہ غائب اپنے شفعہ کو  
طلب کرے لہذا صرف احتمال سے حاضرین کے حق میں تاخیر  
نہ کیا جائیگی۔ اسلئے کہ اگر ایک شفیع غائب ہو اور حاضر نے شفعہ کا  
مطالبہ کیا تو اس وقت کل شفعہ کا اس کے لیے حکم دیدیا جائیگا  
بعد ازاں اگر اس غائب نے حاضر کو شفعہ کی درخواست کی  
تو اس کے لیے شفعہ کا حکم دیا جائیگا گو دوسرا اگر اپنے شفیع کے مکان کو  
توضیع مکان کا حکم دیا جائیگا ان اگر اس اعلیٰ درجہ کا شریک  
مکان کا حکم دیدیا جائیگا اور اگر اس سے ادنیٰ درجہ کا ہو تو شفعہ کے

۱۶۱، اگر مکان ہندو فرخہ میں ہو تھا کہ شفیع اپنے شفعہ سے  
دست بردار ہو گیا تو صحیح ہوگا اسلئے کہ ایسی شفعہ کی شدہ  
رہے بھی ہتھ پائی گئی۔

اگر شریک غائب ہو جائے تو شفعہ کا حکم حاضرین کے لیے کل مکان میں دیدیا جائیگا

۱۷، اراد الشفیع اخذ البعض وترك الباقي لم يملك ذلك جبراً على المشتري لضرر تفریق الصفقة۔

۱۸، ولو جعل لبعض الشفعاء نصيبه لبعض لم يعم وسقط حقه به لأعراضه وليقسم بين البقية بل لو طلب أحد الشريكين الشفع بناء على أنه يستحقه فقط بطلت شفيعته إذا شرط صحتها أن يطلب الكل كما بسطه الزبلي فليحفظ۔

۱۹، وصح بيع دور مكة فتجب الشفعة فيها وعليه الفتوى اشبا لا قلت ومفاده صحة اجازتها بالأولى وقد قدمنا فلا يحفظ لكنه يكرهه وسحقه في الحظر۔

۲۰، وفي بيع المطلب من وكيل الشرط ان لم يسلم الى موكله وان سلم لا وبطلت هو المختار۔

۲۱، ولا شفعة في الوقت ولا له نوازل ولا جوار ولا مشروح مجمع وخامية خلاف الخلاصة والبرازية ولعل لا ساقطة قاله المصنف قلت وحصل بغيضا الرضلى الاول على الاخذ به والثاني

۱۷، اگر شفعن اسان کا قصد کرے کہ مکان کا ایک حصہ ملے اور باقی بقیہ کو ترک کر دے تو مشتری کے بغیر زمانہ ہی کے ایسا نہیں کر سکتا ہے اس لیے کہ اس بیع کے مشتری کرنے میں مشتری کو ضرر ہے۔

۱۸، اگر ایک مکان کے شفعین بہت سے لوگ شریکین جنہیں سے ایک شریک نے اپنا حصہ دوسرے ایک شریک کے دیدیا تو صحیح ہوگا اگر دینے والے کا حق اعراض کرنے کی وجہ سے ساقط ہو جائے اور باقی سب شریکوں پر اس کا حصہ تقسیم ہو جائے گا بلکہ اگر مکان کا شفعہ میں شخص شریکین اور ایک نے اپنے حق کے سوا حق نصف مکان میں شفعہ چاہا تو اس کا شفعہ باطل ہو جائے گا اس لیے کہ شفعہ کے صحیح ہونے میں کل مکان کا مطلب کرنا شرط ہے چنانچہ زبلی نے اس کی تفصیل کیا کہ اگر کسی نے مکان کے کمانات کی جی جی بیعت کی تو اس میں بھی شفعہ ثابت ہے نہ تو یہ منقہ ہر قول ہی ہے میں کہ کتاب میں اس کو قبول ہے کہ اگر کوئی گراہ پر اور عاٹا بطریق اولی صحیح ہو جائے گا یہ بیان کیے ہیں مگر وہ ہے۔ کتاب الحظر والاباحہ میں ہم اس کا بیان غریب تحقیق کے ساتھ کریں گے۔

۲۰، اگر ایک شخص کا ذمہ دوسرے کے لیے مکان خریدنا تو شفعہ اس کیلئے شفعہ کا دعویٰ کر سکتا ہو بشرطیکہ وہ مکان ہنوز مکیل ہے قبضہ میں اس نے نہ دیا ہو اور اگر مکیل کے قبضہ میں پہنچ گیا ہو تو کیل

۲۱، اگر کوئی شخص اپنا مکان دھتہ کرے تو اس میں شفعہ ہوگا اس لیے کہ اگر مکان موقوفہ کے قریب کوئی مکان فروخت ہو تو وہ قبضہ کرنے والے ایک شخص کو شفعہ ہوگا لیکن زمانہ اور بزاز میں اس کے خلاف بیان کیا ہو گا غالباً ایسا معلوم ہوتا ہو کہ انہیں لا اکلہ کا مطلب کی غلطی سے روک گیا ہو جس کی وجہ سے یہ خلاف ہو گیا ہے چنانچہ مصنف علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے

على اخذها بنفسه اذا بيع فعلى القبض  
حق الشفعة يثبت على صحة البيع  
انتهى ففاداه ان ملا يملك من  
الوقت بحال لا شفعة فيه  
وما يملك بحال فغير الشفعة  
واما اذا بيع بجواراه او كان  
بعض المبيع ملكا وبعضه وقفا  
فبيع الملك فلا شفعة للوقف  
والله اعلم۔

میں کتابوں ہمارے شیخ علی ملا اور الجوارا کے یہ سنی ہیں  
الاہ پنے وقت کے ذریعے شفعہ میں نہ سکتا اور الجوارا  
پنہ وقت کا ان اگر فروخت ہو تو اس کو بذریعہ شفعہ کے مال میں  
لے سکتا کہ وقت کے اندر ہی شفعہ کے صحیح ہونے پر وقت  
جو اتنی اسکا حاصل ہے کہ وہ وقت کسی مال میں ملو کر نہ  
اور شفعہ میں جو اور کسی مال میں ملو کر نہ سکتا اور زمین  
شفعہ ثابت ہوتا ہے اور اگر مکان ہو تو نہ کہ جرائن کی ملک  
فروخت ہو یا ایک مکان کا نصف ملک اور نصف وقت جو  
اور وہ ملک بعد فروخت ہو تو وقت کے نہ کہ فروخت ہو گا کہ علم

## باب طلب الشفعة

۲۲۰، ويطلبها الشفيع في مجلس  
عليه من مشترا وسوله او عدل  
او عدل بالبيع وان امتد المجلس  
كالخيرة هو الاحم دسرو عليه  
المتون خلاف لما في جواهر  
الفتاوى انه على الفور وعليه  
الفتوى۔

طلب شفعہ کا بیان  
۲۲۰، جس میں شیخ کو مشتری یا اسکے حامد اور کسی ایک  
پیر کار مرد یا معمولی دومر یا د و عورت اور اکیر دکنی یا بی بی کا  
مالی معلوم ہو تو اسی مجلس میں شفعہ کے طلب شفعہ کرنا چاہیے اگرچہ  
مجلس بہت دیر تک ہو جس طرح مخیر کو اخیر مجلس تک اختیار ہوگا  
قول صحیح ہے کہ دین کے اندر ہی مذکور ہو مگر حراسر الفتاویٰ میں  
بیان کیا ہے کہ فی الفور طلب شفعہ کرنا چاہیے اور اسی پر  
فتویٰ ہے۔

۲۳۰، بالفظ يفهم طلبها كطلبت  
الشفعة ونحوه كاتناطالبتها  
او طلبها وهو يسمى طلب المواثبة  
ای المبادرة والاشهاد فيه ليس  
بلازم بل لمخافة الجحد۔

۲۳۰، شفعہ کے طلب شفعہ ان الفاظ کے ساتھ کرنا چاہیے جن سے  
شفعہ کے طلب مفہوم ہو سکے مثلاً میں نے شفعہ کو طلب کیا میں شفعہ کا  
طالب ہوں یا شفعہ کو طلب کر رہا ہوں اور اس کو طلب کا ثابت کئے میں دینے  
کو ثابت مبادرت اور سرعت کا شیعہ میں جو اور طلب مواثبت کے اندر مذکور  
گئے کہ تاخیر سے اسے مناسب ہوتا ہے کہ علی الاطلاق اسے کہہ کر نہ دے بلکہ

۲۴۰، ثم يشهد على البائع  
لوا العقار في مبداه او على المشتري

۲۴۰، طلب مواثبتہ کہہ کر شیخ طلب مواثبتہ جس کو طلب مواثبتہ  
کئے ہیں کہنا چاہیے یہ بات مشتری یا عقار کے پاس یا اگر کوئی کو اپنے

درہا خست اند

- وان لم یکن فایداً لانه مالک او عند العقار  
 ۳۵۰، فبقول اشتری فلان هذه  
 الدار وانا شفیعها وقد کنت  
 طلبت الشفعة واطلبها الان فاشهد  
 علیہ وهو طلب الاشهاد ویسمی طلب  
 التقریر۔
- ۲۶۱، وهذا الطلب لا ید منه  
 حتی لو تمکن ولو بکتاب او رسول  
 ولم یشهد بطلت شفعتہ وان لم یتمکن  
 منه لا تبطل۔
- ۳۶۲، ولو اشهد فی طلب المواثبة  
 صد احد هو لاء کفاه وقام مقام  
 الطالبین۔
- ۲۸۱، ثم بعد هذین الطالبین  
 یطلب عند قاض فبقول اشتری  
 فلان دار کذا وانا شفیعها  
 یدار کذا الی لو قال یسب کذا  
 کما فی المکتفی لشمیل الشریک فی  
 نفس المبیع فنکرا یسلم الدار الی  
 هذا الوقضها المشتري وطلب  
 الخصومة لا یتوقف علیہ وهو  
 یسمی طلب تملیک وخصومة
- ۲۹۰، وبتأخیره مطلقاً بعد الوقض  
 شهراً واکثر لا تبطل الشفعة حتی  
 یسقطها بلسانہ به یفتی وهو
- طلب کرنے پر گواہ کرنا یا بیع کرنے کے پاس طلب اشہاد کرنے پر ضرور  
 ہو کر اس وقت تک مکان پر بیع کا مقصد ہو اور فقہی کے قاعدہ  
 کا ہونا شرط نہیں ہے اس واسطے کہ وہ تو ایک بیع  
 ۲۵۱، طلب اشہاد کرنے کا یہ طریق ہے کہ کوئی شخص نے فلان  
 شخص نے فلان مکان خریدا ہو اور میں اس میں شفعہ چوں کہ وہ طلب شفعہ  
 کر چکا ہو ان دو باتیں بھی طلب کرے تا چوں کہ لوگ اس بات کے گواہ رہیں  
 ۲۶۱، شفعہ کے طلب اشہاد کا یہ بھی ضروری ہے کہ اگر شفعہ  
 کسی طرح پر جاری نہ ہو تو شفعہ کے پانچوں کے ذریعہ سے وہ طلب اشہاد کر سکے  
 گماؤں کے طلب اشہاد کی تو شفعہ باطل ہو جائیگا اور اگر کسی سے وہ  
 طلب نہیں کر سکتا ہے تو باطل ہوگا۔
- ۳۶۱، اگر بیع کے مقام پر شخص ضرور موجود تھا اور یا بیع کا شفعہ  
 یا مکان کے پاس اس سے طلب مواثبت ہو تو گو گواہ کر دیا تو اب  
 اس کو دوبارہ طلب اشہاد کی ضرورت نہ رہیگی
- ۲۸۱، طلب مواثبت اور طلب اشہاد کے بعد قاضی کے ذریعہ  
 شفعہ کو اس طرح پر شفعہ کو خیریت کرنا چاہیے کہ فلان شخص نے  
 فلان مکان خریدا ہو اور میں نے یہ اپنے فلان مکان کے اس کا شفعہ  
 چوں کہ فلان سبب سے اس کا شفعہ چوں کہ اس کو مشتری کو مکمل دینے  
 کہ وہ مکان کو بیع کرنا چاہے مگر اس وقت ہو گا کہ وہ مکان  
 مشتری کے قبضہ میں آ گیا ہو لیکن یہ طلب اس کے اوپر ضرور  
 نہیں ہو اور اس طلب کو طلب تملیک اور طلب خصوصیت  
 کہتے ہیں۔
- ۲۹۰، اگر طلب تملیک میں کسی وجہ سے تاخیر ہو جائے خواہ  
 کسی عذر سے یا بلا عذر خواہ ایک مہینہ تک یا زیادہ تو اس سے  
 شفعہ باطل نہیں ہوتا جب تک خود زبان سے شفعہ کو ترک نہ کرے

ای بختی جو دینی ظاہر مذہب ہو اور بعض گنہگار ایک حمد پر کہتے ہیں کہ  
فتویٰ ہو کہ اگر بلا عذر ایک مہینہ تک تاخیر کی توفیغہ باطل ہو جائیگا  
ورنہ مشتری کا دامن ضرور ہے ہم کہتے ہیں یہ ضرر اس طرح دفع  
ہو سکتا ہے کہ مشتری قاضی کے دروازہ چاہ جوئی کرے کہ قاضی  
شفیع کو مکان کے لینے یا غصہ سے دست بردار ہونے کا حکم  
دیدے۔

(۳۰) جو وقت شفیع قاضی کے دروازہ غصہ کا طالع کرے  
تو قاضی کو مدعی علیہ سے دریافت کرنا چاہیے کہ جس مکان کے قریب  
شفیع دعویٰ کرتا ہو وہ اس مکان کا مالک ہو یا نہیں اگر مدعی مالینے  
شفیع کی ملکیت کا اقرار کر لیا یا ملکیت کا انکار کرے تو بعد اپنے حکم  
موافق ملن کرنے سے بھی انکار کیا یا شفیع نے اپنے ملکیت کے گواہ  
پیش کر کے تو مدعی علیہ سے دریافت کرنا چاہیے کہ تو نے مکان کو بیلا  
ہو یا نہیں اگر خریدنے کا اقرار کر لیا یا مشتری کے شفیع کی صورت میں  
منکر ہو کر مصالح ملن کیا یا شفیع نے گواہ پیش کر دیے یا شفیع کو بیلا کر لیا  
ملن کرنے سے انکار کیا تو اسکے لیے شفیع کا حکم دیدیا جائیگا خلاف  
شافعی رحمہ کے گویا اس وقت کہ مشتری شفیع کے طلب شفیع کرنے سے  
انکار کرے اور اگر انکار کیا تو قسم لیکر اس کا قول قبول  
ہو جائیگا۔

(۳۱) دعویٰ کے وقت شفیع کو قاضی کے دروازہ من کا حکم کرنا  
مزدوری نہیں بلکہ بغیر ماضی کے شفیع کا حکم دیدیا جائیگا کہ اگر مدعی نے  
میدشتن کا موجود کرنا مزدوری ہو اور مشتری من کے وصول پانے  
جب مکان کو مدعی کو سکتا ہو اور اگر قاضی نے شفیع کو ادلہ من کا  
حکم دیا اور پھر اس ملے تاخیر کی توفیغہ باطل ہو گا اگر مدعی اس وقت  
ہو کہ قاضی اسکے لیے شفیع کا حکم دے چکا ہو اور اگر مدعی کو نہیں دیا

ظاہر المذہب وقیل یفتی بقول  
محمد ان اخره شهر ابلا عذر بطلت  
کذا فی الملتقی یعنی دفعا للضرر  
قلنا دفعا برفعه  
للقاضی لیا مرة بالاحضار  
الترك.

۳۰، و اذا طلب الشفيع سأل  
القاضي الخصم عن مالكية الشفيع  
لما يشفع به فان اقربها أي بملكه  
ما يشفع به او كل عن الحلفت على  
العلم او برهن الشفيع انها ملكه  
سأله عن الشراء هل اشتریت ام  
لا فان اقرب به او كل عن اليمين  
على الحاصل في شفعة الخليط او على  
السبب في شفعة الجوار بخلاف  
الشافعي كما في كتاب الدعوى او برهن الشفيع  
قضى له بها هذا اذا لم ينكر المشتري  
طلب الشفيع الشفعة فان انكر  
فالقول له بيمينه ابن كمال.

(۳۱) وان لم يحضر الفتن وقت الدعوى  
واذا قضى لزمه احضار ولا للمشتري  
حبس الدار ليقبض ثمنه فلو قيل  
للسفيع ای بعد القضاء واما  
قبله فبطل عند محمد لعدم  
التأكد کذا ذکره الزیلعی اذا الفتن

فاخر لم تبطل شفعته

۳۳۰، والخم الشفع المشرى مطلقا والباثم قبل التسليم

الاول بلكه والثاني مبید ابن

کمال ولكن لا قسم البينة عليه

حتى يحضر المشتري لانه المالك

ويقسم بحضوره ولو سلم المشتري

لا يلزم حضور الباثم لزوال الملك

واليد عنه ابن کمال ويقضى لقاض

بالشفعة والعهد لغمان القن

عند الاستحقاق على الباثم قبل

لتسليم المبيع الى المشتري والعهد

على المشتري لو بعد المامر

۳۳۱، للشفيع خيار الروية والعيب

وان شرط المشتري البراءة

منه دون خيار الشرط ولا اجل

اختيار

۳۳۲، وفي الاشياء الشفعة بيع في

كل الاحكام الا ضمان الغرور

للجبر

۳۳۳، وان اختلف الشفع والمشتري

في القن والداد مقبوضة والقن

منقود صدق المشتري بيمينه

لانه منكر ولا يتحالفان وان برهنا

فالشفيع احق لان يمينته ملزمة

۳۳۴، ادعى المشتري شنا وادعى

تو محمد بن زکریا باطل ہو گیا اس لیے کہ یہ نہ اس کو استحکام نہیں ہوا تھا

۳۳۵، مشتری سے تہہ حال شفع دعویٰ کر سکتا ہے اس لیے کہ مکان

کا مال ہو اور اگر بائع نے نہ تو مکان کو مشتری کے قبضہ میں نہیں دیا اور

قبایل کا قبضہ ہونے کی وجہ سے شفع اور بیعتی دعویٰ کر سکتا ہے اگر مکان

مشتری بھی بائع کے ساتھ حاضر ہو گا شفع کے گواہ مشتری کے اور بیعتی

شو گئے اس لیے کہ گاہے ہی ہو اور اذیکہ درود بیعت کو قاضی نسخ کرے گا اور

شفع کے لیے غرض کہ حکم دے گا اور اگر بائع نے مکان کو مشتری کے قبضہ میں

دیا ہے تو قاضی کے اور بائع کے حاضر ہونے کی کچھ ضرورت نہیں ہے اس لیے

کہ اگر مکان قبضہ میں نہ آسکی گا اور اگر شفع نے قن کو ادا کر کے

مکان نے لیا ہے اور ان میں سے کسی کا حق برآمد ہو تو مشتری کا قبضہ

نہی کی صورت میں بائع وہ درود بیعت کو قبضہ ہو جائے گی صورت میں

مشتری ذمہ دار ہو گا۔

۳۳۶، شفع کو خیار ردیت اور خیار ع حاصل ہے تاہم اگر چہ

مشتری سے بائع نے عیب ہی ہوئے کی شرط کر لی ہو اگر شفع کو خیار

اور خیار اہل ثابہ نہیں ہوتا۔

۳۳۷، اشیا میں مذکور ہر کدام احکام کے اندر شفع کو بیع کا حکم ہے

بجز اوس صورت کے کہ بیع کے اندر بیعت کی ممانعت بائع کرتا اور ان

دینا چاہتا ہو اور شفع کے اندر زمین دینا چاہتا ہو اس لیے کہ شفع جبر مکان کا

۳۳۸، اگر شفع اور مشتری کے اہل قن کے اندر اختلاف ہو گا

مکان مشتری کے قبضہ میں آچکا اور وہ قن ادا کر چکا ہو تو مشتری کا قول

قسم کے ساتھ مقبول ہو گا اس لیے کہ وہ منکر ہوا اور دونوں سے ملے

نہ لیا یا بیگا اور اگر دونوں نے گواہ پیش کر دئے تو شفع کے گواہوں کا ہتیا

ہو گا اس لیے کہ ان سے ایک کا حق دوسرے کے اور ثابت ہوتا ہو۔

۳۳۹، مشتری کہتا ہے میں نے یہ مکان سورہیہ کو خریدایا اور بائع

کتاب میں نے یہاں سے فروخت کیا ہو مگر منور مکان یا دوسرا قبضہ نہیں ہو جو  
 قریب تھا قول معتبر کا اور اگر قبضہ ہو گیا ہو تو شری کا قول مقبول  
 ہو گا اور اگر او نہ ہو مگر صورت ہو یعنی شری یہاں سے اس مکان  
 سے کامی ہو تو شری کا قبضہ ہو گیا تھا تو شری کا قول معتبر ہو گا اور  
 اگر قبضہ نہیں ہو تھا تو دونوں سے ملے لیا یا ایسا کہ شری کا قول معتبر  
 انکار کرے گا اس سے دوسرے کا قول معتبر ہو گا اور اگر دونوں سے  
 ملے کر لیا تو بیچ بیچ کر دیا گیا اور بائع کے قول کے موافق شفعی ہو گا  
 ۳۷۶ اگر بائع نے شری کے حق میں شری کے لئے کچھ کی کڑی  
 تو شفعی کے حق میں بھی کہہ جائیگا اور اسی کی کے ساتھ مکان کو بیچے  
 اس طرح اگر بائع شری کے لئے کچھ نہیں ہے کہ دوسرے شفعی کے حق میں  
 کسی جو مالیک کو وصول کرے کہ اگر کچھ نہیں ہے کہ کسی کو بھی نہ ہو گی۔

۳۸۱ اگر بائع نے شری کو کل حق جو دیا یا شری نے کچھ  
 شری اپنی طرف سے بڑا دیا تو شفعی کے اعتبار سے اس کا مالک کیا  
 جائیگا بلکہ یہ راشن دینا ہے گا اور اگر بائع نے اولاً نصف شری کی  
 کمی کر کے بعد ازاں باقی نصف کو بھی جوڑ دیا تو اخیر نصف شری سے  
 شفعی مکان کو لے لیا اور اگر شفعی کو اولاً معلوم ہو کر وہ مکان ہرگز  
 فروخت ہو ہی نہ سکا اس لئے شفعی کو ملک کر دیا بعد ازاں بائع نے دوسرے  
 کی کمی کر لی تو اس کو شفعی ثابت ہو جائیگا جس طرح بائع نے وہ مکان ہرگز  
 فروخت کیا تو شفعی نے شفعی کو دیا بعد ازاں بائع نے مکان کے ساتھ کچھ  
 ۳۹۱ اگر کوئی خان شری کے ساتھ فروخت ہو اگرچہ وہ چیز  
 ملک اشلی ہو جس طرح مسلمان کے حق میں شرک کا حکم ہے تو اس صورت میں  
 شفعی مکان کہہ رہیں مثل دینا ہے گا اور اگر شفعی چیز کے ساتھ فروخت ہو گا  
 تو شری یہ قدر حق کی قیمت دینا ہے گی اور اگر ملک مکان جو دوسرے  
 مکان سے فروخت ہو تو یہ ملک مکان کا شفعی اس مکان کو دوسرے  
 مکان کی قیمت دیکر لے لے گا۔

بائعہ اقل منہ بلا قبضہ فالقول  
 له ای للبا ئع ومع قبضه للمشتري  
 ولو عكسا فبعد قبضه القول للمشتري  
 وقبله بغير ان وافي فكل اعتبار  
 قول صاحبه وان خلفا فممن البيع  
 وياخذ الشفعي بما قال البائع  
 ملتی۔

۳۷۶ وخط البعض يظهر في حق  
 الشفعي فياخذ بالباقي وكذا  
 هبة البعض الا اذا كانت بعد القبض  
 اشياء۔

۳۸۱ وخط الكل والزيادة لا ياخذ  
 بكل المسمى ولو خط النصف ثم  
 النصف ياخذ بالنصف الا خذ  
 ولو علم انه شراء بالثمن فسلم ثم  
 خط البائع مائة فله الشفعة  
 كما لو باعه بالثمن فسلم ثم زاد  
 البائع له حارسا ريك او متاعا  
 فله۔

۳۹۱ وفي الشراء بمثل ولو حكما  
 كالخمر في حق المسلم ابن كمال  
 ياخذ كما بمثله وفي الشراء القبي  
 بالقيمة ای يوم الشراء ففي بيع  
 عقار بعقار ياخذ الشفعي كالا  
 من العقارين بقيمة الاخر۔

۴۰۰، وفي الشراء بقرن معجل ياخذ  
بمال او طلب الشفعة في الحال  
واخذ بعد الاجل ولا يجعل ما على  
المشتري لو اخذ بمال ولو سكت  
عنه فلم يطلب في الحال وصبر  
حق يطلب عند حلول الاجل  
بطلت شفعتة خلافا لابي  
يوسف -

۴۰۱، ويأخذ بمثل الخمر وقيمة  
الخنزير ان كان البائع والمشتري  
والشفيع ذميا لا بد ان يكون البائع  
ايضا ذميا ولا يفسد البيع فلا يثبت  
الشفعة ابن كمال معزيا للمبسوط  
ويأخذ بقيمتها لما مر لو كان الشفيع  
مسلم المنع عنه عن تملكها وتلكمها  
ثم قيمة الخنزير هنا فائمة مقام الدار  
لا مقام الخنزير وذل لا يحرم تملكها  
بخلاف المروى على العاشر  
وطريق معرفة قيمة  
الخمر والخنزير بالرجوع الى ذمي  
اسلم او فاسق تاب ولو اختلف فيه  
فالقول للمشتري عناية -

۴۰۲، ويأخذ الشفيع بالثمن و  
قيمة البناء والغرس مستحق القلم  
كما مر في الغصب

۴۰۳، اگر کسی نے اراضی کے اندر دخت کھانے کی امانت بنائی  
تو شفیع اس کے زمین کاش اور درختوں اور بھارت کی وقیمت دیکر لیجے جو  
آئندہ لے کی غرض سے اس کی قیمت اندازہ کیجے جس طرح غصب کے اندر بائیں

۴۰۴، اگر بائع اور مشتری اور شفیع ذمی لوگ ہیں اور مکان کی  
بیع شراب یا خمر سے ہو لی جو تو شفیع کو شراب کے بدل میں شراب  
اور خمر سے بدل میں اس کی قیمت دینی چاہیگی اور اس صورت میں  
بائع کا ذمی ہونا ضروری ہے ایسے کہ اگر وہ مسلمان ہو تو بیع صحیح ہوگی  
اور شفعت ثابت ہوگا اور اگر شفیع مسلمان شخص ہو تو دونوں کے بدلہ  
اس کی قیمت ہی دینا چاہیگی اس واسطے کہ مسلمان شراب اور خمر کا نہیں  
حسین کر سکتا مگر حکم خمر کی قیمت مکان کے قائم مقام بھی ہوگی  
خمر کے قائم مقام بھی ہوگی اور دوسرے کا اس کو لگا دیا سکتا  
ہو بخلاف اس صورت کے کہ ایک مسلمان انصاف کے قدر خمر لے لیکر  
ماشر کی طرف گئے کہ اس مسلمان خمر کو کی قیمت میں سے کچھ دینا چاہیگا  
اور اگر کافر ہو تو میں سے لیا جائیگا - اور شراب یا خمر کی قیمت کا اندازہ  
کسی ذمی سے کر لیا جائیگا جو مسلمان ہو گیا ہو یا کسی فاسق جس نے  
توبہ کر لی ہو اور اگر قیمت کے اندر اختلاف ہو تو مشتری کا قول  
مستحب ہوگا -

۴۰۵، اگر مشتری نے اراضی کے اندر دخت کھانے کی امانت بنائی  
تو شفیع اس کے زمین کاش اور درختوں اور بھارت کی وقیمت دیکر لیجے جو  
آئندہ لے کی غرض سے اس کی قیمت اندازہ کیجے جس طرح غصب کے اندر بائیں



۴۳۱، قلت واما لو دفنھا بالوان كثيرة او طلاھا بمحض كثير خيرا الشفيع بين تركھا او اخذھا واعطاء ما نرا > الصبيغ فيها لتعذر نقضه ولا قيمة لنقضه بخلاف البناء حاوي الزاھل وسبغی۔

۴۳۲، بین کتاب دین اگر مشتری نے ایک مکان خرید کر بہت سی لگات لگا کر ادبیر قلعی وغیرہ یا دوسری سڑکاری کر کے تو شفعی کو اختیار ہو گا خواہ شفعی بڑے خواہ اس کے شرف میں اس قدر کم زیادہ کرے جو شفعی اس کے لگات میں صرف ہوتے ہیں اس لئے کہ اس قلعی اور سڑکاری کا دیو اور دین پر یہ جو دانا بارشوار ہو اور وہ ماننے کے بعد اس کے لیے کچھ حزیب قیمت نہیں ہوتی بخلاف عمارت وغیرہ کے۔

۴۴۰، لو بی مشتری او غرس او کلفت الشفيع مشتری قلعھا الا اذا كان فی القلم فقیمان الارض فان الشفيع له ان ياخذھا مع قيمة البناء والغرس مقلوعة غير ثابتة فہستانی۔

۴۴۱، اگر مشتری نے امرائی کے اندر عمارت بنالی اور دفن لگائی اور اس کے اوکھاڑنے میں زمین کا انفصال ہے تو شفعی نہیں کے ساتھ دفنوں اور عمارت کی وہ قیمت دیکر لے سکتا ہے جو اوکھاڑنے کی غرض سے اس کی قیمت ہوتی ہو + + + + +

۴۵۰، وعن الثلاث شاعلفن بالثمن وقيمة البناء والغرس او تراد وبه قال الشافعی ومالك قلنا ہی فیما انفرد فیہ حق اقوی ولذا اتقدم علیہ فینقضہ كما یقض الشفيع جسیع تصرفا ای مشتری حتی الوقت والمسجد والمقبرة والھبة من یسلی ویزاھدی۔

۴۵۱، ابو یوسف رحمہ عن مروی بکر میں مشتری نے عمارت وغیرہ بنالی تو شفعی کو صرف یہ اختیار ہو گا کہ بعض کسے عمارت وغیرہ کی قیمت دیکر اس کو لے لے یا شفعی کو ترک کر دے امام شافعی رحمہ اور امام مالک حکم کا قول ہی یہی ہے اور خفیہ کہتے ہیں کہ مشتری نے یہ عمارت وغیرہ ایسی ارض میں بنالی ہو جس میں دوسرے کا حق مقدم ہو ورنہ اس کو تقدم ہو واسطے اس کا نفوت باطل ہو جائیگا بطرح اس کے تمام نفقات جتنے کہ وقت کرنا یا مسجد یا مقبرہ بنانا یا مسجد کرنا باطل ہو جائیگا۔

۴۶۰، واما الزرع فلا یقیم استھسانا لان لہ نہایة معلومة و یبقی بالاجر۔

۴۶۱، اگر مشتری نے غلہ میں کبھی کر لی تو احسان بکھریے یہ حکم یا باہر تو شفعی اس کو دے اس کو اسے ایسے کہ اول قودہ ایک غلہ دے تاکہ رہے جو علاوہ برین شفعی کو دے کی اجرت لجا ئیگی۔

۴۶۰، اگر شفعی نے شفعی کے ذریعے سے ایک زمین لیکر اس میں عمارت وغیرہ بنی بعد ازاں زمین میں کسی کا حق برآمد ہوا تو اپنے مدعی علیہ سے فقط زمین و اس کے ساتھ جو اور عمارت وغیرہ کی قیمت

کے من میں لے سکتا ایسے کہ اسکو کسی نے قریب نہیں دیا ہے  
بخلاف مشتری کے کہ اسکو دھوکا ہو سکتا ہے۔

(۶۸) اگر خرید شدہ مکان خود بخود منہدم ہو گیا یا باغ کے  
درخت خود بخود خشک ہو گئے تو شفعی کو پورا من دنیا پر لگا کر  
دے سکتا ہے اور اسکی وجہ یہ کہ من اصل بیع کے مقابل ہوتا ہے۔  
وصف کے مقابل نہیں ہوتا اگرچہ اسوقت یہ کہ مکان کا مابہ اور  
درختوں کی کٹری نہ ماتی رہی ہو اور اگر باقی چھ اوڑھتے ہیں  
میں ہونے کے بعد اسکو لے لیا ہو تو وہ زیر کے تابع نہ رہیگا اور  
بقدر اس کے من میں کی کر دیا جائیگا مگر اس من کو مکان کی دس  
قیمت پر جو زمین دے وقت تھی اور لمبکی اس قیمت پر جو پچھلے وقت  
ہے تقسیم کرینگے اور اس کے حساب سے کمی کر دیا جائیگا۔

\* \* \* \*

(۶۹) اگر مکان خود بخود منہدم ہو گیا یا درخت خود بخود خشک  
ہو گئے ہیں من سے بہرہ ہونے کے بعد شفعی نے اسکو نہیں لیا مثلاً  
وہ خود ہلاک ہو گئے تو من میں سے شفعی کے حق میں کچھ کمی نہ لگائی  
ایسے کہ شفعی نے اسکو نہیں دھوکا پس وہ توابع میں سے ہونگے اور  
توابع کے مقابل میں من کا کوئی حصہ نہیں ہوتا ہے اور شفعہ کے  
ذریعہ سے لینے میں یہ بیع شفعی کی طرف منتقل ہو گئی اور منہدم کرنے سے  
پہلے وہ چیز جو بالتبع بیع کے اندر داخل ہوئی تھی ہلاک ہو گئی اور اسے  
وقت میں من میں کچھ کمی نہیں ہوتی ہے شیخ زہلی نے  
اسکو بیان کیا ہے۔

(۷۰) اگر زمین کا ایک حصہ دیا ہو کہ تلف ہو گیا تو بقدر  
اس کے شفعی کے حق میں من کو ہونا چاہیگا ایسے کہ بیان اصل بیع کا  
حصہ فوت ہو گیا۔

\* \* \* \*

والغرض علیٰ احد لانہ لیس لبغور و  
بخلاف مشتری۔

(۶۸) و یاخذ بكل الثمن ان خربت  
الدار او جفت الشجر بلا فعل احد  
والاصل ان الثمن يقابل لاصل  
لا الوصف وهذا اذا لم يبق شيء من  
نقص او حشب فلو بقي واخذ  
المشتري لانفصاله من الاراض  
حيث لم يكن تبعاً للارض تسقط  
حصته من الثمن فيقسم الثمن على  
قيمة الدار لیس يوم العقد وعلى قيمة  
النقص يوم الاخذ من یلی۔

(۶۹) قلت فلو لم ياخذ المشتري  
كان هالك بعد انفصاله لم يسقط  
شي من الثمن لعدم محبيه اذ هو  
من التوابع والتابع لا يباينها  
شي من الثمن وبالاخذ بالشفعة  
تحولت الصفقة الى الشفعي فقد  
هلك ما دخل تبعاً قبل القبض  
ولا يسقط ببتله شي من الثمن فانه  
شيعن۔

(۷۰) بخلاف ما اذا تلف بعض  
الارض بغرق حيث يستط من  
الثمن حصته لان الغائت بعض  
الاصل من یلی

۵۱، ویأخذ بجملة العرصۃ  
من الثمن ان نقض المشتري البناء  
لأنه قصد الاتفاق وفي الاسر  
الاف سماویة ويقسم الثمن على  
قيمة الاسر من والبناء يوم العقد  
بخلاف انهدامه کامر لتقومه  
بالحبس۔

۵۲، ونقض الاجنبی كنقصه ای  
المشتري۔

۵۳، والنقض بالکسر المنقوض  
له ای للمشتري وليس للشفيع  
اخذ لا لزوال التعبۃ  
بانقصاله ویأخذ بثمرها استمنا  
لانتقاله۔

۵۴، من ابتاع اسرا وخلا وشرا  
او شرع بعد الشراء فی میده لان  
حبذ لا المشتري فليس للشفيع اخذ  
لما مر اهلك بافۃ سماویة  
وقد اشتراها بثمرها سقطت  
حصته من الثمن فی الاول ای شراها  
بثمرها وبكل الثمن فی الثاني لحذفه  
بعد القبض۔

۵۵، قضی بالشعۃ للشفيع لیس  
له ترکها شرح وهبانية لتحويل  
الصنفۃ الیه بخلاف ما قبل

۵۱، اگر مشتری نے مکان کو خود منہم کر دیا تو صرف زمین کے  
قدر ثمن ادا کر کے شفیع نے لیکھا اسلئے کہ بیان قصد الاس نے  
عمرت کو تلف کیا جو اور دیا برو جو جانے کی صورت میں اسکا  
کچھ اختیار نہیں تھا بلکہ وہ آفت سادی تھی گراس صورت میں  
ثمن کو زمین اور عمارت کی اوس قیمت پر تقسیم کر لیکھ جو عقد کے زمانہ  
میں اوسکی قیمت ہوگی بخلاف اوس صورت کے کہ عمارت خود منہم  
جو جانے اسلئے کہ روکنے سے اوسکی قیمت بھجواتی ہو۔

۵۲، اگر کسی اجنبی شخص نے مکان کو منہم کر دیا تو اس کو  
بھی مشتری کے منہم کرنے کا حکم دینے سے شفیع کے حق میں شک ہوگا  
۵۳، اگر مکان منہم ہو گیا تو مکان کا لمبہ مشتری کو لیکھا شفیع  
نہ لیکھا اسلئے کہ زمین سے جدا ہو جانے کی وجہ سے لمبہ زمین کے  
قوانین میں سے نہیں رہا گو درختوں کا جھل شفیع کو  
استعمال کے اعتبار سے لہجائے لکھا اسلئے کہ درختوں کے  
ساتھ اوسکو افعال ہے۔

۵۴، اگر ایک شخص نے زمین کو بیع و خراج اور بیل کے  
خرید یا خریدنے کے بعد مشتری کے پاس درختوں پر بیل لگایا  
مشتری نے اوسکو کاٹ لیا تو شفیع اوسکو نہ لے سکیگا اور اگر  
بیل کے خریدار اور آفت سادی سے ہلاک ہو گیا تو پہلی صورت میں  
بقدر اس کے ثمن زمین کی کر دیا جائیگی اور دوسری صورت میں  
شفیع کو کل ثمن دینا پڑے گا اسلئے کہ قبضہ کرنے کے بعد وہ بیل  
پیدا ہوا ہے۔

۵۵، جب قاضی نے شفیع کے لیے شفیع کا حکم دیدیا تو اب  
وہ شفیع کو ترک نہیں کر سکتا ہوا اسلئے کہ اب وہ عقد شفیع  
کی طرف منتقل ہو گیا بخلاف اوس صورت کے کہ قاضی نے

## القضاء۔

ہندو حکم دیا ہو۔

(۵۶) الطلب فی بیع فاسد وقت  
القطاع حق البائع اتفاقاً فی ہبہ  
بعوض مشروط ولا شیوع فیہما  
وقت التقاضی فی بیع فضولی او بخیار  
بائع وقت البیع عند الثانی وقت  
الاجارۃ عند الثالث وبخیار  
مشترو وقت البیع اتفاقاً  
محتمی۔

(۵۶) بیع فاسد کی صورت میں طلب شفعہ بالاتفاق اور وقت  
کرنا چاہیے جب بلیع کا حق اوس سے منقطع ہو جائے اور  
جس ہبہ کے اندر عوض شریک کیا گیا ہو اور عوضین ایک  
مشترک اور غیر عین چیز میں تو تقاضی کے بعد طلب شفعہ  
کرنا چاہیے اور بیع فضولی یا اس بیع میں جس کے اندر بلیع کا  
اختیار شریک کیا گیا ہو یا یوسف کے لئے نہ یک بیع کی وقت اور  
لہ محمد کے لئے نہ یک عین کی وقت طلب کرنا چاہیے اگر شریک  
کا اختیار شریک کیا ہو تو بالاتفاق بیع کے وقت طلب کرنا چاہیے  
(۵۷) اگر ایک شافعی الذی بیعے جو شفعہ باجور کا قائل نہیں ہے  
ایضاً قاضی کے لئے شفعہ کا دعویٰ کیا جو اس کا قائل ہے تو قاضی کو  
اوس سے دریافت کرنا چاہیے کہ تو شفعہ باجور کو اتنا ہی جاکر دے  
کہد یا ہاں مانگنا ہوں تب تو اس کے لئے شفعہ کا حکم یہاں  
ورنہ حکم دیا جائے۔

## فروع۔

(۵۸) آخر الشفیع ایجاب الطلب  
لکون القاضی لایراہا فهو معذور  
وکن الوطلب من القاضی حضاراً  
فامتنع بخلاف سبب الیہودی  
کما یاتی۔

(۵۸) اگر شفعی نے طلب تکلیف میں اسوج سے تاثیر کر کے  
شہر کا قاضی شفعہ باجور کا قائل نہیں تھا تو شفعہ معذور سمجھا جائے گا  
اس طرح اگر شفعی نے قاضی سے مدعی علیہ کے حاضر کرانے کی دعوت  
کی اور قاضی نے اس کو حاضر نہ کیا تو شفعہ معذور ہوگا اگر ایک بیعت  
ہفتہ کے اندر بیعت کے بعد طلب شفعہ میں تاثیر کی تو وہ معذور نہ ہوگا

(۵۹) شری اس رضاً بمائة فرفع  
تراہا وباعہ بمائة ثم اخذها  
الشفیع بالشفعة اخذها بنفسین  
لان ثمنها یقسم علی قيمة الارض  
یوم الشراء قبل رفع الزاب علی

(۵۹) ایک شخص نے سو درہم کو ایک نین خریدی اور اس میں سے  
سچی کو دو سو درہم کی کوئی فروخت کر کے الی بعد شفعی نے پندرہ درہم  
کے اس کو دیا تو شفعی کو پچاس درہم دینا پڑے اس واسطے کہ  
رض زمین کی اوس قیمت پر جو خریدنے وقت بغیر مٹی کے کو دو الی  
حق اور اس سچی کی قیمت پر تقسیم کیا جائے گا اور وہ دونوں بیک

قيمة التراب الذي باعه وهما  
سواء ولو كبها كما كانت فالجواب  
لا يتفاوت ويقال للمشتري اسراف  
ما اكسبت فيها فهو ملك حاصي  
الزاهدي-

پس اگر اس بی کو ذال کر زمین کو بدستور سابق مجبور کر یا اس کا  
حکم بھی ہی ہو اور مشتری سے کند یا جائیگا تو نے جو اس کے اندر ہوا  
ڈالا ہے اس کو اس کو اس کے بجائے اس کے لیے کہ وہ بیلا  
مال ہے۔

✱ ✱ ✱ ✱

(۴۰) ماوی زہدای میں بیان کیا ہے اگر ایک مکان میں دروازہ  
خرید کر اس کا شل اس وقت ادا کر دے گا جب کہ اس کے لیے کوئی شفع  
نے انورشن ادا کر کے شفعہ کے ذریعہ سے اس کو زمین لے لیا ہو  
اس لیے کہ مشتری سے فاسد سے اس کا مالک ہوا ہو اگر زمین کے مالک  
عقرب یہ مسئلہ اس کو بیع فاسد کے اندر شفعہ ثابت نہیں ہوتا  
اگرچہ مشتری کا قبضہ ہو گیا ہو اس لیے کہ فسخ کا احتمال باقی رہتا ہے اگرچہ  
و غیر بنائے سے اگر فسخ موقوف ہو جائے تو شفعہ ثابت ہو جائے گا۔

(۴۱) ہر بشرط العوضین میں یہ ہے کہ اس وقت ایک ہزار  
جب عوض اور عوضین دونوں قبضہ میں آجائیں لہذا اگر عوض  
بہرہ و غیرہ کے ایک مکان ہے یہ کیا اور صرف مکان یا صرف یہ  
پر کسی کا قبضہ ہوا تھا کہ شفعہ نے شفعہ کو ترک کر دیا تو  
اس کا شفعہ باطل نہ ہو گا اور جب دوسری  
عوض پر قبضہ ہو گیا تو شفعہ شفعہ کے ذریعہ سے  
مکان کو لے لیا۔

✱ ✱ ✱ ✱

اس امر کا بیان کر کہ چیزوں میں شفعہ ثابت  
ہو تا ہو اور کن چیز و زمین نہیں ثابت ہوتا

۴۲ اس مسئلہ میں عقار کے اندر شفعہ ثابت ہوتا ہے اگرچہ

بعض قسمی قسم کے مال کے انسان کو عقار کی ملکیت حاصل ہو

۴۰، وفيه شري داسر الى الحصاد  
فليس للشفيع ان يجعل الثمن  
ويأخذها بالشفعة لانه ملكها  
ببيع فاسد انتهى قلت ومبيح انه  
لا شفعة فيما بيع فاسدا ولو بعد  
القبض لاحتمال الفسخ نعم اذا سقط  
الفسخ ببناء ونحوه لا وجبت-

۴۱، وفي المبسوط الهبة تبشرط  
العوض انما تثبت الملك للموهوب  
اذا قبض الكل فلو وهب داسرا  
على عوض الف دسهم فقبض  
احدا العوضين دون الآخر ثم  
سلم الشفع الشفعة فهو باطل  
حتى اذا قبض العوض الآخر كان  
له ان يأخذ الداسر بالشفعة-

باب ما ثبت في  
او لا ثبت

۴۲ لا تثبت قصدا الا في عقار  
ملك بعوض خرج الهبة هو مال

اگرچہ وہ عقار ایسی چیز جسکی تقسیم ہو سکے لہذا سب کا سوا پر  
یا جس کے عوض میں اگر ملکیت حاصل ہو تو شفعہ ثابت نہیں ہوتا  
اور اہم شافعہ زمین کے غیر ایک اوس عقار میں بھی شفعہ ثابت  
ہو جائے جسکی تقسیم نہیں ہو سکتی بطریق پچھلے تمام کتوں کے  
چونکہ اس امکان۔

خرج المهر وان لم يكن يقسم  
خلافًا للشافعي كوخى اى بيت  
الرحى مع الرحى نهاية وحماس  
وبير ونهر وبيت صغير لا يمكن  
قسمته۔

۴۳۴۔ لانی عرض بالسكون ماليس  
بعقار فيكون ما بعدة من عطف  
المخاص على العام وفلك خلافا  
لما لك ربناء ونخل اذا بيعا قسدا  
ولو مع حق القرار خلافا لما  
فيه ابن الكمال لمخالفة المنقول  
كما افادہ شيخنا الرملى۔

۴۳۴۔ لانی عرض بالسكون ماليس  
بعقار فيكون ما بعدة من عطف  
المخاص على العام وفلك خلافا  
لما لك ربناء ونخل اذا بيعا قسدا  
ولو مع حق القرار خلافا لما  
فيه ابن الكمال لمخالفة المنقول  
كما افادہ شيخنا الرملى۔

۴۳۵۔ اودا اس بيعت بخيار البائع  
ولم يسقط خياره فان سقط وجبت  
ان طلب عند سقوط الخيار في  
المعبر وقيل عند البعير ومج  
۴۳۶۔ اوديت اللابيعا في اسلام يسقط نفعه  
فان سقط حق ضيقه كان بنى المشتري

۴۳۵۔ اودا اس بيعت بخيار البائع  
ولم يسقط خياره فان سقط وجبت  
ان طلب عند سقوط الخيار في  
المعبر وقيل عند البعير ومج  
۴۳۶۔ اوديت اللابيعا في اسلام يسقط نفعه  
فان سقط حق ضيقه كان بنى المشتري

۴۳۷۔ اودا اس بيعت بخيار البائع  
ولم يسقط خياره فان سقط وجبت  
ان طلب عند سقوط الخيار في  
المعبر وقيل عند البعير ومج  
۴۳۸۔ اوديت اللابيعا في اسلام يسقط نفعه  
فان سقط حق ضيقه كان بنى المشتري

۴۳۷۔ اودا اس بيعت بخيار البائع  
ولم يسقط خياره فان سقط وجبت  
ان طلب عند سقوط الخيار في  
المعبر وقيل عند البعير ومج  
۴۳۸۔ اوديت اللابيعا في اسلام يسقط نفعه  
فان سقط حق ضيقه كان بنى المشتري

اگر زمین کے غیر ایک اوس عقار میں بھی شفعہ ثابت نہیں ہوتا۔

اگر زمین کے غیر ایک اوس عقار میں بھی شفعہ ثابت نہیں ہوتا۔

ہو گیا شلہ شتری نے اوسین کچھ عمت بنائی تو شفعہ ثابت ہو جائیگا  
اسی طرح اگر خیار و بیع یا شریک و کسب ہو جسے یا کچھ فاضل ہو یا کچھ  
ایک مکان واپس ہو اور واپس ہونے سے پہلے شفعہ شریک کو ترک  
کر چکا تھا تو شفعہ ثابت ہوگا ایسے کہ وہ بیع نہیں ہو گیا پہلی بیع کا  
فسخ ہو۔ در کہ موافق بمصنف کا گمان یہ ہے کہ خیار و بیع  
اور شرطین بھی واپس کرنے کے لیے فاسخ کا  
حکم باہر ہے۔

فہا تثبت الشفعة كما مر اور دخیار  
روية او شرط او عيب بقضاء  
متعلق یا اخیر فقط خلافا لما رآه  
المصنف يتعالل الدسار بعد ما سلت  
ای اذا بیع وسلمت الشفعة ثم سر د  
المبیع بخیار و روية او شرط کیف  
ما کان او بعیب بقضاء فلا شفعة  
لانه ضمنه لا بیع۔

۶۷۱، اگر شفعہ کرنے کے بعد شتری نے بلا حکم فاضل عیب کی  
وجہ سے مکان کو واپس کر دیا یا بیع فاضل شتری نے  
بیع کا قائل کر لیا تو شفعہ کا شفعہ ثابت ہو جائیگا ایسے کہ اگر شریک کا  
عیب کچھ ہے واپس کرنے اور اقالہ کر نیکا بیع جدید کا حکم ہو۔  
۶۸۰، اگر ایک شخص مکان فرخت کیا اور اس کا ایک غلام چھو  
اسنے قہات کی اجازت دے رکھی ہو اور یہ غلام لوگوں کے قرض میں  
سستقر ہو تو اس مکان میں غلام کا شفعہ ثابت ہو جائیگا اور اس قدر  
دین کا وینا شرط نہیں ہو کہ لوگوں کی ذات اور مال کو محیط ہو اس طرح  
اگر وہ غلام کو کوئی اور چیز تیار ہو تو مالک کو بھی شفعہ ہو جاتا ہے ایسے  
کہ بزرگ شفعہ کے مکان کا لینا خریدنے کے حکم میں ہو اور ایسے  
غلام اور مالک کے مابین خرید و فروخت ہو سکتی ہے۔

۶۷۱، بخلاف الرد بعیب بعد القبض  
بلا قضاء او باقالة فان له الشفعة  
لان الرد بعیب بلا قضاء و الاقالة  
ببذلة بیع مبتدأ۔  
۶۸۰، وثبتت الشفعة لغير المذون الشفيع بالذات  
احاطة الدين برفقته وكسبه ليس  
بشرط ابن كمال في مبيع  
سید لا۔

وثبتت السيد لا في مبيعه  
بناء على ان الاخذ بالشفعة  
ببذلة الشراء وشراء احدهما  
من الآخر يجوز۔

۶۹۱، اگر ایک شخص اصل مال یا دکان کے ایک مکان خریدے  
یا دوسرے کو وکیل کر کے خریدے تو اس کا شفعہ باطل نہیں ہوتا اور اس کا  
قبضہ ہو کر خریدنے والا یا موکل اس مکان کے مالک شریک ہو  
اور اس مکان میں ایک شریک اور جو ان دونوں کا شفعہ  
ثابت ہو گیا ہو اگر شریک فقط یہی ہو مگر ایک شخص اور اس مکان کا

۶۹۱، وثبت لمن شري اصله او وكلاءه او شترى له  
بالوكالة او فاعلته انه لو كان  
المشترى او الموكل بالشراء شريكا  
وللدار شريك اخر فلها الشفعة  
ولو هو شريكا وللدار جار فلا شفعة

لجاسر مع وجودہ۔

جاری جو تو شریک کے ہوتے ہوئے ہمارے شفعہ ہو گا۔

۷۰، لا شفعة لمن باع اصاله او وكالة او بيع له اى وكل بالبيع او ضمن الدرك والاصل ان الشفعة تبطل باظهار الرغبة عنها لا فيها۔

۷۰، اگر اصل یا وکالت ایک مکان کو فروخت کیا یا کسی دوسرے کو ملک فروخت کیا یا بیعض بائن مردان ہو گیا کہ اس مکان میں کسی ملک پر آمد ہو تو میں نہ رہا ہوں ان سب صورتوں میں اس شخص کو شفعہ کا استحقاق نہ رہا اور قاعدہ کلیہ یہ ہو کہ جس چیز سے شفعہ کا شفعہ سے اعراض ظاہر ہو

ان امور کا بیان جیسے شفعہ باطل ہو جاتا ہے

## باب ما يبطلها

۷۱، يبطلها طلب المواتبة تركه بان لا يطلب في مجلس اخبر فيه بالبيع ابن كمال وتقدم ترجمته او ترك طلب الاشهاد عند عقار او أدى يد لا الاشهاد عند طلب المواتبة لانه غير لازم مع القدرة كما مر ۷۲، ويبطلها قبلها بعد البيع علم بالسقوط او لا فبط لا قبله كما مر ولو تسليمها من ابي او وصى خلافا لمحمد فيما بيع بقیمته او اقل ملحق۔

۷۱، قول مرجع یہی ہو کہ اگر شفعہ کو بیع کا حال معلوم ہو اور اس مجلس میں اس نے طلب مواتبہ نہیں کی تو شفعہ باطل ہو جائیگا۔ سید رح اگر مکان یا بیع یا شفعہ کے پاس جا کر طلب مواتبہ کے بعد باوجود امکان کے طلب نہ کیا تو شفعہ باطل ہو جائیگا۔ مگر طلب مواتبہ کے وقت گواہ نہ ہونے سے شفعہ باطل نہیں ہوا۔ اس واسطے کہ گواہ کرنا ضروری نہیں ہو۔

۷۲، اگر بیع کے بعد شفعہ کو ترک کر دیا تو شفعہ باطل ہو جائیگا۔ خواہ شفعہ کو اختیار کے ساتھ نہ ملے یا علم ہو یا نہ ہو اور بیع سے قبل ترک کر دینے سے شفعہ باطل نہیں ہوا اور اگر باپ یا وصی نے شفعہ کو ترک کر دیا تو بھی باطل نہ ہو گا۔ شفعہ باطل ہو جائیگا اور وصی موت میں

۷۳، الوكيل يطلبها اذا سلم الشفعة او اقر على الموكل بتسليمه الشفعة صح لو كان التسليم او الاقرار عند القاضي ولا لم يعم لكنه يخرج من الخصوصية ۷۴، وسكوت من يملك التسليم تسليم۔

۷۳، اگر ایک شخص کو طلب شفعہ کیے کہیں کیا اور وکیل نے شفعہ کو ترک کر دیا یا اس بات کا اقرار کیا کہ میں نے وکیل سے شفعہ کو ترک کر دیا تو شفعہ باطل ہو جائیگا بشرطیکہ قاضی کے درجہ وکیل ترک یا اقرار کرے ورنہ باطل ہو گا البتہ اس کے بعد دعویٰ ہو سکتی ۷۴، جو شخص شفعہ کو زبان سے ترک کر سکتا ہو اس کا سکوت کرنا بھی زبان سے ترک کرنے کے حکم میں ہو۔

۷۵، ويبطلها صلح منها على عوض ۷۵، اگر شفعہ معی علیین سے بجز اس مکان کے جو مال

اور شفعہ باطل ہو جائیگا ورنہ میں نہ رہا ہوں

۷۱، قول مرجع یہی ہو کہ اگر شفعہ کو بیع کا حال معلوم ہو اور اس مجلس میں اس نے طلب مواتبہ نہیں کی تو شفعہ باطل ہو جائیگا۔ سید رح اگر مکان یا بیع یا شفعہ کے پاس جا کر طلب مواتبہ کے بعد باوجود امکان کے طلب نہ کیا تو شفعہ باطل ہو جائیگا۔ مگر طلب مواتبہ کے وقت گواہ نہ ہونے سے شفعہ باطل نہیں ہوا۔ اس واسطے کہ گواہ کرنا ضروری نہیں ہو۔



ای غیر المشفع لمایا فی وعلیه سرده لانہ رشوة و بیطلها بیع شفعه ببال ولا یلزم المال وکن الکفالة بالنفس بخلاف القود۔

لیکھ صلح کر لی تو شفعہ ہی باطل ہو جائیگا اور مال بھی واپس کرنا پڑے گا ایسے کہ وہ رشوت ہے اس صلح اگر کوئی شخص شفعہ کو بوجھ کچھ مال کے فروخت کرے تو شفعہ باطل ہو جائیگا اور مال لازم نہیں ہوتا اور کفالت کا بھی یہی حکم ہے بخلاف قصاص کے۔

(۷۶) ولو صلح علی اخذ نصف الدار ببعض الفتن ثم ولو صلح علی اخذ بیت بجمعتہ من الفتن لا یجوز الفتن عند الاخذ ولا تسقط شفعته۔

(۷۷) اگر شفعہ نے مشتری سے نصف شرن دیکر نصف مکان کے لینے پر صلح کر لی تو صحیح ہو گا اور اگر اوس مکان میں سے ایک کمرہ کے لینے اور اوس کے قدر شرن ادا کرنے پر صلح کی تو صحیح نہو گی ایسے کہ لیتے وقت شرن مجبول ہے مگر اوس کا شفعہ نہ ساقط ہو گا۔

(۷۸) ویطلب الموت شفیق قبل الاخذ بعد الطلب او قبله ولا تورث خلاف للشافعی ویموت بعد القضاء لا تبطل۔

(۷۹) اگر شفعہ مکان کو لینے سے پہلے مر گیا تو اس کا شفعہ باطل ہو جائیگا اور وارثوں کو شفعہ کا حق نہ رہے گا خواہ وہ شفعہ کے بعد مر جو یا اوس سے پہلے مگر شافعی اس کے نزدیک نہیں باطل ہوتا اور اگر قاضی نے اوس کی زندگی میں شفعہ کا حکم دیا تھا تو شفعہ باطل۔

(۸۰) لا یطلھا موت المشتري لبقاء المستحق۔

(۸۱) اگر مشتری مر جائے تو شفعہ باطل نہیں ہوتا ایسے کہ شفعہ کا قصد موجود۔

(۸۲) ویطلھا بیع ما یشفع بہ قبل القضاء بالشفعة مطلقا علم بیعھا ام لا وکن الوجہ ما یشفع بہ مسجد او مقبرة او قفا مسجد اور۔

(۸۳) جس مکان کے ذریعے شفعہ کی شفعہ کا استحقاق تھا اگر وہ مکان شفعہ نے فروخت کر ڈالا اور شفعہ قاضی نے شفعہ کا حکم نہیں دیا تو پھر مال اس کا شفعہ باطل ہو جائیگا خواہ اوس کو مکان شفعہ کی بیع کا ارادہ نہ ہو بلکہ صلح ہو یا اس صلح کے شفعہ اپنے مکان کو سمجھ کر ہو یا۔

(۸۴) ولو باع بشرط الخيار لنفسه لا تبطل لبقاء السبب۔

(۸۵) اگر شفعہ نے اپنا مکان فروخت کیا اور لینے پر اختیار رکھا اور شفعہ کے بعد وہ مکان کو اپنے لیے لے لیا تو شفعہ باطل ہو گا ایسے کہ ہنوز وہ مکان اوس کے ملک خارج ہوتا۔

(۸۶) ویطلھا شراء الشفیق من المشتري فلیس درتہ ام مثله اھذا صتہ بالشفعة بالعقد الاول او

(۸۷) اگر شفعہ نے مشتری سے مکان شفعہ کو خرید لیا تو اس کا شفعہ باطل ہو جائیگا اور اس صلح کے بعد اگر وہ مکان کو اپنی بیع کر دے تو شفعہ باطل ہو جائیگا اور اگر وہ مکان کو اپنے ساتھ ہی رکھ دے تو شفعہ باطل ہو جائیگا۔

(۸۸) لئنانی بخلاف مالوا افتارھا امتلاء

(۸۹) اگر شفعہ نے مشتری سے مکان شفعہ کو خرید لیا تو اس کا شفعہ باطل ہو جائیگا اور اس صلح کے بعد اگر وہ مکان کو اپنی بیع کر دے تو شفعہ باطل ہو جائیگا۔

موت المشتري لا یبطل شفعته

حيث لا شفعة لمن دونه۔  
 ۸۴۰، وكن ايطلها ان استاجرها  
 او ساومها بيعاً او اجارة ملحق  
 او طلب منه ان يوكيه عقد الشراء  
 او ضمن الدر لك مستدر لك بمأمر  
 انفا فتبطل في الكل لدليل الاعراض  
 زيلعي۔

بائے خرید کہ انکا شفعہ باطل نہیں ہوتا اور اس سے ادنیٰ ہونے پر شفعہ نہیں  
 ۸۴۰، اگر شفعہ نے مشتری سے مکان کو کر لیا یا اس سے مکان کی  
 قیمت لیکر ایسا کر لیا یا مشتری سے اس بات کی درخواست کی کہ مجھے تو  
 تو نے خرید لیا تو اس قیمت کو میرے ہاتھ فروخت کر دے یا فروخت  
 ہونے وقت مشتری کے لیے مناسب ہو گیا کہ اس مکان میں کسی حق  
 برآہ ہو تو میں ذمہ دار ہوں ان سب صورتوں میں اعراض کی دلیل  
 بائے ہائے شفعہ باطل ہو جائیگا۔

۸۴۱، قيل للشفيع انها بيعت بالف  
 نسلم ثم علم انها بيعت باقل او بكثر  
 او شعيراً او عددی متقابل قيمته  
 الف او اكثر فله الشفعة ولو بان  
 انها بيعت بدنانير او بعروض  
 قيمتها الف فلا شفعة والفرق  
 بينهما ان هذا قيمي وذاك مثلي  
 فرد بايهم عليه وان اكثر۔

۸۴۱، شفعی، اولاً معلوم ہوا کہ مکان ہزار دینار کو فروخت ہوا ہے  
 یہ سکرانے شفعہ کو ترک کر دیا بعد از اس معلوم ہوا ہزار سے کم کو فروخت  
 ہوا یا عرض کیوں یا جو یا کسی چیز کے جو شمار کے ساتھ ہو  
 ہونے پر وہ مکان فروخت ہو یا جسکی قیمت ہزار دینار ہے یا جو  
 تو ہجیرہ کا شفعہ ثابت ہو جائیگا اور اگر دوسری مرتبہ معلوم ہوا کہ  
 بعض اشرفیوں یا بعض غلام یا گورہ وغیرہ کو فروخت ہوا یا قیمت  
 لیکر یا تو شفعہ ثابت ہو گا اور فرق یہ کہ دوات القیم میں سے ہونے  
 وہ دوات الاموال میں سے اور اس اوقات مثل کا دینا اس کے برابر ہو گا

۸۴۱، ولو علم ان المشتري يزيد  
 نسلم ثم بان انه بكثر فله الشفعة  
 ولو علم ان المشتري هو مع غيره  
 كان له اخذ نصيبه من الثمن بحقه  
 ۸۵۰، ولو بلغه شراء  
 النصف نسلم ثم بلغه شراء الكل  
 فله الشفعة في الكل۔

۸۴۱، شفعہ کو معلوم ہوا کہ ظران مکان زیادے خریدی ہو وہ سکرانے  
 کو یک کر دیا اور ان معلوم ہوا کہ یک خریدی ہو تو سکرانے ثابت  
 ہو جائے گا اور اگر دوسری دفعہ معلوم ہوا کہ زیادے اور یکے ملکر خریدی ہو تو یک  
 کے حصہ کو سکرانے پر یکے حصہ کو نہیں لے سکتا اس لیے کہ یک کے حصہ کو لے کر  
 ۸۵۰، شفعہ کو معلوم ہوا کہ ظران مکان کا نصف حصہ فروخت ہو یا پورے  
 یہ سکرانے سے شفعہ کو ترک کر دیا بعد از ان معلوم ہوا کہ کل فروخت ہو یا تو کل  
 مکان میں شفعہ کو سکرانے ہو۔

۸۴۱، وفي عكس بان اخبر بشراء  
 الكل نسلم ثم ظهر شراء النصف  
 لا شفعة له على الظاهر لان التسليم

۸۴۱، شفعی کو اولاً معلوم ہوا کہ کل مکان کو فروخت ہو گیا بعد از ان  
 معلوم ہوا کہ اس کا نصف فروخت ہوا یا تو ظاہر و سبب کے موافق اس کو  
 اب شفعہ ثابت ہو گا اس لیے کہ جب کل مکان میں شفعہ کو ترک کر دیا تو

فی الكل تسلیم فی کل اجاضہ بخلاف  
عکسہ۔

اور کل اجاضہ میں ہر ایک کو یا خبلاف پہلی صورت  
کے۔

۸۷) ثم شرع فی الحیل فقال وان  
باع رجل عقلا الا ذراعا مثلا  
فی جانب حد الشفیع فلا شفعة  
لعدم الاتصال والقول بان نصب  
ذراعا سہو سہو۔

۸۷) تاہیں چھاپے میں جن سے شفعہ بطل ہو وہ اجاضہ یا خبلاف  
دعوی نہیں کرتا۔ اگرچہ ایک عید چھک باغ اپنے کل زمین کو فروخت  
کرے مگر ایک خد غشع کے قریب سے بچ کر نہ سستی کرے کہ اس  
وہ شفعہ باقی زمین میں شفعہ کا دعویٰ نہیں کر سکتا اس لیے کہ اس کی زمین کو  
اوسکی زمین سے اتصال نہیں پایا جاتا۔

۸۸) وكذا الاشفعة لو وهب هذه  
القدر للمشتري وقبضه۔  
۸۹) وان ابتاع سہما منه بثلث ثم  
ابتاع بقیمتها فالشفعة للجاری فی السہم  
الاول فقط والباقی للمشتري لانہ  
شریعا۔

۸۸) اگر ایک مکمل میں سے ہر ایک غلام کو سہو پر شفعہ کو دے اور شفعہ  
لو پر شفعہ کرے اور باقی مکان کو دے کہ شفعہ نہ کرے تو شفعہ نہیں کر سکتا ہے  
۸۹) ایک عید پر یا شفعہ مکان کے ایک حصہ پر یا باغ زمین کے ایک  
زمین کو جو شفعہ کی زمین سے متصل ہو جو مکان کے زمین سے ایک حصہ  
کر کہ حصہ نہ ہوا ان باقی مکان کو ایک حصہ پر شفعہ نہ کر سکتا کہ یہاں  
پچھلے حصہ میں شفعہ دعویٰ کر سکتا ہو مگر اگر ان کی وجہ سے وہ اس کو نہ دے گا

وحیلة كله ان یشتري الذراع  
او السہم بكل الثمن الا درہما ثم الباقي  
بالباقي وليس له تخلیفہ باللہ ما اردت  
به ابطال شفعتی وله تخلیفہ باللہ ان  
البیم الاول ما كان تلجئة مؤید  
نہ اذہ معزیا للوجیز۔

باقی مکان میں دعویٰ نہیں کر سکتا اس لیے کہ شفعہ اور مکان کا شریک  
اور شفعہ اور مکان کا باجوہ شریک کو جابر مقدم ہو اور اس میں  
یہ شفعہ اس بات کا صحت نہیں دے سکتا کہ کار د والی میں نے جبرا  
شفعہ بطل کر کے کسی غرض سے نہیں کی اس لیے اس بات کا صحت نہیں  
ہے کہ یہ بیع جو سیرے اور شفعہ کا میں ہو ہی پھر غرضی طور پر  
نہیں تھی۔

۹۰) وان ابتاعه بثلث ثم دفعه  
ثوباعنه فالشفعة بالثمن لا بالثوب  
فلا یغیب فیہ وهذا حیلہ لعدم  
الشریک والجار لکنہا تنصیرا لباہم  
اذا یازمہ کل الثمن اذ یمتحن المنزل  
فلا یولی بیع دراهم الثمن بدینار۔

۹۰) تاکہ عید ایسا ہو کہ زمین شریک کا شفعہ چھک باغ دے مار کا  
جہل کتاب ہو وہ یہ کہ بیع اور مکان کو شفعہ کی بات بہت زیادہ نہیں سے  
نورخت کو سہو پر شفعہ بعض اوس زمین کے بیع کو ایک کچھ بڑے جسکی  
قیمت مکان کی اصل قیمت کے برابر ہو کہ اس صورت میں اگر شفعہ مکان  
لینا چاہے گا اس کو بیع کی قیمت دے کر نہیں دے سکتا بلکہ اس کو ہی شفعہ  
چھک باغ بیع کے وقت قریب یا پھر گاہ میں بیع کا مزجہ ایسے کرے کہ اگر باغ

لیبطل الصرف اذا استحق وجيلة  
اخرى احسن واسهل وهي المتعارفة  
في الامصار ذكرها بقوله -

وكذا الراشدي بدسراهم  
معلومة بوزن او اشارة مع قبضة  
فلوس اشير اليها وجهل قدسرها  
وضيم الفلوس بعد القبض في الخجل  
لان جهالة الثمن تنعم الشفعة  
در رقت ونحوه في المضمرات  
وسيفي ان الشفيع لو قال  
انا اعلم قيمة الفلوس وهي كذا  
ان ياخذها بالدسراهم وقيمتها  
كما لو اشترى دسرا بعرض او عقار  
للشفيع اخذها بقيمتها كما مر  
قاله -

المصنف ثم نقل عن مقطعات  
الظهيرية ما يوافقه قلت ووافقه  
في تنوير البصائر وافر لا شيخنا لكن  
تعبه ابنه في سزاها والجواهر  
بانه مخالفت للاول وما في المتن  
والشروح مقدم على الفتاوى كما  
مر مرارا انتهى -

۹۱، وقد منانه لاشفعة فيما بيع  
فاسد او لو بعد القبض لاحتمال  
القسم نعم اذا اسقط الضم بالبناء ونحوه

مکان کے اندر کسی کا حق بلکہ ہوا تو شری کو ہی فتن واپس کرنا چاہیے  
جو اگر گریہ کیا جائے گا دکان میں روپیہ قبول دیکر اسے فتن دے گا  
لیکن بائیں ہاتھ پر کا ہونے سے یہ شرفین کا بیس کے ساتھ بیچ باطل  
ہو جائیگی اور شرفین واپس کرنا چاہیگی۔ اور ایک حیا مشہور و مشہور  
یہ کہ نکلا ایک مکان کچھ بیچوں کے ساتھ فروخت کیا گیا تھا تو اسے دیکھا  
و نہایت اشارہ سے اچھوٹے کر دیا جائے اور وہ کہہ سکتا ایک سٹیج  
دینے جائیں گی تمام بھی محمول ہو کر صرف اشارہ سے اچھوٹے کر دیا  
جائے اور وہی جلسہ میں فقیر کے بعد وہ بیس کہیں ہون کر دیے جائیں  
تو بیچ اس مکان کو نہیں لے سکتا جو اس واسطے کہ اس وقت اس مکان کا  
تھیں نہیں ہو سکتا اگر اس صورت میں اگر شفیعیان کہہ کہیں کہ قیمت  
تھو کہ سلام ہو اور وہ قیمت پر تو مناسب ہو کہ وہ مکان شفیعیان پر ہے  
بدلہ وہی اور بیسوں کے بدلہ اس کی قیمت لیکر دلا دیا جائے جس طرح کہ  
مکان بعض مکان یا بعض غلام وغیرہ کی فروخت ہو تو شفیعیان کو اس کے  
بدلہ قیمت اس کا کرنا چاہیگی جو مسنفع کا قول یہی ہے پھر قطعاً ظہیر یہ  
بھی اسی کا مطالبہ نقل کیا جو مین کہتا ہوں تو یہاں لایا میں بھی  
اس کا ہوا قیمت کہہ کر اور ہاں اسے اس سنا دے بھی اس کو تسلیم کیا جو  
گراہ کے فروخت نہ دے اور اگر ظہیر میں اس کا تھا کتاب کیا جو کہ یہ قول  
پہلے قول کے مخالف ہو اور متن اور شروع کے اندر جو مسئلہ  
مذکور میں فتاویٰ اس پر اون کو تقسیم ہے چنانچہ  
کلی مرتبہ ہم اس بات کو پہلے بھی بیان کر چکے  
ہیں -

\* \* \*  
۹۱، بیچ فاسد کے اندر شفیعیان نامت ہوتا اگرچہ شری کا  
تعبہ ہو گیا ہو ایسے کہ اس میں شرع کا احتمال باقی رہتا ہو البتہ  
حیثوت کہ احتمال باقی ہے مثلاً شری زمین کے اندر عکات

وجبت والله اعلم۔

وغير ذل في شفعة ثابتة على ما بيننا والله اعلم۔

۹۲۰، متكررة الحيلة لاسقاط الشفعة بعد ثبوتها وفاقا لقوله للشفيع اشترى مني ذكرا البرازي۔

۹۲۰، کسی شفعہ ثابت ہو جانے کے بعد اس کے ساتھ ساتھ کسی کو ملے ہوئے ہو کر یا بالاحتمال کر دہ ہو مثلا شفیع سے کہنا کہ تو مجھے مکان خریدے لگا کر دہو کہ میں بھگیا اور اس نے کہا اچھا تو شفعہ باطل ہو جائیگا۔

۹۳۰، واما الحيلة لدفع ثبوتها ابتداء فعند ابي يوسف لا تكره وعند محمد تكره ويفق بقول ابي يوسف في الشفعة قيد في السراجية نبا اذا كان الجار غير محتاج اليه واستحسنه محنة الاشباه وبند لا وهو الكراهة في الزكوة والحج واية السجدة جوهرية ولا حيلة موجودة في كلامهم لاسقاط الحيلة بمزاوية قال وطلبناها كثيرا فلم نجدها۔

۹۳۰، ثبوت شفعہ سے پہلے اگر حلیہ کیا جائے جس سے شفعہ نہ ثابت ہوتے پائے تو ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک وہ نہیں ہوگا مگر محمد رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ اور فتویٰ ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر جو اور اسرار حلیہ کے لئے حلیہ کرنے کو اس صورت کے ساتھ قائل کیا جو صحیحین میں ہے اور اس کی فرقہ نہ ہو اور اشباہ کے غرضی نے بھی اس کو پسند کیا ہے اور زکوة حج و بیت سجدہ کے لئے حلیہ کرنا مکروہ ہے۔ فقہار کے کلام میں اسقاط حلیہ کے لیے بھی کوئی حلیہ کرنا نہ کوئی نہیں بتا رہا ہے اس لئے بیان کیا ہے کہ ہم نے اس کی بہت تلاش کی مگر ہم کو نہیں ملا۔

\* \* \* \* \*

۹۴۰، اذا اشترى جماعة عقارا والبائئ واحد يتعدد الاخذ بالشفعة بتعدد هم فالشفيع ان ياخذ نصيب بعضهم ويترك الباقي وبكسره وهو ما اذا تعدد البائئ واتحد المشتري لا يتعدد الاخذ يعايل ياخذ الكل او يترك لان فيه تفرق الصفقة على المشتري بخلاف الاول لقيام الشفيع مقام احد هم فلم تتفرق الصفقة بلافترق بين كونه قبل القبض او بعده سمي كل بعض ثمتنا

۹۴۰، اگر چند لوگوں نے مل کر ایک شخص سے مکان خریدا تو شفعہ اختیار نہ کرے اور اگر چند لوگوں نے مل کر ایک شخص سے مکان خریدا تو شفعہ کے ذریعہ سے ملے اور باقی کے حصہ کو ترک کر دے اور اگر چند لوگوں سے ایک مکان شریک ایک شخص نے خریدا تو شفعہ کو اختیار نہ کرے اور اگر صرف ایک بائع کے حصہ سے ملے اور باقی کو ترک کر دے بلکہ یا تو اس کو کل مکان لینا پڑے گا یا بالکل ترک کرنا پڑے گا اس لئے کہ اس صورت میں ایک بیع کا شفعہ اور تفرق لازم آئے گا بخلاف پہلی صورت کے کہ اس کے اندر شفعہ ایک مشتری کے قائم مقام ہو جائیگا اور عذر فقہی تفریق نہ لازم آئے گی اور اس حکم میں اس بات کی کچھ تخصیص نہیں ہو کہ قبل از قبضہ ہو یا بعد از قبضہ ہر حصہ مکان یا ہر ایک مشتری کا حصہ احد افترق قرار پایا ہو یا اس کی کچھ تخصیص نہ ہو اس لئے کہ بیان اتم و بیع کا اعتبار ہو بیع

اتحادی کا اعتبار نہیں ہے۔

اوسمی لكل حصة لان العدة هنا

الاتحاد الصفة للاتحاد الثمن۔

۹۵، معلوم کر کہ صورت مذکورہ میں اگر شفعہ نے صرف ایک حصہ

۹۵، واعلم انه لو طلب الحصة

فهو على شفعته۔

میں شفعہ طلب کیا تو شفعہ باطل ہو گا۔

۹۶، ولو اشترى عاقل من او قریب جبراً

۹۶، اگر دو مکان یا دو گاون جو دو شہر کے اندر واقع ہیں ایک

شفیعہ ہوا معا و لکرها لاحد هما

پہ سے فروخت ہوئے اور ایک شخص کا ان دونوں میں سے جو تو اس شفعہ کو خرید

ولو احدا هما بالمشرق والآخرى

چکا کہ ان دونوں کو مثال کے طور پر یا دونوں کو لکھ کر دے صرف ایک کو

بالمغرب شرح جميع ویاتی۔

نہیں لے سکتا ہو اگرچہ ایک شفعہ میں اور دوسرا غیر میں ہو۔

۹۷، والمعتبر في هذا العدد

۹۷، وحدت اور قدر کے اندر صرف عقد کرنا الے کا اعتبار ہے۔

والاتحاد العائد لتعلق حقوق العقد

اسی کے عقد کے احکام اور یکے ساتھ متعلق ہونے میں اصل مالک کا

به دون المالك فلو وكل واحد

کے لیے دو مالک ہو جائے گا اگر ایک شفعہ ہے چند لوگوں کو مکان خریدنے

جباة فللشفيع اخذ نصيب بعضهم

کے لیے دو مالک ہو جائے گا اگر ایک شفعہ ہے چند لوگوں کو مکان خریدنے

فقاسم المشترى الباقى اخذ للشفيع

۹۸، اگر ایک شخص نے فی قسم مکان کا نصف حصہ خرید کر لیا

نصيب المشترى الذى حصل له

یا جس سے اس نے مکان کو تقسیم کر لیا تو جس طرف کا حصہ مشتری کے

بالقسمة وان وقع في غير جانبها على

حصہ میں آجکا شفعہ کو وہی حصہ لینا چاہیے گا خواہ وہ حصہ شفعہ کے

الاصح وليس له اى للشفيع نقضها

مکان سے متصل ہو قول صحیح ہی ہے اور نیز قول صحیح کے موافق

مطلقا سواء قسم بحکم او راضی علی الاصح

شفیع کو اس تقسیم کے باطل کرنے کا اعتبار ہو گا خواہ وہ تقسیم ہی

لانها من تمام القبض حتى لو قاسم

مندانہ سے ہو خواہ قاضی کے حکم سے ہو اس لیے کہ تقسیم قبضہ کرنے کا

الشريك كان للشفيع النقض كما

تحتہ جو خلاف اوس صورت کے کر دے اور ایک مکان میں شریک

ذكره بقوله بخلاف ما اذا باع

میں اور عمر اپنا حصہ کسی کے باہر فروخت کر دے بعد از ان مشتری

احد الشريكين نصيبه من داس

دوسرے مکان کو تقسیم کرنے تو شفعہ کو اس تقسیم کے باطل کرنے کا

مشاركة وقاسم المشترى لا شريك

استحقاق ہو گا جبکہ مشتری کی بیع اور ہر دوسرے کے باطل کرنے کا

الذى لم يبع حيث يكون للشفيع

شفیع کو اختیار ہو تا جو طرہ القیاس اگر دو شخص ایک مکان کو بیع

نقضه كنقض بيعه وهبة كما لو

حسین و دو نفر شفعہ ہوں بعد از ان دوسرا شفعہ حاضر ہو جائے

اور اس عرصہ میں نہ دو نفر مشتری مکان کی باقی تقسیم کیے ہوں

کے لیے دو مالک ہو جائے گا اگر ایک شفعہ ہے چند لوگوں کو مکان خریدنے

المشتري اثنان داهرا او هاشمیان  
ثم جاء شفعيم ثالث بعد ما اقتضا  
بقضاء او غيره فله اى للشفيع ان  
ينقض التهمة ضرورة صبر و صرامة  
النصف ثلثا شرح وهابيه.

۹۹۹، اختلف الجار والمشتري  
في ملكية الدار التي يسكن فيها  
الشفيع الذي هو الجار فالقول  
للمشتري لانه يتكر استحقاق الشفعة  
وللجار تخليف اى تخليف المشتري  
على العلم عند ابى يوسف وبه يفتى  
كما لو انكر المشتري طلب المواثبة  
فانه يحلف على العلم وان انكر  
المشتري طلب الاثهاد عند  
لقائه حلف المشتري على البتات  
لانه محيط به علما دون الاول  
هادى الراهدى ولو بهنا فبينة  
الشفيع احق وقال ابو يوسف  
بينة المشتري فروع.

۱۰۰، باع ماني اجارة الغير  
وهو شفيعها فان اجاز البيع اخذها  
بالشفعة والابطلت الاجارة فان رحها.  
۱۰۱، شري لطفله والاب شفيع  
له الشفعة والوصى كالاب.

قلت ولكن في شهر الجمع ما يخالف فيه

خراجه باهى زمانه يى سے قسم کرین یا حکم قاضی قوس میسر کے کو  
لو کہ قسم کے باطل کرنے کا اختیار ہو گا اس لئے کہ وہ مکان  
اور دونوں کو نصف نصف نہ لیا گیا بلکہ ثلث ثلث  
لیگا۔

۹۹۹، اگر شفیع یا جار اور مشتری کے مابین مسائل میں اختلاف  
ہو اگر جس مکان کے خرید سے شفیع وضع دعویٰ کرتا ہو وہ مشتری کے ہوتی  
یا مین تو مشتری کا قول حجت ہو گا اس لئے کہ وہ اسحقان شفیع سے  
متکبر ہو اور شفیع کو ابو یوسف رحمہ کر دیک ہے اختیار ہو گا کہ مشتری  
باین طور حلف کرے کہ نہ الی قسم صحیح نہیں معلوم کر وہ کافی شفع  
ہو اور اسی پر فتویٰ ہے بطریق مشتری طلب مواثبت کرنے سے  
سکتا ہو تو شفیع مشتری سے اس کے علم کے موافق حلف کر سکتا ہے  
اور اگر مشتری نے یہ بات کہی کہ شفیع نے مجھے ملاقات کے وقت  
طلب شہادہ نہیں کی تو مشتری سے قطع طور پر حلف لیا جائیگا اسلئے  
کہ اس میں شک کا احتمال نہیں ہو بخلاف صورت اول کے اور اگر  
دونوں نے گواہی میں کر دئے تو شفیع کے گواہوں کو مقدم ہو گا  
اور ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک مشتری کے گواہ مقدم  
ہوں گے۔

۱۰۰، ایک مکان کسی کے پاس کر لیا ہو اور اس کو کر لیا دھکا دھکا اس میں  
شفیع ہو جب مالک مکان نے مکان کو فروخت کیا اور شفیع کی اجازت پر  
اس کو فروخت کیا اور شفیع نے بیع کی اجازت دے دی تو اس شفیع کو طلب  
۱۰۱، ایک شخص اپنے نابالغ لڑکے کے لیے ایک مکان خرید کر اس کے  
اس مکان میں غنہ بھی تھا تو شفیع باطل ہو گا اور دعویٰ کو بھی باطل ہو گا

میں کتاب میں مگر شرح میں اس کے خلاف بیان کیا ہو۔

مذکورہ بالا کے شرائط کے ساتھ ہی دیکھنا چاہئے کہ وہ شرائط پوری ہوں یا نہ ہوں

۱۰۲ د لو كانت داس الشفيع  
 ملاءمة لبعض المبيع كان له الشفعة  
 فيما لازقه فقط ولو فيه تفريق الصنفه  
 ۱۰۳ ا اذا اراد العاقل ان الشفيع يبطلها قضاء  
 مطلقا لا ديانته ان لم يعلم بها

۱۰۲ ا اگر ایک مکان خوفت ہوا صحیح شدہ مکہ میں اور  
 ایک شخص کا مکان موت ایک مکہ سے لایا اور اس کا مکہ وفات  
 کو میں ختم ہو گا اگر بیادہ میں عقد داد کی تقریر لازم آگئی  
 ۱۰۳ ا اگر شفعہ نے بائع سے کہ یا اگر یہ ہے اور بیچکے پر بیچ کر  
 اور کسی کر جائیداد کو مکہ سے مکہ سے بیچ کر ختم ہو گا تو اس کا

فصل فی بیان احوال الشفیع

۱۰۴ ا اذا ابيع المشتري البناء فباع  
 الشفيع خيرا ان شاء اعطاه ما زاد البعير  
 او تركه

۱۰۴ ا اگر مشتری نے کوس مکان بکلی وغیر کو بیچا تو ان  
 شفعہ نے خیر کر دئی کیا تو اس کو اختیار ہو گا کہ کوشن کے ساتھ بکلی  
 وغیر کی یا کشت ہی دیکر مکان کو بکلی یا بالکل چھوڑ دے

۱۰۵ ا اخر الحجار طلبه ليكون الفاض  
 لا يراها فهو معذور

۱۰۵ ا اگر شفعہ کے شہر میں ایسا فاضی کوئی نہیں تھا جو شفعہ کے لئے  
 بجز کرنا ہو اس لئے اس نے طلب مکان میں یا بیچ کر یا شفعہ کے لئے

۱۰۶ ا يهودى سمع بالبيع يوم السبت  
 فلم يطلب لم يكن عذرا اقلعت يوم خذمته  
 ان اليهودى اذا اطلب خصمه من الفاض  
 احضار لا يوم السبت فانه يكلفه الحضور  
 ولا يكون سببه عذرا وهى واقعة القوى  
 قاله المصنف قلت وهى فى واقعات  
 الحسامى

۱۰۶ ا یہودی سمع بالبيع يوم السبت  
 فلم يطلب لم يكن عذرا اقلعت يوم خذمته  
 اور شفعہ باطل ہو جائیگا میں کہتا ہوں اس سے ایک یہ مسئلہ  
 نکلتا ہے کہ اگر یہودی کے اور کوئی شخص عورت کو بیچے تو وہی فاضی سے  
 ہفتہ کے روز اس کے حاضر کرانے کی درخواست کرے تو ہفتہ کی وجہ سے  
 وہ معذور ہو گا بلکہ اس کو حاضر نہ ہونے کا واقعہ القوی میں  
 اس کا بیان کیا ہے میرے کتاب میں واقعات حسامی میں

۱۰۷ ا ادعى الشفيع على المشتري انه  
 احتال لا بطلها يحلف في الوهابية  
 خلافة قلت وسند كره لان ابن المصنف  
 في حاشيته لا اشباه ايد لا يبالا يرد عليه  
 فليحفظ

۱۰۷ ا شفعہ نے مشتری پر اس بات کا دعوی کیا کہ وہ نے غیر ختم  
 باطل کر کے کی عرض سے حلیہ کیا ہے تو شفعہ اس سے حلف لے سکتا ہے  
 مگر یہاں میں میں اس کے خلاف مذکور ہیں کہ کتاب میں اس کو مقبول  
 ہم بیان کرینگے اس واسطے کہ مصنف کے فرزند نے اس بات کے مشہد  
 میں نہایت مدد حاصل کی تھی کہ یہ

۱۰۸ ا تغليق ابطالها بالشرط جائز  
 ۱۰۹ ا لدعوى فى رقة الدار وشفته  
 فيها يقول هذا الدار داسرى وانا

۱۰۸ ا ابطال شفعہ کر کے شرط کے ساتھ شرط کرنا جائز ہے  
 ۱۰۹ ا اگر ایک شخص کسی مکان میں شفعہ کا بھی مدعی ہو اور وہ  
 اس مکان کے مالیت کا بھی مدعی ہو یہ بات ممکن ہے مگر اس کو



ادعيا فان وصلت الى ولائنا على شفقتنا

د ۱۱۰، استولى الشيع عليها

بلا قضاء ان اعتمد على قول عالم لا يكون ظالما والاکان ظالما۔

دلائل اشیاء علی عدم الوجود من لعقل الشفیع قواجر

القسام والصرق إذا اختلفوا فيه إلا بالإشاعة

١١٢، لاشقة ملئتد عناية.

ہاں بلور دعویٰ کرتا ہے کہ یہ مکان میلہ اور شہنشاہی ہونے لگا

۱۱۰) اگر غیر ملک قاضی شفعی نمکان پر قبضہ کر لیا تو دیکھا جائیگا

کہا ہے کہ یہ نکر قبضہ کیا ہے اگر کسی عالم کے قول پر اعتماد کر کے ایسا کیا تو ترقی

کچھ ظلم ہو گا ورنہ ظالم سمجھا جائیگا۔

۱۱۱۰، خدیجہ زین العابدین کہ جتنے لوگ اس کے شریک ہوئیں ان پر

وہ چیزیں یا برائے فہم ہوتی ہیں اگرچہ ان کی شرکت مختلف طور پر ہو ۲

۱۱۸، مرز کاشغر، سنین ثابت، جوتا۔

(۱۱۳) صبی شفیع لاولی له لا یبطل شفیعہ

وان نصب القاضى فيما يطلبها جاز

جواباً

۱۱۴۰، شری کو مادلہ شفیع غائب

فأشربت الأشجار فاكلها المشتري ثم

الى الشفيع واخذ ان الاثني عشر وقت

القبض مشرقة سقط بقدر والالا

لأنه إحصاة له من القن حينئذ مؤيد

زادہ معزیا لواقعات الحسامی۔

١١٥، وفي الوهبانية ويأخذ

فَمَا اشْتَرَىٰ لَصَغِيرَةٍ ۖ اِيَّاوَمَىٰ

المباوع يؤخره و ليس له تفريق دارين

يعتاد ولوغه جباراً فالتفرق احده

وما من اداس قاط التخل مسقطاً

وختليفه في النكر لا شك انكرو

۱۳۱، ایک نابالغ کسی مکان میں شہرہ اور اس کا کوئی ولی نہیں ہے۔

اذا وسكنه في اهل مكة او راى قاضى او سكران من اهل مكة

کے لیے سفر کر دے جو اسکا پیرو کا بہو تو بھی جائز ہے۔

۱۱۴۱) ایک شخص نے مبلغ خرید اوداوسکا شفع غالب تھا اس

عصرِ صبحِ درخون پر چیل تیار ہو گئے اور شہری نے اونکو کھالیا اور

شفع نے حاضر ہو کر شفعہ کذریہ سے بارگ کو لے لیا تو دیکھا ابا یحیٰ کاشفی

کے قبضہ میں جوقت وہ باغ آیا اور اس وقت اس کے لایر محل تھا یا نہیں

اگر اس وقت بھل تھا تو بعد اس کے شفیع سے شن میں کمی ہو جائیگا اور نہ کمی ہوگی

اس واسطے کہ فن کا کوئی حصہ ایسی صورتیں اور نئے مقابل نہ سمجھا جائے گا۔

۱۱۵۰: دو بیانوں میں بیان کیا ہے اگر باب یا پارے کے حصے نے نابالغ کے لیے

ایک مکان خروبا جسمیں اٹکاٹھخروبو تو ان کا شفعہ باطل ہوگا اگر وہ کسی وقت

یہ سب باتیں سن کر اگلی دس رات ایک شخص جو مکان غنوت کے منہ پر بیٹھا

شعبہ ہواس شعیب کو یہ اقتیاد ہو گا کہ ایک مکان کو خریدے گا اور دوسرے کو

جہڑوے لوگ اگر دوسرے مکان کا جاہل دسرا پتہ نہ پوچھا تو ان کو تفریق

کیا تھی اور اس کا منفعہ کے لیے منسلک کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے اور حیکم کرنا

تمام شد

# شرح الوقایة فی الفقه لمولانا عبید اللہ بن مسعود تاج الشریعة

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## کتاب الشفعة

(۱) ہم ہی تملک عقار علی مشتریہ ۱۰، شفعہ کے معنی میں مالک ہونا عقار کا مشتری جبکہ امثل تنہ ش ای بمثل شدن مشتری و هو الغن الذي اشتري اُس سے لے لیتا۔

(۲) ہم وجب بعد الیمین ش المراد بالوجوب الثبوت۔ ۲، شفعہ حج کے بعد ثابت ہوتا ہے۔

(۳) ہم دستقر بالاشہاد ش اخ حق الشفعة قبل الاشہاد متزلزل لانہ بحیث لو اخرنی الطلب تبطل فاذا اشہد استقرای لا تبطل بعد ذلك بالتأخیر۔ ۳، گواہ کرنے سے شفعہ کا استحکام ہو جاتا ہو ایسے شخص اشہاد کے پہلے متزلزل ہو جائے کہ شفعہ اگر ادا کی طلب میں تاخیر کرے تو باطل ہو جائیگا اور اگر طلب اشہاد کروے تو اسکا استحکام ہو جائیگا اب اسے بعد تاخیر کرنے سے لو سکا بطلان نہیں ہو سکتا۔

(۴) ہم ویلک بالاحد بالتراضی ۴، تفعی زین کا وصفت مالک ہونا کہ کا تو علی علیہ

او بقبض القاضی بقدر رؤس  
الشفعاء لا الملك ش ای ابنا  
یملك العقار اذا اخذ الشفع برضا  
وبرضى المشتري وقوله او بقبض  
القاضی عطف علی الاخذ لاعلی  
التراضی لان القاضی اذا حکم ثبت  
الملك للشفیع قبل اخذہ۔

اپنی خوشی سے وہ زمین اور اسکو دوسرے یا قاضی کو سکے لیے شفعہ کا حکم  
دوسرے اور اسکی تقسیم موافق خود اشفعاء کے ہو چکی ہے نہ بعد  
محم کے لیے شفعیج لو اس عقار کا مالک ہو چکا ہو کہ باہمی فراموش  
سے عقار کو مشتری سے لیا اگر غیر اسکے رضائندہ کیلئے لیا  
تو مالک ہو جائیگا اور بقینا را القاضی کا عطف لفظ افزہ پر  
ہے نہ التراضی پر ایسے کہ جب اسکو اپنے قاضی کا حکم ہو جائیگا  
تو لینے سے قبل اسکی ملکیت ثابت ہو جائیگی۔

۵، ثم الخلیط فی نفس المبیع ثم له فی  
حق المبیع ش ای ثم للمشتري في حق  
المبیع۔

۵، اولاً شفعہ دوس شخص کے لیے ثابت ہے بلکہ جو فاس بیع ہے  
اندیشہ کہ جو ان میں بعد اوص شخص کے لیے ثابت ہے نہ باہمی شفعہ سے  
اپنا حصہ جدا کر لیا ہو اگر حق بیع میں اسکی شرکت ہوتی ہے۔

۶، ثم كالشرب والطریق الخاصین  
ش كشراب غیر لا تجری فیہ السفن  
وطریق لا ینفذ۔

۶، طریق فاس اور شرب فاس میں شرکت ہوتی ہے نہ شفعہ ہے  
جو باہمی ہے اور طریق فاس سے وہ راستہ مراد ہے جو سوسہ ہے اور شرب فاس  
سے تخیل ہوتا ہے نہ مراد جو میں کسی نہ چلی سکتی ہو۔

۷، ثم لجار ملاصق بابہ  
فی سکہ اخرى کواضع جذبہ علی  
الحائط ش انسا ذکرہ واضع المبدع  
لیعلم انہ جار ملاصق بخلیط ولا یشترط  
لجار الملاصق وضع المبدع حتی  
لو لم یکن له شئ علی الحائط لیکون جاراً  
ملاصقاً۔

۷، شریکین نے حق المبیع کے بعد اوص جو کو حق شفعہ پر حکم کیا  
سکاں بیع سے ملا ہوا ہو لیکن اسکو مکا کا اور اندہ کسی دوسرے کو کچھ نہ  
ہو مثلاً شخص اپنے مکان کی کڑیاں مکان میں پرکھ سکے بلکہ کڑیاں رکھنے  
والا جا ہی نہ سکا کیا جائیگا شریک نہ نہ کر کیا جائیگا اور جار ملاصق کے لیے  
کڑیوں کا رکھنا کچھ ضروری ہے کہ اگر مکان بیع کی دیوار پاس جا کر  
کچھ بھی حق نہ ہو کاتب بھی وہ جار ملاصق سمجھا جائیگا۔

۸، وعند الشافعی سرح لا ینتبت  
الشفعة للجار لیل الاولین۔

۸، شافعی رحمہ اللہ میں شفعہ فاس فلیط فی نفس المبیع اولاً  
فی حق المبیع کے لیے ثابت ہوتا ہے نہ جار ملاصق کے لیے۔

۹، ثم ویطلب الشفع فی مجلس  
علہ بالبیع بللفظ یعنہ طلبہا کطلبت  
الشفعة بخوہ ش مثل اناط الی

۹، شفعہ کو جب بیچ کی اطلاع ہو تو جلس ملین وہ ایسے اوقات  
شفعہ طلب کرے جسے طلب شفعہ بھی جائز نہ شریکوں کے کہیں شفعہ کا  
طالب ہوں یا میں نے شفعہ کی طلب کی اسکی طرف رخ مائل ہوں۔

للشفعة ادا طلبها و اعتبار مجلس العلم اختيارا لكرخي.

۱۰، وعند بعض المشائخ رحم لیس له خيار المجلس حتى ان سكت ادنى سكوت تبطل شفعتها۔  
۱۰، بعض مشائخ و مفسرین میں کہ شفیع کو خیار مجلس نہیں ہو گا اور اسکو جو وقت شفیع کی خبر پہنچے فوراً اسکی طلب کرے اگر تو میری ہی دیر بھی سکوے کیا تو اسکا شفیع باطل ہو جائیگا۔

هو هو طلب مواشبة تش انما سمى بهذا ليدل على غاية التحجيل كان الشفيع يشب ويطلب الشفعة۔

اور اس طلب کا نام طلب مواشبة ہوا اور طلب مواشبت کے نام رکھنے کی وجہ ہے کہ اس طلب میں بہت ملحدی ہو تی ہے گو یا کہ شفیع کو دتا جاتا ہے اور شفیع کہ طلب کرتا جاتا ہے۔

۱۱، ثم يشهد عند العقار او على من معه من بائع او مشتري فيقول اشترى فلان هذا الدار وانا شفيعها وقد كنت طلبت الشفعة واطلبها الآن فاشهدوا عليه وهو طلب اشهادش۔

۱۱، طلب مواشبت کے بعد طلب اشہاد کرنا چاہیے اور اسکا یہ طریقہ ہے کہ شفیع عقار پر ہا کر یا بوس ٹھس کے پاس کیسے قبضہ میں وہ جا پیدا ہو خواہ وہ بائع ہو یا مشتری یوں کہے کہ اس مکان کو: میرے خریدنے پر اور میں اسکا شفیع ہوں اور بلاشبہ میں نے اپنا شفیع طلب کیا تھا اور اب مجھ پر ہا کر کو طلب کرتا ہوں تم ادب کر گوارہ ہو۔

۱۲، اعلم ان هذا الطلب انما يجب عند العن من الاشهاد عند الدار وعند صاحب اليد حتى لو تمكن ولم يشهدا بطلت شفعتها۔

۱۲، معلوم کر دو کہ یہ طلب ایک ضروری امر ہے جبکہ شفیع مکان یا قابض کے پاس ہا کر گوارہ کرنے کی قدرت ہوئے کہ اگر باوجود قدرت کے طلب اشہاد نہ کی تو اس کا شفیع باطل ہو جائیگا۔

۱۳، ذخيرة من ذكره ہے کہ اگر شفیع مکہ کے راستہ میں ہو اور اسنے بیچ کا حال معلوم کر کے طلب مواشبت کی درخواست کی اور یہاں پر یا قابض کے پاس جا کر طلب اشہاد سے عاجز رہا تو جہاں وقتیں موقع پائے تا ایک دلیل کہے اور اگر کوئی دلیل دستیاب نہ ہو تو اسکو قاصد یا خط کا بیجنا چاہیے اور اگر یہی ذکر کرے

۱۳، وفي الذخيرة اذا كان للشفيع في طريق مكة فطلب طلب المواشبة وعجز عن طلب الاشهاد عند الدار او عند صاحب اليد يوكل وكيلاً ان وحده وان لم يجد يرسل

رسولا اوکتا بان لم یجد فهو علی شفعته فاذا حضر طلب وان وجد ولم یفعل بطلت شفعته۔

وہ اپنے شفعہ پر قائم ہی اور جب حاضر ہو طلب کرنے اور باوجود ان قدرت کے ان امور پر کچھ کارروائی نہ کی تو اس کا شفعہ باطل ہو جائیگا۔

۱۲۰، ثم یطلب عند قاض فیقول اشتری فلان دارا کذا او ان اشفیما بدار کذا الی نمرة یسلم الی وهو طلب تملیک وخصومة وبتاخیر لا یبطل الشفعۃ وقال محمد رحمہ اللہ اذ اخری شہرا بطلت وبہ یفتی واذا طلب سأل القاضی المحکم عنہا ش ای عن مالکۃ الشفیع الدار المشغوع بها۔

۱۲۰، شفعہ کو ان طلبوں کے بعد دوسری طلب قاضی کے پاس برون کرنی چاہیے کہ زید نے فلان مکان خرید لیا جو اور میں اپنے فلان مکان کی وجہ سے اس مکان میں بیٹھا شفعہ ہوں تم شفعہ کو حکم دے کہ وہ مکان بچھو جو اگر کرے اور اس طلب کا ہم طلب تملیک اور طلب خصوصت ہو اور ان دونوں طلبوں کے بعد اس طلب میں تاخیر کرنے سے شفعہ باطل نہیں ہوتا امام محمد رحمہ اللہ فرمایا کہ اگر ایک مہینہ کی مدت تک طلب تملیک میں تاخیر نہ کی تو شفعہ باطل ہو جائیگا اور یہی قول متفق ہے۔

۱۲۱، ثم فان اقر ببلک ما یشفع بہ او ککل عن الحلف علی العلم بانہ مالک کذا الوبر من الشفیع سألہ عن الشراء فان اشر بہ او نکل من الحلف علی الحاصل او السبب ش۔

۱۲۱، جو وقت شفعہ نے قاضی کے پاس ہا کر اپنے شفعہ کی درخواست کی تو قاضی کو مدعی علیہ سے دریافت کرنا چاہیے کہ شفعہ اس مکان کا مالک ہو چکی دجہ سے وہ دعویٰ کرتا ہے یا نہیں اگر اقرار کر دیا یا قطعاً یہ قسم کمانے سے انکار کیا یا شفعہ نے گو کہ نہ مانے تو اس کے بعد قاضی کو اس سے سوال کرنا چاہیے کہ تو نے مکان خرید یا نہیں یا اگر اسے خریدنے کا اقرار کیا یا قسم کمانے سے مانا

۱۲۲، اعلم ان ثبوت الشفعۃ ان کان متفقا علیہ یحلف علی الحاصل باللہ ما استحق هذا الشفیع الشفعۃ علی وان کان مختلفا منہ کشفعۃ الجوار یحلف علی السبب باللہ ما اشتریت هذه الدار لانه ربما یحلف علی الحاصل بمذهب

۱۲۲، معلوم کرو کہ جب شفعہ کا ثبوت ہو تا متفق علیہ ہو تو دیگر حلف ماضی کے بلایا کہ قسم نہ دے اس شفعہ کا حجب استحقاق شفعہ نہیں ہو اور جس مگر شفعہ کا ثبوت ہو تا متفق علیہ ہو تو دیگر اختلاف ہو جیسے شفعہ کا ثبوت ہو تا سبب پر حلف لیا جائیگا کہ قسم نہ دے اس میں اس مکان کو نہیں خرید یا اس واسطے کہ اگر بائیں حاصل پر حلف لیا جائے تو اس کو سبب انش ہو کہ موافق مذہب شافعی ہے۔ ہذا کے حلف کرنے اور کتاب الدعویٰ میں

وہ سبب کا ذکر کیا ہے شفعہ کے لئے نہ ہو اور اس کے لئے نہ ہو

الشافعی رحمہ اللہ وقد سبق فی کتاب

اوسکایان ہو چکا ہے۔

الدعوی۔

۱۸۰، ہم او برہن الشفعہ قضی لہ

بہاوان لم یحضر الثمن وقت  
الدعوی واذا قضی لزمہ احضارہ

والمشتري حلیس الدار بقبض  
ثمنه فلو قيل للشفيع ادا الثمن فاخر  
لا تبطل شفيعته والمخيم البائث ان لم  
يسلم شئ ای خصم الشفعہ البائث  
ان لم يسلم المبيع الی المشتري۔

۱۹۱، ہم ولا تسمع البينة عليه حتى  
يحضر المشتري فيقسم بمضوره

ش۔

۲۰، انما يشترط حضور البائث  
والمشتري لان الملك له واليد  
للبائث فاذا سلم الی المشتري لا  
يشترط حضور البائث لانه  
صار اجنبيا۔

۲۱، ہم ويقضى للشفيع بالشفعة  
والهدية على البائث حتى  
يجب تسليم الدار على البائث  
وعند الاستحقاق يكون عهدة  
الثمن على البائث فيطلب منه

۲۲، ہم وللشفيع خيار الروية  
والعيب وان شرط المشتري البراءة عنه۔

۱۸۱، اگر شفعہ نے مدعی علیہ کی خریدنے پر گواہ سنا دے تو  
ان سب صورتوں میں شفعہ کا حکم دے دیا اگرچہ شفعہ نے  
وقت دعویٰ کے ضمن حاضر دالت نکلیا ہو اور جب قاضی

شفعہ کو شفعہ کا حکم دیدے تو اب شفعہ کو ضمن کا حاضر کر دینا لازمی  
بات ہے اور مشتری کو اختیار ہے کہ تا قبضہ ضمن مکان شفعہ کو  
لو کہ رکھ اور اگر شفعہ سے ادائے ضمن کیے نہ گیا اور اسے  
ادائے ضمن میں تاخیر کی تو شفعہ باطل ہو گا اور جب تک بائع نے  
مکان شفعہ کو حلالہ مشتری کے نہیں کیا جو شفعہ کا مدعی علیہ بائع ہے

۱۹۱، جب تک کہ مشتری حاضر دالت نہ ہو تو اس کا بیان ہو گا  
ساعت تنگی ایسے کہ نہ ہی مالک ہے تو اس کی موجودگی میں  
بیع کا فسخ ہونا چاہیے۔

۲۰، بائع اور مشتری کے حاضر ہونے کی یہ وجہ ہے کہ ملک  
مشتری کی ہے اور قبضہ بائع کا ہے بخلاف اس صورت کے  
کہ اگر مکان شفعہ مشتری کے قبضہ میں آ گیا ہو تو بائع کو  
اجنبی ہونے کی وجہ سے عدالت میں حاضر ہونے کی  
ضرورت نہیں۔

۲۱، اگر قاضی شفعہ کو کا شفعہ کا دے اور مکان مبیعہ  
بائع کے قبضہ میں ہے تو ضمن کی ذمہ داری بائع پر ہو گی  
یعنی کہ بائع پر مکان کا تسلیم کرنا ضروری ہے اور اگر  
مکان میں کسی کا حق برآمد ہو تو ضمن کی ذمہ داری بائع پر  
ہو اور اسی سے مطالبہ ضمن کا کیا جائیگا۔

۲۲، شفعہ کو اختیار رویت اور ضیاع حاصل ہو گا اگرچہ  
مشتری نے اس سے ہر ایک قسم کی برکت شرک کر لی ہو

۲۳۰، والے اختلاف الشفع  
والمشتري في الثمن صدق المشتري  
ش اى مع الحلف لان الشفع يدعى  
استحقاق الداء عند نقد الاصل  
والمشتري ينكره۔

۲۳۱، اگر مشتری اذنیع کے لین فن کے اندر اختلاف فن  
ہو تو دین مشتری کا قول ہم حلف کے منبر ہوگا اسلئے کہ شفع  
فی الحقیقت اس بات کا مدعی ہے کہ میں مسدوڑا فن  
دیکر اس مکان میں بیسہ کا مستحق ہوں اور مشتری اس سے  
منکر ہے۔

۲۳۲، ہم ولو برهنا فالشفع احق ش  
هذا عند ابي حنيفة وعبد راح  
وحجة هما ما ذكرنا وايضا يكتن صدق  
البينتين بجرى ان العقد مرتين  
فياخذ الشفع بالاقول وعند ابي يوسف  
رح بيعة المشتري احق لانها اكثر  
اثباتا۔

۲۳۳، اگر مشتری اور شفع دونوں نے اختلاف فن کی مقرر  
اپنے اپنے گواہ ساتھ لے کر بیسہ لے کر کے نزدیک شفع کے  
گواہ مقبول ہوں گے اور دونوں کی دلیل ہم بیان کر چکے  
ہیں اور نیز دونوں کے گواہوں کا چاہا ہو ناموں مکن ہو کر شفع  
دو مرتبہ ہو جائے تو شفع کو اختیار ہوگا کہ دراصل اس کے  
کھم ناموں سے ہو جائے اور ابو یوسف کے نزدیک اس  
صورت میں مشتری کے گواہوں کا اعتبار ہوگا اسلئے کہ دونوں نے

۲۵۰، وان ادعى المشتري شفا  
وباقه اقل منه بلاقبضه فالقول  
له ش اى بلاقبض الثمن فالقول  
للهاثم۔

۲۵۱، اگر مشتری نے اس بات کا دعوی کیا کہ میں نے یہ مکان  
اپنی قیمت خرید لیا اور بائع اس سے کم قیمت میں فروخت  
کرے گا دعوی کیا اور مشتری کو ہونا اس اختلاف کی صورت میں  
شن نہیں وصول ہو جائے تو بائع کا قول معتبر ہوگا۔

۲۶۰، ہم ومع قبضه للمشتري ش  
اى مع قبض الثمن القول للمشتري

۲۶۱، اگر صورت مذکورہ بالا میں مشتری شن کو وصول کر چکا  
ہو تو مشتری کا قول مقبول ہوگا۔

۲۶۲، ہم واخذ في حط الكل بالكل  
ش مسألة حط البعض قد مرت  
في باب المراجعة بقوله والشفع  
ياخذ بالاقول في الفصلين۔

۲۶۳، اگر بائع مشتری کو کل شن جوڑے تو شفع کو مشتری  
یہ کل قیمت دینی ہوگی اور بعد شن کے گزرنے کا مسئلہ باب  
المراجعة میں والشفع یاخذ بالاقول نے الفصلین کے تحت میں  
گزر چکا ہے۔

۲۸۰، ہم وفي الشراء بثن مثل بمثله  
وفي غيره بالقيمة وفي عمار  
بعار اخذ كل بقية الآخر وفي فن

۲۸۱، اگر مشتری نے بیسہ شن کے مکان خرید لیا تو شفع کے  
بھی شن کا مثل دینا چاہیے اور اگر اس سے شن غیر مثلی سے  
خرید لیا ہو تو شفع کو شن کی قیمت دینا چاہیے اور اگر کوئی بائع

موجب بحال اطلب فی الحال  
واخذ بعد الاجل ش هذا عندنا  
واما عند زفر الشافعی رحمہ فی قوله  
القديم فله ان ياخذ في الحال  
بالقن الموجب۔

بعض کسی جا یا اور فروخت ہو تو نہ لکے جائے اور نہ بیع  
اوس بایداد کو دوسرے جا یا اور کی قیمت ادا کر کے لے لیا  
اگر قرض کے بعد ایک مکان کی بیع ہو تو بیع کو اعتبار ہے کہ خواہ  
نے الحال قن دیکر اوس مکان کو لے یا قرض کی مدت پوری  
ہو چکے تھا کہ نہ جب مدت پوری ہو جائے تو اس کو نہ لے سکیگا

۲۹، م ولو سکت عنه بطلت ش  
ای ان سکت عن الطلب وصبر  
حتى يطلب عند الاجل بطلت  
شفعته۔

۲۹، اگر بیع نے طلب سے صبر نہ کرے تو اس میں سکوت کیا  
تو اس کا شفعہ باطل ہو جائیگا۔

۳۰، م وفي شراء ذمی بنجر او خنزیر  
والشفیع ذمی بمثل الغر وقيمة الغنیر  
والشفیع المسلم بقيمة كل وفي بناء  
المشتری وغرسه بالقن وقيمتها  
مقلوعین کافی الغصب او كلف  
المشتری قلعها ش ای اخذ الشفیع  
فیما اذ ابی المشتري او غرس بالقن  
وقيمتها مقلوعین او كلف المشتري  
قلع البناء والغرس والمراد بقيمتها  
مقلوعین قيمتها مستحق القلم كما مر  
فی الغصب وعن ابی یوسف رحمہ انه  
لا يكلف بالقلم بل بخيرمين ان  
ياخذ بالقن وقيمة البناء والغرس  
وبين ان يترك وهو قول الشافعی  
رح لان التكليف بالقلم من احكام  
العدوان والمشتري هنا حق في

۳۰، اگر ذمی نے بیع بنجر یا سور کے مکان خرید  
اور اس کا شفعہ بھی ذمی ہو تو شراب کے بدلہ شراب اور  
سور کے بدلہ سور کی قیمت دیکر مکان کو لے سکتا ہے اور اگر  
شفیع مسلمان ہے تو وہ دونوں صورتوں میں قیمت کو  
مکان لے سکتا ہے۔ اور اگر شفعہ مکان شفعہ کو ایسے  
وقت میں لینا چاہے کہ مشتری نے اس میں عمارت بنائی  
یا وخت لگا لیے لیون تو شفعہ اس کو زمین کا حق اور  
درختوں اور عمارت کی و قیمت دیکر لے کر اور کوٹنے  
کی عرض سے اس کی قیمت لگائی جائے یا مشتری کو عمارت  
و محلے اور درختوں کے گرانے پر مجبور کرے اور اس کو؟  
فرماتے ہیں شفعہ مشتری پر اس کے اٹھا ڈالنے کا جبر نہ لگا  
بلکہ اس کو مرنے اختیار ہو گا کہ خواہش اور عمارت اور  
درختوں کی قیمت دیکر لے یا بالکل چھوڑے اور شفعہ  
کامیابی قول پر اس کے عمارت اور درختوں کے  
اٹھا ڈالنے کا اس پر جبر نہ لگے گا بلکہ مشتری نے بیع  
پیدا نہیں بنائی ہے بلکہ اس کو نہ لے کا حق تھا فقہ رحمہ

اگر شفعہ کی قیمت  
بیشتر ہو تو اس کا  
شفعہ باطل ہے  
اگر شفعہ کی قیمت  
کمتر ہو تو اس کا  
شفعہ صحیح ہے  
اگر شفعہ کی قیمت  
مساوی ہو تو اس کا  
شفعہ صحیح ہے



البناء قلنا بنی فی موضع لقول به  
حق متأكد للغیر من غیر  
تسلیط۔

۳۱، م ورجع الشفیع بالثمن  
فقط ان بنی او غرس ثم استحققت  
ش اسی ان اخذ الشفیع بالشفعة  
وبنی او غرس ثم استحققت الا ساض  
رجع بالثمن فقط ولا يرجع بقيمة  
البناء او الغرس علی احد بخلاف  
المشتری فانه يرجع بقيمة البناء  
او الغرس علی البائع لانه مسلط  
من جهة بخلاف الشفیع فانه  
اخذ جبراً۔

۳۲، م وبکل الثمن ان خربت  
اوجبت الشجر من اشتری دارا فخرت  
او بستانا فحقت الشجر بالشفیع  
ان اراد ان یاخذ بالشفعة یاخذ  
بجمیع الثمن۔

۳۳، م واخذ العرصه لا النقص  
بجسمها ان هدم المشتري البناء  
ش ان یاخذ بالحصه لان المشتري  
قصد الاتلاف وفي الاول تلف  
بأنه سماویة ولا یاخذ النقص  
لانه لیس عقاراً ولم یبق تبعاً۔

۳۴، م وفي شراء ارض مع شرفخیل

فراے بین کہ مشتری نے ایسی جگہ میں عمارت بنالی یا قوت  
لگائی کہ جس میں غیر بھی شفعہ کا حق ثابت ہو، باوجود  
شفعہ نے اسکو تصرف کا اختیار نہیں دیا ہے۔

۳۱، اگر مشتری نے ایک مکان کو جو شفعہ میں لیکر اس میں  
عمارت بنالی اور درخت لگائی اسکے بعد اس میں کسی کا حق پڑ  
ہوا تو ایسی صورت میں شفعہ مشتری سے مرتفع نہیں رہے گا  
یہاں عمارت اور درختوں کی قیمت نہ بائع سے واپس کر سکتا  
نہ مشتری سے بخلاف مشتری کے کہ اگر وہ بائع ایسی صورت پیش کرے  
تو وہ عمارت اور درختوں کی قیمت بائع سے واپس کر سکتا ہے  
اسی طرح مشتری نے بائع کی طرف سے اس بیع پر تسلط حاصل  
کیا ہے بخلاف شفعہ کے کہ اس نے جبراً اس پر قبضہ  
کیا ہے۔

۳۲، اگر مشتری نے ایک مکان خرید ازان بعد وہ خراب  
ہو گیا یا اس نے باغ خرید اس کے بعد درخت خشک ہو گئے  
تو اگر شفعہ اس مکان یا باغ کو لینے کا قصد کرے تو پورا  
ثمن دیکر اسکو لے سکتا ہے مکان کے خراب ہونے اور درختوں کے  
خشک ہوجانے سے اسکی قیمت میں کمی نہیں کر سکتا

۳۳، اگر مشتری نے ایک مکان خرید کر اسکو مندم کر دیا  
تو شفعہ نقد زمین کو قوت دیکر لے سکتا ہے اینٹ پتھر وغیرہ  
مشتری کا ہو گا اسلئے کہ مشتری نے خود اسکو  
بر باد کرنے کا قصد رکھنا بخلاف  
پہلی صورت کے کہ وہ ان آفت سماوی سے وہ تلف ہو گیا اور مکان  
پتھر وغیرہ نہیں لے سکتا کہ وہ خود عقل پر نہ تابع عقار کسی اسلئے

۳۴، اگر کسی شفعہ نے، میں کو کم درختوں اور پھل کے خرید

نقصان بخلاف شفعہ کے کہ اس نے جبراً اس پر قبضہ کیا ہے

یا خریدنے کے بعد مشتری کے پاس اگر دو حقون پہنچ گیا  
تو شفعہ کو اختیار ہے کہ دونوں صورتوں میں درخت  
اور پھل لے لے ادا کر مشتری نے اس کو توڑ لیا  
تو پہلی صورت میں شفعہ پھل کی قیمت سنا کر کے زمین کی  
قیمت دے گا اور دوسری صورت میں شفعہ کو کل شرن  
دینا چاہئے گا اسلئے کہ مشتری کے قبضہ کرنے کے بعد وہ پھل  
پیدا ہوا ہے تو وہ بیج کے اندر بالذات داخل ہو گا  
اور شرن کا کوئی حصہ اس کے مقابل نہ سمجھا جائیگا۔

• • • • •  
• • • • •  
• • • • •  
• • • • •  
• • • • •  
• • • • •

اس امر کا بیان کہ کن چیزوں میں شفعہ  
نابست ہوتا ہے اور کن چیزوں میں نہیں  
نابست ہوتا اور کن چیزوں سے باطل  
ہو جاتا ہے

۳۵۱، شفعہ بالذات غیر منقول میں ثابت ہوتا ہے  
جو بعض کسی قسم کے اس کے ملک میں داخل ہو اگر حیہ  
اس غیر منقول کا تقسیم ہو سکے جیسے چمکی اور تمام اور تھون  
یعنی شفعہ بالذات غیر منقول کے ساتھ مخصوص ہو اور جن  
چیزوں کو منقولات کے ساتھ تعلق ہے ان میں بھی باطلع

فیہا ولا شر علیہا فاقصر معہ اخذہا  
بقصرہا وبجستہا من الثمران جذۃ  
المشتری فی الاول وبالکل فی الثانی  
ش شری اعضا وذکر وشر الفضل  
فی البیع اذا لا بدخل بدوکن الذکر  
او مشری ولم یکن علی الشجر  
شرفا تشر فی ید المشتري  
فالشفیع یاخذ الارض مع الثمر  
فی الفصلین وان جذۃ المشتري  
فالشفیع یاخذ الارض بدوکن  
شر الفضل لکن فی الاصل الاول  
یاخذ بحصۃ الارض من الثمن  
وفی الاصل یاخذ بكل الثمن لان  
الثمر لکن موقوف وقت العقد  
فلا یقال لہ شی من الثمن۔

م باب ماہی فیہ ولا  
وما یبطلہا  
ش ای باب ما یكون فیہ الشفعة  
اولا یكون وما یبطل الشفعة۔

۳۵۱، ہم انما یحب قصد فی عقار  
ملک بعوض هو مال وان لم  
یقسم کر حی وحمام و بید و سن  
ای الشفعة القصديۃ تختص  
بالعقار بخلاف غیر القصديۃ

فانها تثبت في غير العقارات  
 الشجر والعقار يوحذان بالشفعة  
 تبعاً للعقار ثم لا بد ان يكون العقار  
 ملكاً بعوض حتى لو ملك بهبة  
 لا تثبت الشفعة ثم العوض لا بد  
 ان يكون مالا حتى لو خولع على  
 دار لا تثبت الشفعة وانما قال  
 وان لم يقسم لان الشفعة لا تثبت  
 عند الشافعي رحمه الله لا يقسم  
 لان الشفعة لدفع مؤنة القسمة  
 عند لا وعندنا لدفع ضرر  
 الجوار.

۳۶، م لا في عرض وفلك وبناء  
 وغل بيعاً قعداً حتى ان بيع  
 البناء والغل بتبعية الارض يجب  
 فيها الشفعة.

۳۷، م وارث وصدة وهبة  
 الابعوض ودال قسمت ش لان  
 في القسمة معنى الافراز۔ ہرچہ ہرچہ  
 ۳۸، م او جعلت اجرة او بدل  
 خلع او عتق او صلح عن دم عمد  
 او مہر دان قبول بعضہا مال  
 ش فمن قوله او جعلت اجرة خلاف  
 الشافعي رحمه الله فان هذه الاعراض  
 متقومة عندنا ولنا ان تقوم المنافع

شفعة ثابت ہوتا ہو جیسے درخت اور بچل میں بھی زمین کے  
 ساتھ شفعہ ثابت ہو جاتا ہو ہرچہ معلوم کرنا چاہیے کہ اوس  
 غیر منقول کا ملک بوض ہو یا نہ وہی ہے خواہ اگر کوئی  
 شخص بذریعہ ہبہ لیا عوض کے مکان کا مالک ہوا تو زمین  
 شفعہ کو حق شفعہ نہ حاصل ہو گا اور عوض میں مال کی شرط  
 اس واسطے لگائی ہے تاکہ وہ صورت نکل جائے زمین کے عوض  
 مال نہ ہو حتی کہ اگر کوئی مکان قلع کے عوض میں دیا جائے  
 تو اوس میں شفعہ نہ ثابت ہو گا اور یہ بات کہ وہ غیر منقول  
 اگرچہ تقسیم کے قابل ہو یا زمین شفعہ ثابت ہو جاتا ہو  
 اس لیے بیان کی ہے کہ شافعی رحمہ کے نزدیک غیر قابل  
 القسمة چیزیں زمین شفعہ میں نہیں ہوں گی کیونکہ ان کی تقسیم وقت کے لئے  
 یہ شفعہ مقرر کیا گیا ہے اور زمین کے نزدیک ہرچہ ہرچہ کر کے لیا۔

۳۹، غیر منقول چیزیں اور کشتی تر اور دیواروں اور  
 درختوں میں اگر فرو نہ لیا جائے زمین کے ذریعہ کیے جائیں  
 تو شفعہ نہیں ہے جسے کہ اگر زمین کے تابع ہو کر فرو نہ  
 ہوں تو ان میں شفعہ ثابت ہو جاتا ہو۔

۴۰، اگر بذریعہ ارث یا صدقہ مال لیا عوض کے کوئی  
 شخص ایک مکان کا مالک ہو یا ایک مکان میں شریک کو شریک  
 لوگ باہم تقسیم کریں تو ان سب صورتوں میں اوس مکان  
 ۴۱، اگر ایک مکان احمد بن یا ہبہ سے لیا یا آدمی  
 کے یا ہبہ سے یا آدمی کے یا ہبہ سے یا آدمی کے یا ہبہ سے  
 مقرر کیا یا جو اگرچہ ہبہ سے لیا یا آدمی کے یا ہبہ سے  
 سب صورتوں میں مکان کے اندر اوس میں ہرچہ ہرچہ  
 ان سب صورتوں میں خلاف کرتے ہیں اس لیے کہ ان کے  
 نزدیک یہ سب عوض شفعہ میں زمین میں اور خفیہ کی ہے

ضرورى فالتظهر فى حق الشفعة  
وكذا الدم والعق واذ اقرب لبعضها  
مال كما اذ اتز وجهها على دار على ان  
ترد عليه الفاضلة لشفعة فى جميع المال  
عند ابى حنيفة رحم وقال لا يتجب فى  
حصة الالف اذ فيها مبادلة مالية  
وهو يقول معنى البيع تابع فيه ولهذا  
ينعقد بلفظ الكاح ولا يفسد بشرط  
الكاح ولا لشفعة فى الاصل فكذا  
فى البيع -

٣٩، م او سجت بخيار البائع  
وما سقط خياره ش حتى اذا سقط  
الخيار ثبت الشفعة ٣٩، م او سجت بخيار البائع  
٣٩، م او سجت بخيار البائع  
فان اذا بيع افسد او سقط حتى الفسخ  
بني للمشتري فيها شفعة الشفعة -

الم، ثم اورد خيارا راسا وشروطا عيب  
بقضاء بعد ما سئل عن شرط بيعه  
ثم رد البيع بخيار الروية وقضاء الاضايف لاشعة الله  
فصل في البيع

٢٢٠ ثم فتح برودة الماء واولاة شاي  
يثبت الشد من الماء بالعيب بلا قضاء القاض  
لما لم يروا في الرضا اوصار كانه استرا لا  
وكذا غلب الشفوعة بالاقالة لان الاقالة  
بمع في حق الثالث و الشفيع

دلیل ہے کہ زمانہ کا ستقوم ہونا ضرورت کی وجہ سے ہی نہ تھا۔ شفعہ کے حق میں اونکے ستقوم ہونے کا کچھ اثر نہ تھا۔ بہتر کان کے مقابلہ میں مال کے ہونے کی یہ صورت ہے کہ مثلاً ایک شخص نے ایک صورت کا مہر مکان اس شرط پر مقرر کیا کہ وہ ایک ہزار روپے بھجوا دے تو اس صورت میں ابونعیم دم کے نزدیک مکان کے کسی چیز میں شفعہ نہ ثبت ہوگا اور اگر مکان کے نزدیک مکان کے اندر ہزار روپے کے حصہ میں شفعہ ثابت ہوگا۔ ایسے کہ مکان کے اس چیز میں مبادلہ نامہ پایا جاتا ہو اور نام صاحب فرماتے ہیں کہ بچے کے سنے اور سہ بیجا میں اس لیے نہ تھا کہ اس کا اعتبار نہ پایا اور بچوں کا غرض

۳۹۸۔ اگر ایک مکان فروخت ہو اور دسویں یا تیسری  
فرد کیا گیا تو جب تک اجماع کا اعتبار ساتھ نہ ہو  
اور صاحب ہونے کے جذبہ بہت ہو جائے لہذا بشرطیکہ اقلیہ کا ہونا  
۴۰۰۔ اگر ایک مکان بیع نامست و رخت ہو اور جب بیع کا  
ساتھ ہو گا شفعہ ثابت نہ ہو گا اور اگر شفعہ کا اعتبار ساتھ ہو جائے  
مستحق و دسویں کرے۔ تینالی تو شفعہ ثابت ہو جائے گا۔  
۴۱۰۔ اگر خریدار دسویں یا ضیاء شرط کی وجہ سے یا کچھ اضافی ہر  
وجہ سے ایک مکان واپس دے اور دسویں ہونے سے قبل بیع اپنے  
عن شفعہ جو ہو چکا تھا تو شفعہ ثابت ہو جائے گا ایسے کہ واپس کرنا  
بیع جدید میں ہے لکھ بیع کا فسخ ہے۔

۱۲۷) اگر تمہارے لئے محمد شریف کا حکم قاضی کا حکم کی طرح ہے۔  
 مکان کو دلا کر دیا یا بھی رہنا ضروری سے ملے اور شریف کو بھیجے گا تو  
 کر لیا تو بھیجے گا شرف ثابت ہو جائیگا اسلئے کہ جب اس کا وہ اپنا کٹاں پر  
 میں جھانوس اور ہرجوشی سے اس کا دایاں کٹاں کو کچھ کھڑے ہو گا اور ہرج  
 اگر یہ بلی وہ سترے کو حق بنائے اس پر مگر متوجہ کہ حق کی ایک بلیت بدیدہ

ثالثہما۔

۴۳۲، م وللعبد الماذون مديونا  
 فی مبيع سید لا وسید لا فی مبيعہ  
 بش ای تجب الشفعة للعبد  
 الماذون حال کونہ مديونا  
 دینا محیط برقبہ وکسبہ فله الشفعة  
 فیما باع سید لا وکذا للسید حق الشفعة  
 فیما باع العبد الماذون المذکور  
 بناء علی ان مانی ید لا ملک له۔  
 ۴۴، م ولمن شری او اشتری  
 له لا لمن باع او بیع له او ضمن  
 للدرک بش ای تجب الشفعة  
 للمشتري سواء اشتری اصاله  
 او وكالة وکذا تجب الشفعة لمن  
 اشتری له ای لمن وكل اخربا بالثمن  
 فاشتری لاجل المؤکل والمؤکل شفیع  
 کان له الشفعة وقاعدته انه  
 لو کان المشتري او المؤکل بالشراء  
 شریکا وللد ارشریکا اخر فلهما  
 الشفعة ولو کان هوشریکا دلدار  
 جار فلا شفعة لهما مع وجوده  
 ولا یكون لهما ثمن شفعة سواء کان  
 اصیلا او کلیلا وکذا الاشفعة لمن  
 بیع له ای ان وكل بالمییم والمؤکل  
 شفیع فلا شفعة له وکذا اذا ضمن

۴۳۱، اگر ایک شخص نے مکان فروخت کیا اور اس کا ایک غلام  
 جو میں کو اس نے تجارت کی عبادت دی رکھی ہو اور غلام  
 لوگوں کے قرض میں مستغنی ہو تو اس مکان میں غلام کا شفعہ  
 ثابت ہو جائے گا اور اس طرح اگر غلام مذکور نے  
 مکان فروخت کیا تو اس کے مالک کو اس میں حق شفعہ  
 ہے ایسی کہ جو چیز غلام کے قبضہ میں ہے وہ ملک  
 کی ملک ہے۔

۴۴، اگر ایک شخص نے اساتہ یا دکانہ ایک مکان خریدا  
 تو اس میں حق شفعہ ثابت ہوتا ہے اور یہی حکم ہے کہ اگر  
 ایک شخص کو خریدنے کے لیے وکیل مقرر کیا اور اس نے اپنے  
 وکیل کے لیے مکان خریدا اور وہ وکیل اس مکان کا شفیع  
 بھی ہے تو اس کا شفعہ باطل نہ ہوگا اور اس کا یہ نتیجہ ہے  
 کہ یہ خریدنے والا یا وکیل اگر اس مکان میں شریک  
 ہو اور اس مکان میں ایک شریک اور بھی ہو تو  
 دونوں کا شفعہ رہے گا اور اگر صرف یہی شریک ہو  
 گا ایک شخص اس کا جار ہے تو شریک کے ہوتے  
 ہوئے جار کو شفعہ نہ ملے گا اور اس نے خواہ اساتہ فروخت  
 کیا ہو یا دکانہ کی طرح اسے اس کو حق شفعہ نہ ہوگا۔  
 اس طرح اگر شفیع نے کسی دوسرے کو وکیل کر کے  
 وہ مکان فروخت کیا اور یہی حکم ہے کہ اگر ایک شخص اپنے  
 مناسن ہو گیا کہ اس مکان میں کسی کا حق نہ آئے ہو تو  
 میں اس کا ذمہ دار ہوں اور وہ شخص شفیع ہو تو اس کو  
 حق شفعہ نہ حاصل ہوگا ایسی کہ ذمہ دار ہونے سے

سالم مکان کا مشتری کو دینا شفیع پر لازم ہوگا

۴۵۱، اگر کسی شخص نے اپنی زمین کی بیج اس صورت

کے ساتھ کی کہ شفیع کے مد کی طرف ملی ہوئی ہے

اوس طرف سے ایک گز زمین بیج سے ستنے کردی تو

شفیع کو حق شفعہ نہ حاصل ہوگا اور اصل میں یہ اسقاط

باجوار کا حیلہ ہے اور اوسکی صورت یہ ہے کہ ایک مکان

بیج کیا اگر کسی قدر زمین جب کا عرض مثلاً ایک گز یا ایک

باشت یا ایک انگشت ہو اور طول میں شفیع کے مکان سے

ملی ہوئی ہو جسے کوئی گز یا کوئی شفعہ نہ ملے اسلئے کہ شفیع کا شفعہ نقصان

سبب سے متاثر اس ملک بانی مکان کو شفیع سے اتصال نہ ہونے

۴۵۲، اگر زمین کے حصوں میں سے ایک حصہ خرید کیا

اسکے بعد باقی زمین کو خرید لیا تو اس صورت میں شفیع کو

فقط پہلے حصہ میں شفعہ ملے گا نہ باقی حصوں میں شفعہ جو اس کے

ساقط کرے گا یہ دوسرا حیلہ ہو اور اوسکی صورت یہ ہو

کہ ایک شخص نے ہزار روپیہ میں مکان خریدے گا ارادہ کیا

تو اسکا یہ حیلہ ہو کہ اس مکان میں سے کسی قدر حصہ اگرچہ

ہزار روپے حصہ ہو اس شخص کو ایک کم ہزار روپے خریدے اسکے بعد

باقی مکان کو ایک دو سو روپے میں خریدے تو شفیع صرف اپنے حق شفعہ

میں مکان کا ہزار روپے حصہ لیک کم ہزار روپے میں خرید سکتا

ہو اور باقی مکان کو ایک دو سو روپے میں خرید سکتا اسلئے کہ مشتری

دوسرے حصوں میں شریک ہو اور شفیع چار سو روپے پر حق شفعہ

۴۵۱، اگر ایک شخص نے بعض زمین کے ایک مکان خرید

اسکے بعد زمین کے بدلے میں باغ کو ایک گز یا تو شفیع

بعض حق کے اوس مکان کو لے سکتا ہو اگر کسی قیمت

الدرك فبيع وهو شفيع لاشفعة

له لان الاستخلاص عليه۔

۴۵۰، ہم دلائم باع الاذرا اعلیٰ من

طول حد الشفيع من هذا حيلة

لاسقاط شفعة الجوار وهي ان

يتبع الدار الامقدار عرضة

ذراع او شبرا واصبع وطوله

تمام ما لا صوت من الدار للبيعة

دار الشفيع فانه اذا لم يبع ما لا

يلا صوت دار الشفيع لا يثبت

الشفعة۔

۴۵۱، ہم اوشری سہما منہما بقین

ثم باقیہا الا فی السہم الاول من

هذا حيلة اخرى لا سقاط شفعة

الجوار وهي انہ اذا اراد ان يشتري

الدار بالثمن يشتري شيئا قليلا

منها كسهم واحد من الف سهم

مثلا بالف الادرسها ثم يشتري

الباقی بدرسہم فالشفيع لا ياخذ

الشفعة الا فی السہم الاول بثنہ

لا فی الباقی لان المشتري صار

شريكاً وهو حق من الجار۔

۴۵۰، ہم اوشری بثنہ ثم دفع عنہ

ثوباً الا بالثمن من هذه حيلة

اخرى نعم الجوار وغیره وهي ما

اذا ارید بیع الدار بمانہ فیشترى  
الدار بالثمن ثم يدفع ثوباً يساوى  
ما دفعه فى مقابلة الالف فالشفعة  
لا ياخذها الا بالالف -

(۷۸) م ولا یکره حيلة اسقاط الشفعة  
والزکوة عند ابی یوسف رحمه الله  
وبه یفتی فی الشفعة وبضده فی  
الزکوة فی -

اعلم ان حيلة اسقاطها لا یکره  
عند ابی یوسف رحمه الله عند  
محمد سرح ویفتی فی الشفعة بقول  
ابی یوسف رحمه الله منع عن وجوب

الحق لا اسقاط للحق الثابت وهكذا  
یقول فی الزکوة لکن هذا فی غایه  
الشفعة لانه ایتنازل للجل و قطع  
منه ولا یفتقر اذ الذین قد سرح

الله تعالی فی مال الاغنیاء  
والاخرط فی ماله الذین  
یکتزون الذهب والفضة ولا ینفقونها  
فی سبیل الله فبشرهم بعد اب الیوم الایه

یعنی جو لوگ سوسے اور چاندی کو جمع کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں  
او کو خرچ نہیں کرتے انہیں شفعہ دفع ضرر جو اسکے لیے مقرر  
کیا گیا ہے میں مشتری اگر لوٹن لوگوں میں ہے کہ جس سے  
مسلک ہوگئے ہیں پانے میں کو ایسی صورت میں اسکا شفعہ  
کے لیے حیلہ کرنا درست نہیں اور اگر وہ تنگ بخت  
آدمی ہے تو ہر ہنگام اس سے نفع پانے میں اور شفعہ  
ایک ظالم شخص ہے جو اپنے مسلمانوں سے عداوت

دیکھتے ہیں کہ سکتا اور یہ بھی اسقاط شفعہ کا ایک حیلہ میں شریک  
اور جو اسے یکساں ہیں اور اسکی صورت یہ ہو کہ ایک مکان  
سورہ یہ کو خریدنا منظور ہو تو فرضی طور پر ایک اور کو خرید لے  
اسکے بعد مقابلہ اسے یہ کہ سورہ یہ کی مالیت کا پھر ادیدہ کہ شفعہ  
۷۸ شفعہ اور زکوۃ کے ساتھ کر لے کہ اسے حیلہ کرنا ابویوسف

کے نزدیک مجرب نہیں ہے اور محمد رحمہ کے نزدیک مجرب اور شفعہ  
باب میں ابویوسف رحمہ کے قول پر فتویٰ ہے کہ اسے کرنا  
ثبوت حق سے اعراض کیا ہے حق ثابت کا اسقاط نہیں

کیا جو اور زکوۃ کے اندر بھی ابویوسف رحمہ کے ہر انہوں نے کی یہی  
وجہ بیان کرتے ہیں مگر اس بار سے میں انکا قول ثابت ہے  
نا پسندیدہ ہے اس لیے کہ اس حیلہ میں ثل کا اختیار کرنا  
اور نفقہ کے رزق کا قطع کرنا ہے جسکو خدا نے تعالیٰ

نے امر کے مال میں مقرر فرمایا ہے اور اس حیلہ  
کی وجہ سے اول لوگوں کے زمرہ میں داخل  
ہو اور عذاب الیم کی خوشخبری کا مستحق ہو نا ہے جسکی  
شان میں یہ ایک کریمہ نازل ہوئی ہے الذین

یکتزون الذهب والفضة ولا ینفقونها  
فی سبیل الله فبشرهم بعد اب الیوم الایه  
یعنی جو لوگ سوسے اور چاندی کو جمع کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں

او کو خرچ نہیں کرتے انہیں شفعہ دفع ضرر جو اسکے لیے مقرر  
کیا گیا ہے میں مشتری اگر لوٹن لوگوں میں ہے کہ جس سے  
مسلک ہوگئے ہیں پانے میں کو ایسی صورت میں اسکا شفعہ  
کے لیے حیلہ کرنا درست نہیں اور اگر وہ تنگ بخت  
آدمی ہے تو ہر ہنگام اس سے نفع پانے میں اور شفعہ  
ایک ظالم شخص ہے جو اپنے مسلمانوں سے عداوت

مگر اس مکان کو بیع کرنا جائز ہے تو نہیں اور یہیں سے اسقاط کرنا درست نہیں ہے

کھتا ہوا دسکانہ ہنہنن چاہتا تو اس وقت میں اسکا شفیع  
کے لیے حکم کرنا جائز ہے۔

۴۹، اگر شفیع کو بیع کا حال معلوم ہوا اور اس جلسہ میں  
اسے طلب مواثبات یا طلب ایشاد نکلی اور بیع کے بعد شفیع کو ترک کر دیا  
تو شفیع باطل ہو جائیگا اور بیع کے قبل طلب کرنے سے شفیع باطل ہو  
۵۰، اگر باپ یا وصی یا وکیل طلب شفیع نے شفیع تسلیم  
کر دیا تو نابالغ اور بیکل کا شفیع باطل ہو جائیگا کیلئے کہ ان  
لوگوں کا تسلیم شفیع الو حنیفہ اور قاضی ابو یوسف رحمہ کے  
نزدیک شفیع کو باطل کر دیتا ہے اور امام محمد اور زفر رحمہ  
کا اس میں اختلاف ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں  
نابالغ کے حق کا باطل کر دینا ہے اور شفیع دفع منکر کے لیے  
مفسر کیا گیا ہے اور کچھ نزدیک یہ مفسر ہیں کہ اس نے  
خریدنے کو ترک کر دیا کسی حق نہایت کو نہیں باطل کیا۔

۵۱، اگر شفیع نے مدعی علیہ سے کچھ مال لیکر شفیع سے غیہ  
کر لیا تو اس صورت میں حق شفیع بھی باطل ہو جائیگا اور  
مال بھی واپس کرنا پڑے گا کیونکہ اس طرح کرنے میں شفیع کا باطل  
کرنا ہے لیکن یہ صلح عوض کے اعتبار سے درست نہیں  
اسلئے کہ بیان محض حق ملک ہے لہذا عوض واپس کرنا ضروری ہے  
۵۲، اگر شفیع مر جائے تو اسکا شفیع باطل ہو جائیگا  
اور وارثوں کو حق شفیع کا نزدیک اگر شافعی رحمہ نزدیک  
نہیں باطل ہوتا اسلئے کہ وہ مال نہیں ہے۔ جب ہوگا اگر شفیع  
بیع کے بعد اور قاضی کے حکم۔ بیع سے پہلے مر جائے  
اور اگر بعد از حکم قبیل ادا سے شن  
یا بعد ادا سے شن کے مر گیا تو جسے وارثوں کو حق شفیع ثابت ہوگا  
اور مرنے سے باطل ہوگا۔

الشفیع متعنت لا یجب جارا لا یجوز  
فی اسقاطها

(۴۹) ہم و بیطلھا ترکہ طلب المواثبة  
او الاشهاد و تسلیمھا بعد البیع فقط  
ش ای التسلیم قبل البیع لا یطلھا۔ و غیرہ  
۵۰، ہم ولو من الایاد الوصای و الوکیل  
ش ای الوکیل بطلب الشفعة  
فان تسلیم ہوا بطل الشفعة  
عند ابی حنیفہ رحمہ و ابی یوسف رحمہ  
خلافہما الحمد و زفر رحمہ فان هذا  
البطلان حق ثابت للصغیر و انھا  
شرعت لدفع الضرر و لهما انہ  
فی معنی ترک الشراء۔

۵۱، ہم و صلحہ متھا علی عوض  
و رد عوضہ ش ای الصلح علی  
العوض یبطل الشفعة لانہ تسلیم  
لکن الصلح غیر جائز لانہ مجرد حق  
التمک فیجب رد العوض۔

۵۲، ہم و موت الشفیع لا المشتري  
ش فان الشفیع اذا مات تبطل  
الشفعة ولا تورث عنه خلافا  
للشافعی رحمہ لانھا لیست بمال و  
هذا اذا مات بعد البیع قبل القضاء اما  
اذا مات بعد قضاء القاضی قبل نقل الفیق و بعد  
تصدیق الوارث شفیع۔



۵۳۱، م و بیع ما یشتہ بہ قبل لقضاء  
 ۵۳۲، ہنز قاضی نے شفعہ کا حکم نہیں دیا تھا کہ شفعہ نے  
 اپنا ذاتی مکان کہ جسکی وجہ سے اس نے شفعہ کا دعویٰ کیا تھا فروخت کیا  
 تو شفعہ باطل ہو جائیگا ایسے کہ مکان شفعہ میں ملکیت حاصل  
 ہونے سے پہلے استحقاق کا سبب مانا جائے بلکہ اس صورت کے  
 ۵۳۳، اگر شفعہ نے سنا کہ مکان زید نے خریدا تو اور اس نے  
 اپنا شفعہ تسلیم کر دیا ایسے بعد ظاہر ہوا کہ عمر سے خریدا ہے  
 یا اس کو معلوم ہوا کہ مکان کے ہزار روپیہ میں بیع ہوئی اور  
 اس نے شفعہ کو ترک کر دیا ازان بعد معلوم ہوا کہ ہزار سے کم کو  
 بیع ہوئی ہے یا ایسی چیز کے بدلہ میں فروخت ہوا ہے  
 جو ناپ یا تول یا شمار سے فروخت ہوتی ہو کہ جسکی قیمت  
 ہزار روپیہ یا اس سے زیادہ ہو تو ایسی صورت میں حق شفعہ  
 پشابت چلتا ہو ایسے کہ چہیز میں شفی میں اور شفعہ اس نے  
 لے سکتا ہو کیونکہ سب اوقات اس کو ان چیزوں کا دنیا بخت  
 نقد روپیہ کے نہایت آسان ہوتا ہے اگرچہ اسکی قیمت  
 ہزار روپیہ سے زیادہ ہو لہذا ان صورتوں میں شفعہ کو  
 حق شفعہ ہونا چاہیگا بخلاف اس صورت کے کہ اگر  
 شفعہ کو معلوم ہو کہ بیع بدلے غلام وغیرہ کے ہوئی ہے  
 کہ جسکی قیمت ہزار یا ہزار سے زیادہ ہو تو اس کا  
 شفعہ باقی نہیں رہے گا ایسے کہ اس کے شفعہ  
 قیمت دیکر مکان کو لے گا اور ہزار روپیہ پر وہ  
 چوڑی پچا ہے اور اگر ہزار سے زیادہ ہے  
 تو اس وقت میں شفعہ بطریقین اس کے  
 شفعہ سے دست بردار ہے۔

۵۳۴، م فان سمع شرکاء فلم یظہر  
 شراء غیرہ او بیعہ بالف فسلم  
 وکان باقل او بکلی او زنی او عدی  
 متقارب قیمته الف او اکثر ففی له  
 و بعرض کذلک لاش ای سمع  
 البیع بالف فسلم وکان باقل او کان  
 بکلی او زنی او عدی متقارب  
 قیمته الف او اکثر فالشفعة ثابتة  
 له لان هذا الاشياء من ذوات  
 الامثال فالشفعین یاخذ بها و ربما  
 یکون له الاخذ بهذا الاشياء  
 السیروان کانت قیمتھا اکثر من  
 الف فیکون له حق الشفعة بخلاف  
 ما اذا ظهر ان البیع کان بعرض  
 قیمته الف او اکثر لا یبقی له الشفعة  
 لان الشفعین یاخذہا بالقیمۃ فان  
 کانت قیمته الف فقد سلم البیع بہ  
 و انکانت قیمته اکثر فسلم البیع بالف  
 لتسلم البیع بالاکثر بالتطریق  
 الاولى۔

مگر جو بیع میں شرکاء نے شفعہ باطل ہو جائیگا ایسے کہ چہیز میں شفی میں اور شفعہ اس نے لے سکتا ہو کیونکہ سب اوقات اس کو ان چیزوں کا دنیا بخت نقد روپیہ کے نہایت آسان ہوتا ہے اگرچہ اسکی قیمت ہزار روپیہ یا اس سے زیادہ ہو تو ایسی صورتوں میں شفعہ کو حق شفعہ ہونا چاہیگا بخلاف اس صورت کے کہ اگر شفعہ کو معلوم ہو کہ بیع بدلے غلام وغیرہ کے ہوئی ہے کہ جسکی قیمت ہزار یا ہزار سے زیادہ ہو تو اس کا شفعہ باقی نہیں رہے گا ایسے کہ اس کے شفعہ قیمت دیکر مکان کو لے گا اور ہزار روپیہ پر وہ چوڑی پچا ہے اور اگر ہزار سے زیادہ ہے تو اس وقت میں شفعہ بطریقین اس کے شفعہ سے دست بردار ہے۔

۵۵، م وللشفیحة احد المسترین  
 ۵۵۱، چند لوگوں نے ایک شخص سے مکان خریدا تو شفعہ کو

لا احد الباعة شىء اى اشتري جماعة من واحد فليسفيع ان ياخذ نصيب احد هم وان باع جماعة من واحد لاي اخذ حصه احد البائعين ويترك حصه الباتية بل ان شاء اخذ كلها او ترك لان هنا يفرق الصفقة على المشتري ونشه لا يفرق وايضا يتحقق في الاول دفع ضرر الجار لاني الثاني ۵۶۰، م والنصف مفرنا اذا بيع مشاعا من دار فقسم اشىء اى اشتري نصف مشاعا من دار فقسمه البائع والمشتري فالسفيع ياخذ النصف مفرنا لان القسمة من تمام القبض -

ایک ہی کے حصہ کے لینے کا اختیار ہو اور اگر ایسی صورت ہو کہ چند لوگوں نے ملکر ایک شخص کے ہاتھ مکان خریدا کیا تو سفیع کو یہ اختیار نہیں ہے کہ ان بائعوں میں سے ایک کا لئے اور باقی کو چھوڑ دے بلکہ ہر ایک کو لئے یا کل کو چھوڑ دے ایسے کہ انھیں بقا بلہ مشتری کے قریب بیچ کی ہوتی ہے اور اس جگہ نہیں ہوتی اور نیز صورت اول میں دفع ضرر جوار ہے دوسری صورت میں دفع ضرر جوار کا تحقق نہیں ہے۔

۵۶۱، اگر ایک شخص نے ایک مکان غیر تقسیم شدہ میں بیچ نصف مکان خرید اچھر بائع اور مشتری دونوں نے اپنا اپنا حصہ مبداء کر لیا تو سفیع کو ہی نصف مکان لینا پڑے گا جو تقسیم کر لئے اس کو ملا ہے۔ اس لیے کہ تقسیم سے قبضہ کامل ہو جاتا ہے اور وہ قبضہ کا تمام ہے۔

تمام شـ تمام شـ ترجمہ شرح وقلیہ